وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

ای لیعرفون

جواہر العرفان

تالیف لطیف

جناب مولانا الاجل حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد ولی اللہ قادری

مدظلہ العالی ونفع بعلومہ

بمقام دھارواڑ

باہتمام محمد عطاء اللہ القاضی

مطبع حجازیہ ناخدا محلہ بمبئی

حجازی چھاپ خانہ
یا
المطبعۃ الحجازیہ
واقع ناخدا محلہ مانڈوی پوسٹ نمبر (۳) بمبئی
میں
ہر قسم کی عربی فارسی اردو گجراتی مراٹھی ترکی جاوی
اور انگریزی وغیرہ وغیرہ زبانوں کی طباعت ٹائپ و
لیتھو و بلاک سادی و رنگین بکفایت اور عمدہ
کی جاتی ہے
محمد عطاء اللہ القاضی صاحب مطبعہ

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون
اي ليعرفون
جواهر العرفان
تصنیف لطیف
جناب مولانا الاجل حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد ولی اللہ قادری
مدظلہ العالی و نفع بعلومہ
بمقام دہاروار
باہتمام حاجی محمد عطاء اللہ القاضی
مطبع حجازی پریس میں طبع ہوئی
جہانگیر علوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ الفخیم

اما بعد حمد و صلوٰۃ کے۔ برادران طریق کی خدمت والا مین گذارش ہے کہ فقیر حقیر سراپا تقصیر۔ اُمیدوار رحمت باری خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری عفی عنہ وعن والدیہ کو اوّلاً شرف تلمذ ارادت وخلافت اپنے والد بزرگوار قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین فرید العصر مولانا حضرت حاجی شاہ محمد قادری رحمہم اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے۔ اور والد بزرگوار موصوف کو قطب الاقطاب مقدس جناب جامع معقول و منقول حاوی فروع واصول علامۂ زمان مرشد مرشدان دوران شیخ الشیوخ اہل طریق معدن جواہر زواہر معارف دقیق شہیر نزدیک و دور مولانا مولوی حضرت سیّد شاہ محی الدین قادری معروف بہ قطب ویلور رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل تھی اور والد بزرگوار قطب الاقطاب موصوف الصدر کی خدمت مبارک مین چودہ (۱۴) برس تک مصروف و مشغول استفاضہ و استفادہ رہے و تربیت قطب الاقطاب موصوف کے طفیل سے علم معارف و اسرار مین مدارج و مراتب سلوک ابرار واخیار مین وہ دستگاہ کامل حاصل کی کہ باآنکہ حضرت قطب الاقطاب کے (آٹھ لاکھ ۸۰۰۰۰۰) مرید اور چارسو خلفا تھے۔ لیکن اس شرف صحبت دراز و تربیت دیرپا نہ کا ہی باعث تھا کہ علم معارف اسرار مین جو کمال کہ والد بزرگوار کو حاصل تھا اور دون مین اس کا عشر عشیر بھی نہین پایا جاتا تھا۔ پھر ثانیاً فقیر کو حضرت قطب الاقطاب موصوف کے خلف الرشید

زبدۃ الکاملین عمدۃ المرشدین قطب الوقت یکتائے دہر حضرت سید شاہ رکن الدین قادری ویلوری رضی اللہ عنہم سے شرف اندوزی بیعت و خلافت کا موقع حاصل ہوا۔ پھر ثالثاً فقیر تحصیل علم ظاہری کے لئے لکھنو پہونچکر عالیجناب شیخ العلمائے محققین سند الفضلاے متبحرین حضرت مولانا مولوی محمد عبدالحیٔ ابو الحسنات لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ سے مفتخر ہوا۔ اور کانپور مین جامع معقول و منقول پیشواے علماے فحول حضرت مولانا مولوی احمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی کچھ مستفید ہوا علاوہ برآن ۱۳۰۰ھ ہجری مین جب خداوند کریم نے زیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمایا تھا تو وہان بھی شیخ العلمائے عرب سیدنا و مولانا سید احمد دحلان اور شیخ الاسلام مولانا رحمت اللہ مہاجر۔ ان دونون بزرگوارون سے بھی کچھ کچھ استفادۂ علوم حاصل کیا تھا۔ اور بھی حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ طریق مولانا و مرشدنا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی افتخار ارادت و اجازت کا حصول ہوا تھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پھر وطن پہونچنے کے بعد برادران طریق طالبان تحقیق جو حضرت والد بزرگوار سے تربیت پاتے تھے مخاطب بہ فقیر ہو کر اس امر پر مصر ہوئے کہ چونکہ ہم مین استعداد قوی نہین ہے لہذا رموز و اسرار جو حضرت بیان فرماتے ہین اچھی طرح سے ہمارے ناقص ذہن مین جاگیر نہین ہوتے بنا برآن آپ براہ عنایت اختصار غیر مخل کے ساتھ ہمارے لئے ایک رسالہ کی صورت مین انکو اس طرح تحریر فرمائیے کہ ہم مین سے ہر طالب اُسکے دیکھنے اور پڑہنے کے ذریعہ سے علم خود شناسی و خدا شناسی سے کچھ تو بہرہ یاب ہو جائے مگر بالاصرار یہی عرض ہے کہ ہر مضمون ترتیب کے ساتھ بہ آسانی سمجھ مین آجانے کے لایق ہو پھر تو فقیر نے حَسْبَۃً لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ طالبان حضرت پروردگار کی فائز المرامی اور گمراہی شرک و الحاد سے ان کے بچانے کی نیّت سے مُسْتَعِیْنًا بِہٖ تعالیٰ وَتَقَدَّسَ اس رسالہ جواہر العرفان کو لکھا اور بعونہ تعالیٰ طرز تحریر ایسی اختیار کی کہ ہر طالب اردو خوان بھی اگر اس رسالہ کو بغور پڑھے تو بفضلہ تعالیٰ و تقدس خود شناس و

خداشناس ہوجائے اس غرض سے مضامین سوال وجواب کی صورت مین اداکیا۔
خدای کریم اسکو اپنے وجہ کریم کے لئے قبول فرماوے۔ اوراس سے طالبین کو مستفیض
ومستفید فائزالمرام گردانے۔ اوراس احقر کے لئے دعاے مغفرت کی انکو توفیق بخشے
آمین ثم آمین۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ۔ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ
الرّٰحِمِیْنَ ٥ **مقدمہ** مختصرہ علم خودشناسی وخداشناسی کے طالب کو **اوّلاً**
چاہیئے کہ اچھی تحقیق کے ساتھ اہل سنت وجماعت کے عقائدحقہ صحیحہ سے آگاہی حاصل کرلے
اوراُن کو پورے طورپراپنے ذہن مین جمالیوے کیونکہ علم باطن کے اسرار اوررموز کی صحت
وبطلان کی کسوٹی سوائے علم عقائدحقۂ اہل سنت وجماعت کے کوئی دوسری چیز ہرگزنہین
تمامی اکابران طریقت رحمہم اللہ کا اجماع واتفاق اسی پرہے کہ علم باطن کی صحت اسی صورت
مین تسلیم کیجاسکتی ہے کہ عقائدمسلمہ اہل سنت وجماعت کے خلاف مین نہو۔ وجہ اصلی
اسکی یہ ہے کہ علم عقائداہل سنت وجماعت کے تمامی مسائل مسلمہ ظواہر نصوص کتاب سنت
سے ماخوذہین پس علم باطن کا جومسئلہ کہ عقائدمسلمۂ شرعیہ کے خلاف مین ہوگا وہ فی الواقع
ضلالت اورگمراہی ہوگاہی۔ اس پرسے نتیجہ یہ نکل آیاکہ اگرطالب خداعلم عقائدحقہ اہل سنت
وجماعت سے واقف نہین ہے تو وہ بالضرور دھوکہ بازملحدون اورزندیقون اوربے دینون
کے دام تزویرمین پھنسکراپنے نقدایمان کوکھوہی بیٹھے گا اورخَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ہوہی جائیگا
لہذاطالب خداکوچاہیئے کہ پہلے اہل سنت وجماعت کے عقائدمسلمہ کوسیکھ لے اور **ثانیاً**
ضروریات دین سے کہ ہرایک مومن ومسلمان پرجن کاجاننا ضروری ہے یعنے دین اسلام کے
فرائض واجبات وسنن موکدہ اورمحرمات وممنوعات شرعیہ سے واقف ہولے تاکہ عبادات
ومعاملات مین اُسکے صلاحیت پیداہوجاے اورخداورسول کی نافرمانی سے بچاہوارہے
کیونکہ انسان ایک ایساجاندارہے جومدنی الطبع ہے۔ دنیامین اکیلااپنی زندگی ہرگزنہین بسرکرسکتا

اسکا ہر ایک معاملہ دوسرون کی تائید کے بغیر ہرگز نہین ہوسکتا۔ پھر تو ثابت ہوگیا کہ اس پر اسکے پیدا کرنیوالے کے بھی حقوق ہین اور ہر معاملہ مین اسکی تائید کرنے والون کے بھی حقوق اس پر ہین اور عبادات حقوق خالق عزّوجل کے ادا کرنے سے عبارت ہے۔ لہذا اسکے احکام کا جان لینا بھی اس پر فرض ہوگیا اور معاملات زندگی جسمانی کے امور ضروریہ کے ادا کرنے سے عبارت ہے اسلئے اسکے احکام کا بھی جان لینا اس پر فرض ہوگیا پھر تو واضح ہوگیا کہ عبادات و معاملات کے احکام ضروریہ کے جان لینے کے بغیر انسان کی زندگی ہرگز قابل مدح ہوہی نہین سکتی لہذا واجب ہوگیا کہ طالب خدا کو بالخصوص اور مومن مسلمان کو علی العموم علم عقائد کے اہم مسائل سے واقف ہوجانے کے بعد عبادات و معاملات کے مسائل احکام سے واقف ہونے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہین تاکہ روزمرہ کی نافرمانیون سے بچا ہوا رہے اور کتاب و سنت کے احکام جلیہ مُسلمہ کے مطابق ایمان والون اور مسلمانون مین اس کا شمار کیا جاے اور جب اِن سے اسکو واقفیت ہوچکی اور تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اور اعمال جوارح مین صورت اسلامی اسکی از روے کتاب و سنت مسلمانون کے نزدیک ثابت ہوئی تو پھر ثالثاً اس طالب کو یہ لازم ہے کہ اپنے ایمان و اسلام کی اس صورت کو جو علم عقائد اور علم احکام عبادات و معاملات کے حاصل کرنے سے موجود ہوئی ہے کامل لینے جاندار بنادے کیونکہ جو کچھ کہ اسوقت اسکے اعمال جوارح و اقرار لسانی سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہورہا ہے سو دراصل صرف ایک صورت محسومہ ہے اسلام کی نہ اسلام کامل کیونکہ اسوقت تک جو کچھ کہ اسکی تصدیق قلبی مین ذخیرہ جمع ہے سو وہ سب الفاظ ہی الفاظ اور ان کے معانی ظاہرہ ہی مین ان کے حقائق واقعیہ سے اسکا دل ابتک آشنا نہین ہوا ہے اور زبردست ثبوت اسکا یہ ہے کہ اگر اُن حقائق واقعیہ سے فی الواقع اسکے دل کو واقفیت حاصل رہتی تو اسکا باطن اسکے ظاہر کا ہمرنگ خوش اسلوب اور اُس کا نفس اسکی روح کا مغلوب البتہ ہوتا ہی اور جب یہ حال اسکا نہین ہے تو پھر یقیناً معلوم ہوگیا کہ اسوقت تک جو کچھ کہ اسکے اقرار لسانی اور اعمال جوارح سے ظاہر ہو رہا ہے سو وہ صرف ایک

غیر کامل یعنے بے جان صورت ہی صورت ہے اسلام کی نہ کہ اسلام کامل لہذا طالب خدا کو خصوصًا اور ہر ایک مومن و مسلمان کو عمومًا لازم یعنے اُس پر فرض ہے کہ اسلام کی ظاہری صورت کے درست کرلینے کے بعد اُسکو کامل بنانے کی کوشش کرے اور کمال ایمان و اسلام کا خدا شناسی کے بغیر ہرگز حاصل نہین ہوتا اور خداشناسی کا کمال بغیر خودشناسی کے حاصل کرنیکے ہرگز میسر نہین ہوسکتا حضرت امام **غزالی** علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ اِعْرِفْ نَفْسَكَ تَعْرِفْ رَبَّكَ یعنے تو خود کو پہچان تو اپنے رب کو پہچان لیگا۔ ہمارے حضرت خاتم الانبیا **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ یعنے جس نے اپنے آپ کو پہچانا۔ اوسنے اپنے رب کو پہچانا ہی۔ اگرچہ کہ محدثین کو (یہ الفاظ فرمودہ آنحضرت مین یا نہین) اسمین بحث ہے۔ لیکن اس کا فرمودہ آنحضرت عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہونا۔ اہل کشف کے پاس ثابت ہوچکا ہے اور کریمۂ قرآنی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن مین لفظ لِیَعْبُدُوْنَ کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لفظ لِیَعرِفُوْن سے کی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ عبادت بغیر معبود کی پہچان کے حاصل کرنے کے ہرگز پوری اور کامل نہین ہوسکتی اور جب ثابت ہوچکا کہ بغیر خودشناسی کے خداشناسی کا حصول ممکن نہین ہے۔ تو پھر لامحالہ خودشناسی کا حاصل کرنا بھی ایک فرض اہم ہی ٹھیرا اور چونکہ انسان کے لئے ایک جسم ظاہری ہے جو عالم اجسام مین قیام رکھتا ہے اور اسکے لئے ایک دل بھی ہے جو عالم ملکوت سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور اسکے لئے ایک جان بھی ہے جو عالم ارواح یا عالم جبروت سے علاقہ رکھتی ہے تو پھر خودشناسی کے لئے عالم اجسام اور عالم ملکوت اور عالم جبروت کی پہچانت کا حاصل کرنا ایک امر مفروضہ ہی ٹھیرا لہذا اس رسالہ مین پہلے انہی چیزون کی پہچان کا بیان انشاءاللہ تعالے کیا جاتا ہے۔ پس طالب کو

چاہیئے کہ اس پر اچھی طرح سے غور کرے اور اپنے

ذہن مین اس بیان کو جای گیر کرلے

عالم کی تعریف اور اسکی تقسیم اور اقسام کا بیانِ اجمالی

سوال۔ عالم کس کو کہتے ہین۔ **جواب** ماسوی اللہ کو۔ یعنے مخلوقات کو عالم کہتے ہین اور ماسِوَی اللہ اس لفظ کے معنے یہ ہین وہ چیزین جو اللہ کے سوالے دوسری ہین۔ یعنے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزین کیونکہ اللہ تو اس کا نام ہے جس نے ان سب چیزون کو پیدا کیا پھر تو اس کی پیدا کی ہوئی چیزون کو ہی ماسوی اللہ کہنا پڑا اور لفظ مخلوقات کے معنے بھی یہی ہین یعنے پیدا کی ہوئی چیزین۔ اور واضح ہوگیا کہ انہی پیدا کی ہوئی چیزون کو ہی عالم کہا جاتا ہے۔ اور ان پیدا شدہ چیزون کا نام عالم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ لفظ عالم کے معنے مَا یُعْلَمُ بِہِ الصَّانِعُ کے ہین یعنے وہ چیزین کہ جن پر نظر کرنے کے سبب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ان کا پیدا کرنیوالا کوئی ایک دوسرا ہے کیونکہ عالم کی تمام چیزون پر بلکہ اسکی ہر ایک چیز کی حالتون پر نظر کرنے اور غور کرنے سے آخر یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کا ہیپن خود ان کی ذات سے نہین ہے اسلئے کہ عالم کی ہر ایک چیز محدود یعنے ایک حد خاص کے اندر مقید ہے۔ کیونکہ اسکے ہیپن کو شروع بھی ہے اور آخر بھی۔ اور جس چیز کے ہیپن کو شروع اور آخر ہوا کرتا ہے اس کا وجود یعنے ہیپن خود اسکی ذات سے نہین رہتا۔ اور جب یہ ساری چیزین اپنے اپنے حدود خاصہ کے اندر مقید ہین تو ثابت ہوگیا کہ ان کو وجود یعنے ہیپن کسی دوسرے کے طرف سے ملا ہوا ہے۔ پس اقرار ہی کرنا پڑا کہ عالم کی چیزون کی حالتون پر نظر اور غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ ان ساری چیزون کا کوئی ایک بنانے اور پیدا کرنے والا اور ان کا مدبر اور متصرف دوسرا کوئی ایک ایسی زبردست طاقت اور کامل قدرت والا ہے کہ جو اپنی ذات سے آپ موجود ہے پھر تو ظاہر گیا کہ عالم کی تمام چیزون کا نام جو عالم کہکے رکھا گیا۔ سو اسی لئے رکھا گیا کہ ان کے حالات پر غور صحیح کرنے سے ان کے بنانے اور پیدا کرنیوالے کا پتہ لگ جاتا ہے۔

عالم کے چیزون کی تقسیم

سوال عالم کی قسمین کئی ہین جواب عالم کی دو قسمین ہین ایک عالم امر دوسرا عالم خلق جیسے کہ قرآن پاک مین اللہ پاک فرماتا ہے اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ یعنے آگاہ ہوجاؤ کہ اُسی خدا کے لیئے ہے خلق اور امر اور معنی لفظ خلق کے پیدا کرنے اور مادہ اور تدبیر کے ساتھ چیز کے بنانے کے ہین اور معنے لفظ امر کے حکم کرنے اور بغیر مادہ اور تدبیر کے صرف حکم یا ارادہ کے ساتھ ہی چیز کے بنانے کے ہین دلیل حصر اس تقسیم کی یہ ہے کہ عالم کی چیزین دو حال سے خالی نہین۔ یا تو وہ ایسی ہونگی جو پیدا کرنے والے کے صرف حکم سے فوراً بغیر مادہ اور تدبیر کے بن جاتی ہونگی پس یہی چیزین عالم امر سے ہین جو اپنے بننے مین مادہ اور تدبیر کی محتاج نہین ہین بغیر مادہ اور تدبیر کے فقط حکم یا ارادہ کے ساتھ ہی فوراً بن جاتی ہین۔ اور یا ایسی ہونگی جو اپنے بننے مین مادہ اور تدبیر کی محتاج ہونگی یعنے بغیر مادہ اور تدبیر کے ہرگز نہ بن سکتی ہونگی پس یہی چیزین عالم خلق سے ہین جو بغیر مادہ اور تدبیر کے نہین بن سکتین۔

سوال عالم امر کس کو کہتے ہین جواب عالم امر وہ عالم ہے کہ جسکی چیزین اپنے بننے مین مادہ اور تدبیر کی محتاج نہین ہین بلکہ وہ نوری چیزین ہین جو فقط حکم کے ساتھ ہی فوراً بن جاتی ہین جیسے کہ تیرے خیال کے اندر کی صورتین جو فوراً تیرے ارادے کے ساتھ ہی بنجاتی ہین اسی عالم امر کی چیزون کے طرف اشارہ ہے جو خدای پاک فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے (عالم امر مین) خدا کی شان یہ ہے کہ جب کسی چیز کو وہ چاہتا ہے کہ اسکو حکم کرے کہ ہوجا۔ پس وہ چیز فوراً موجود ہوجاتی ہے

سوال عالم خلق کس کو کہتے ہین جواب عالم خلق وہ عالم ہے کہ جسکی چیزین اپنے بننے مین مادہ اور تدبیر کی محتاج ہین بغیر مادہ اور تدبیر کے فوراً ہرگز نہین بنجاسکتین جیسے کہ تیرے رہنے کا گھر جب تک کہ اسکے تیار ہونے کا سب سامان مہیا نہو اور باندہنے کا کام نہ کیا جائے تب تک ہرگز وہ گھر موجود نہین ہوسکتا اسی طرح پر جتنی چیزین کہ اپنے بننے مین مادہ اور تدبیر کی محتاج ہین یعنی بغیر مادہ اور تدبیر کے نہین بن سکتین وہ سب کی سب اسی عالم خلق عالم ناسوت

کی چیزین ہین جسطرح پر کہ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے کے باب مین خداے پاک فرماتا ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یعنے پیدا کیا خداے پاک نے آسمانون اور زمینون کو چھ دنون مین اور یہ اسی وجہ سے ہے کہ آسمان اور زمین وغیرہ چیزین مادی ہین جو بغیر مادّہ اور تدبیر کے نہین بن سکتین۔

سوال عالم امر کی کئی قسمین ہین **جواب** عالم امر کی دو قسمین ہین ایک عالم جبروت دوسرا عالم ملکوت کیونکہ عالم امر کی چیزین دو حال سے خالی نہین ہین یا تو وہ صورت شکل رنگ روپ رکھتی ہونگی۔ یا نہ رکھتی ہونگی وہ چیزین کہ بالکل صورت اور شکل اور رنگ و روپ نہین رکھتین وہ عالم جبروت کی چیزین کہلاتی ہین اور جو چیزین کہ رنگ و روپ صورت و شکل رکھتی ہین وہ عالم ملکوت کی چیزین کہلاتی ہین عالم جبروت کو عالم ارواح اور عالم ملکوت کو عالم ملائکہ بھی کہتے ہین۔

سوال عالم جبروت کس کو کہتے ہین **جواب** عالم جبروت وہ عالم ہے کہ جسکی چیزین خداے پاک کی حکم کے ساتھ ہی بغیر مادّہ و تدبیر کے بنجاتی ہین مگر وہ صورت شکل رنگ روپ کچھ بھی نہین رکھتین اور مجرّد ہین یعنے جسمانی مادّہ نہین رکھتی ہین اور بسیط یعنے اجزا سے مرکب یعنے ملکر بنی ہوئی چیزین نہین ہین جیسے کہ تیری جان کہ جسکو روح بھی کہتے ہین۔

سوال عالم ملکوت کس کو کہتے ہین۔ **جواب** عالم ملکوت وہ عالم ہے کہ جسکی چیزین نوری صورت و شکل رکھتی ہین اور نور کے اجزا سے ملکر بنے ہوئی ہین اور نور روشنی اور اُجالے کو کہتے ہین یعنے وہ چیز کہ جسکے سبب سے دوسری چیزین ظاہر ہوتی اور نظر آتی ہین کیونکہ چیز کے نظر آنے کے لئے تین چیزون کا ہونا ضروری ہے ایک چیز کا ہونا۔ دوسرا دیکھنے کی قوت کا ہونا تیسرا اُجالے کا ہونا۔

الحاصل عالم یعنے ماسوی اللہ یعنے مخلوقات کی کل قسمین تین ہوئین ایک عالم جبروت کہ جسکی چیزین بے صورت بے شکل اور مجرّد اور بسیط ہوتی ہین دوسرا عالم ملکوت جسکی چیزین نوری اجزا سے

بنی ہوئی اور نورانی صورتین رکھتی ہین تیسرا عالم ناسوت کہ جسکی چیزین مادہ اور تدبیر سے بنتی ہین پس جملہ مخلوقات کی یہی تین قسمین ہین انہی کو عالم اور ماسوی اللہ کہتے ہین ۔

عالم ناسوت کا بیان کچھ تفصیل کے ساتھ

سوال عالم ناسوت کی تعریف کیا ہے **جواب** جو اس خمسۂ ظاہری سے پائے جانیوالی خرق یعنے ٹکڑے ہونے کو اور التیام یعنے جڑنے کو قبول کرنیوالی جہات ستہ کے اندر مقید رہنے والی طول یعنے لمبان عرض یعنے چوڑان عمق یعنے ڈونگا یا موٹاپن ۔ یہ تینون ماپ رکھنے والی مکان یعنے (ٹکاو کے واسطے) جگہ کی ضرورت رکھنے والی مادہ اور تدبیر سے بننے والی چیزون کو عالم خلق (مادہ سے بننے والی چیزون کا عالم) عالم ناسوت (آدمیون کے رہنے کا عالم) عالم آفاق (ایک پر ایک ٹکی ہوئی چیزون کا عالم) عالم اعراض (دوسرون پر ٹکاو رکھنے والی چیزونکا عالم) عالم اجسام (جسم رکھنے والی چیزون کا عالم) سُتھُول (یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے اس کے معنے مادہ سے بننے والی چیز کے ہین) عالم مُلک (خدای پاک کی حکومت کا چلنا جس عالم مین کہ آدمی کو نظر آتا ہے) عالم شہادت (آنکھون نظر آنے والی چیزون کا عالم) عالم اجساد (جسد یعنے جسم والی چیزون کا عالم) واجب الوجود (یعنے انسان کو اپنے رب کی پہچانت کے حاصل ہونے کے لئے جس عالم کا کہ موجود رہنا واجب اور ضروری ہے کیونکہ عالم اجسام کی موجودیت کے بغیر انسان کو اپنے رب جل جلالہ کی صفات کمالیہ سے آگاہی ہرگز ہرگز نہین حاصل ہوسکتی) وغیرہ بھی بولتے ہین اس عالم کی تمامی چیزین جہات ستہ کے اندر مقید ہین اور ان مین کی ہر ایک چیز کے ٹکاو کے لئے مکان یعنے جگہ کی ضرورت ہے ۔ کوئی چیز اس عالم کے اندر کی بغیر جگہ کے ہرگز ٹکاؤ نہین رکھ سکتی اگرچہ کہ یہ کُل عالم کا عالم لامکان مین بغیر کسی جگہ کے ٹکا ہوا ہے ۔ جیسے کہ آئینہ کے اندر نظر آنے والے گھر کے اندر کی ہر ایک چیز ایک دوسری چیز پر ٹکی ہوئی ہوتی ہے مگر وہ پورا گھر کا گھر جو آئینہ مین نظر آرہا ہے لامکان مین یعنے بغیر کسی جگہ کے ٹکا ہوا ہے کیونکہ وہ

نہ تو آئینہ کی اوپر کی سطح پر ہے اور نہ آئینہ کے موٹے پنے کے اندر ہے۔ اور نہ آئینے کے پیچھے رُخ پر ہے اسکے ٹکاؤ کے لیے کوئی جگہ ہے ہی نہین اگر آئینہ کے اندر کوئی چیز فی الواقع داخل ہوئی ہوتی تو البتہ آئینہ کا وزن پہلے کی نسبت کرتے ضرور بڑھ جاتا۔ اور جب آئینہ کے وزن مین کسی طرح پر کوئی زیادتی ہوئی ہی نہین تو معلوم ہوگیا کہ فقط آئینہ کے اوپر کی سطح کی صفائی کے سبب سے وہ صورت ہماری آنکھون کو نظر آرہی ہے نہ کہ اور کچھ دراصل آئینہ کے اندر نظر آنے والا وہ گھر لامکانی چیز ہے یعنی ایسی چیز ہے کہ جسکے ٹکاؤ کے لیے کسی جگہ کی ہرگز ضرورت ہی نہین بلکہ وہ ایسی چیز ہے کہ بغیر کسی جگہ کے موجود ہوسکتی۔ اور موجود رہ سکتی۔ اور نظر آسکتی ہے۔

سوال حواس خمسہ ظاہری کسکو کہتے ہین **جواب** حواس۔ اس لفظ کے معنے۔ پانے اور پہچاننے والی قوتون کے ہین یہ لفظ جمع ہے حاسّہ کی اور حاسّہ کے معنے پانے اور پہچاننے والی قوت کے ہین حس اس لفظ کے معنے پانے پہچاننے معلوم کرلینے کے ہین۔ جسم کے ظاہری یعنے نظر آنے والے حصّہ مین عالم اجسام کی چیزون کے پانے اور پہچاننے کے لیئے۔ اللہ پاک کی طرف سے جو قوتین کہ رکھی گئی ہین انہی پانے والی قوتون کو حواس ظاہری کہتے ہین۔ اور لفظ خمسہ کے معنے پانچ کے ہین چونکہ وہ پانے اور پہچاننے والی قوتین پانچ ہین اسی وجہ سے اُن کو حواس خمسہ کہتے ہین پھر تو حواس خمسہ ظاہری وہی قوتین ہوئین جو عالم اجسام کی ظاہری چیزون کو پانے اور پہچاننے کے لئے اُسکے جسم کے ظاہری حصّہ مین پانچ قوتین رکھی گئی ہین اور وہ پانچ قوتین یہ ہین۔

سامعہ سننے والی قوت سمع سننا باصرہ دیکھنے والی قوت بصر دیکھنا شامّہ سونگھنے والی قوت شمّ سونگھنا ذائقہ مزہ چکھنے والی قوت ذوق مزہ چکھنا۔ لامسہ چھونے والی قوت لمس چھونا۔ ان پانچون قوتون کے ظہور کے لیئے خداوند کریم جلّ شانہٗ نے آدمی اور دوسرے جانداروں کے جسم مین پانچ جگھین مقرّر کی ہین دیکھنے کی قوت باصرہ آنکھو مین رکھی گئی ہے۔ سننے کی قوت سامعہ کانون مین رکھی گئی ہے سونگھنے کی قوت شامّہ ناک مین رکھی گئی ہے۔ مزہ چکھنے کی قوت ذائقہ زبان مین رکھی گئی ہے۔ چھونے کی قوت لامسہ

تمام جسم مین اور بالخصوص ہاتھوں مین زیادہ رکھی گئی ہے۔ یہی پانچ قوتین ہین جو حواس خمسہ ظاہری کہلاتی ہین۔ عالم مین رہنے والی۔ نظر آنے والی تمام ظاہری چیزون کے پانے اور پہچاننے کے لئے خدای پاک جل شانہ نے آدمی کو اور دوسرے کئی ایک جاندارون کو یہ قوتین عنایت کی ہین تاکہ ان قوتون کے ذریعہ سے نفع حاصل کرسکین اور ضرر سے بچ سکین۔

سوال حواس خمسہ ظاہری سے پائی جانے والی چیزین کونسی ہین۔ **جواب** سُننے والی قوت سامعہ سے جسکا ظہور کان سے ہے صرف مسموعات یعنے سُنی جانی والی چیزین پائی جاتی ہین اور وہ آوازین ہین اور دیکھنے والی قوت باصرہ سے جسکا ظہور آنکھ سے ہے صرف مبصرات یعنے دیکھی جانی والی چیزین پائی جاتی ہین اور وہ رنگ اور شکل دو ہی ہین اور سونگھنے والی قوت شامہ سے جسکا ظہور ناک سے ہے صرف مشمومات یعنے سونگھی جانے والی چیزین پائی جاتی ہین اور وہ بوئین ہین۔ اور چکھنے والی قوت ذائقہ سے صرف مذوقات یعنے چکھی جانے والی چیزین پائی جاتی ہین اور وہ مزے ہین۔ اور چھونے والی قوت لامسہ سے صرف ملموسات یعنے چھوئی جانے والی چیزین پائی جاتی ہین اور وہ ٹھنڈا گرم۔ سخت نرم چار ہین **سامعہ** آواز کے سوا دوسری کسی چیز کو ہرگز نہین پاسکتی **باصرہ** رنگ اور شکل ان دو کے سوا کسی چیز کو ہرگز نہین پاسکتی **ذائقہ** مزہ کے سوا اور کسی چیز کو ہرگز نہین پاسکتی **شامہ** بُو کے سو لے دوسری کسی چیز کو ہرگز نہین پاسکتی **لامسہ** ٹھنڈک اور گرمی سختی اور نرمی ان چار کے سوا کسی دوسری چیز کو ہرگز نہین پاسکتی۔ پھر تو معلوم ہوگیا **عالم خلق** یعنے عالم ناسوت مین یہی پانچ طرح کی چیزین ہین آوازین کہ جنکو سامعہ پاتی ہے رنگ اور شکل کہ جنکو باصرہ پاتی ہے بوئین کہ جنکو شامہ پاتی ہے مزے کہ جنکو ذائقہ پاتی ہے ٹھنڈی اور گرم اور سخت اور نرم کہ جنکو لامسہ پاتی ہے اور یہ سب کی سب جسمانی چیزین ہین جن مین سے ہر ایک کو اَبعادِ ثلاثہ یعنے تین ماپ طول لمبان۔ عرض چوڑان۔ عمق ڈونگان یا موٹاپن لگے ہوے ہین اور ان مین سے ہر ایک چیز جہاتِ ستّہ کے اندر مقید ہے۔

سوال جہات ستہ کسکو کہتے ہین **جواب** جہات یہ لفظ جمع ہے جہت کی اور جہت کے معنے رخ۔ طرف۔ کنارہ۔ بازو کے ہین ہر ایک جسمانی چیز کے لئے یہ چھے جہت لگے ہوئے ہین فوق اوپر تحت نیچے یمین دہنا۔ یسار بایان۔ امام روبرو۔ سامنے آگے۔ خلف پیچھے انہی چھہ رخ کو **جہات ستہ** کہتے ہین۔ کیونکہ جہات جمع ہے جہت کی اور ستہ کے معنے چھہ کے ہین۔ جو چیز کہ ان چھہ جہتون کے اندر مقید ہوگی وہ ضرور ابعاد ثلاثہ یعنے طول۔ عرض۔ عمق۔ رکھتی ہی ہوگی بعد اس لفظ کے معنے دوری اور فاصلہ کے ہین۔ اور ثلاثہ کے معنے تین کے ہین۔ یہ ماپ اور پیمانہ ہر ایک جسمانی چیز کو لگا ہوا ہی ہے۔

سوال عالم ناسوت کی حد کہان سے کہان تک ہے **جواب** عالم ناسوت کی حد **عرش** معلے سے لیکر **انسان** ناقص تک ہے جسکے اندر کل یعنے تمام اکیس ۲۱ چیزین کلی یعنے بڑی بڑی ہین۔ ان مین سے ہر ایک چیز کئی ایک چھوٹی چھوٹی چیزون پر مشتمل اور ان کی جامع ہے جیسے درخت ایک کلی چیز ہے جس مین ہزارون قسم کے جھاڑ بیل بوٹے داخل ہین کہ جنکی گنتی سوائے خدائے پاک کے کسی دوسرے سے ہرگز نہین ہوسکتی۔ اور پتھر۔ حیوان۔ انسان وغیرہ یہ سب کلی چیزین ہین جنمین سے ہر ایک کے اندر کئی اقسام بھی ہین اور ہر ہر قسم کے اندر بے گنت افراد بھی ہین اور ان اکیس ۲۱ کلی چیزون کے نام یہ ہین۔

عرش معلی۔ کرسی اعظم۔ فلک اطلس سادہ آسمان جسمین ستارے وغیرہ کچھ نہین ہین۔ اور یہ نوان آسمان کہلاتا ہے اور ایسی زبردست طاقت و قوت اسمین ہے کہ اپنے اندر کے ساتھون آسمانون اور ان کی اندر کی چیزون کو دن رات یعنے چوبیس ۲۴ گھنٹون کے اندر ایک مرتبہ پورا گھما دیتا ہے روزانہ گردش۔ سورج چاند اور ستارون کی اسی فلک اطلس کی گردش کے تابع اور اسی کے سبب سے ہے فلک منازل وہ آسمان کہ جسمین چاند کی منزلین ہین جنکو سنسکرت مین نچھتر کہتے ہین۔ اور نچھتر یہ لفظ اصل مین نکشتر ہے اسکے معنے ستارون کے ہین۔ آسمان مذکور کے اٹھائیس حصہ کرکے ہر ہر حصہ کو اس کے اندر رہنے والے چند مخصوص ستارون کے لحاظ سے اس

نام کے ساتھ موسوم کیا ہے پس نچھتر گویا چند خاص ستارون کے مجموعہ کا نام ہے چونکہ چاند کی ماہانہ گردش انہی منازل یعنے نچھترون پر سے جاری رہتی ہے اسلئے ان کو منازل قمری کہتے ہین اور چونکہ اسی آسمان کے بارہ حصہ قرار دیکر ہر ہر حصہ مین جو ستارے کہ ہین ان کے لحاظ سے ایک ایک شکل خاص فرض کرکے اُس کے نام سے اُس حصہ کو موسوم گردانا ہے اور اس تقیسم کے ہر حصہ کو برج کہا جاتا ہے اسلئے اس آسمان کو فَلَکُ البُرُوج بھی کہتے ہین اور سنسکرت زبان مین بُرج کو راس کہتے ہین۔ الحاصل بارہ برج اور اٹھائیس منازل اسی آسمان مین فرض کئے گئے ہین اور منازل اور بروج یہ دونون بھی اپنی اپنی حیثیت کے اعتبار سے ستارون کے مجموعون کے نام ہین جنکی تفصیل انشاءاللہ تعالی آگے آئیگی فَلَکِ زُحَلْ وہ آسمان کہ جس مین ستارہ زُحل ہے جسکو سنسکرت مین شَنی کہتے ہین فَلَکِ مُشتَرِی وہ آسمان کہ جسمین مشتری ستارہ ہے جسکو سنسکرت زبان مین گرو کہتے ہین فَلَکِ مِرِّیخ وہ آسمان کہ جس مین مریخ ستارہ ہے زبان سنسکرت مین اسکو منگل کہتے ہین فَلَکِ شَمْس وہ آسمان کہ جسمین سورج رہتا ہے زبان سنسکرت مین اسکو روی بھان وغیرہ بھی کہتے ہین فَلَکِ زُہرا وہ آسمان کہ جسمین زہرہ رہتا ہے اسکو زبان سنسکرت مین شکر کہتے ہین فَلَکِ عُطَارِدْ وہ آسمان کہ جسمین عطارد رہتا ہے جسکو سنسکرت مین بدھ کہتے ہین فلکِ قمر وہ آسمان کہ جسمین قمر یعنے چاند ستارہ ہے اسکو سنسکرت مین سوم کہتے ہین۔ یہ سات آسمان وہ ہین کہ جنمین سات مشہور ستارے مذکور ہین ان کے نیچے چار کرّہ ہین اور کرّہ زبان عربی مین جسم کے گولے کو کہتے ہین کرّہ اثیر آگ کا کرّہ کرّہ ہَوا۔ ہوا کا کرّہ۔ کرّہ آب پانی کا کرّہ کرّہ خاک مٹی کا کرّہ اسکو کرّۃ الارض بھی کہتے ہین جماد پتھر ہر ایک قسم کے نبات یعنی درخت ہر قسم کے جھاڑ بیل بوٹے حیوان جاندار چیزین چوپایہ چار پانوٗن سے چلنے والے جانور پرندے پرون سے اڑنے والے جاندار خزندے بلون مین گھوسنے والے جانور یہ سب عام حیوان مین داخل ہین مَلَکْ فرشتگان یعنے وہ روحانیان اور فرشتے جو اس عالم اجسام کے جسمون مین ہمیشہ کام کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہین جِنّ آنکھون کو نظر نہ آنیوالے

آگ اور ہوا کی زیادتی کے ساتھ عناصر اربعہ سے بنے ہوے جاندار چیزین۔ جیسے دیو۔ پری شیطان وغیرہ اِنسانِ نَاقِص آدمی جو درجہ کمال کو نہین پہونچے ہین یعنے اللہ کے خلیفہ بننے کے مرتبہ کو نہ پہونچے ہوے آدمیان۔ بس یہی اکیس ۲۱ چیزین عالم خلق۔ عالم ناسوت کے کلیات ہین۔ جنمین سے ایک ایک چیز کے ضمن مین بے حساب چھوٹی چھوٹی چیزین داخل ہین جنکی گنتی ان کے پیدا کرنے والے خدای پاک جل جلالہ کے سوائے کسی دوسرے سے ہو ہی نہین سکتی ان مذکور اکیس کلی چیزون کے مجموعہ کو ہی عالم ناسوت اور عالم خلق اور عالم شہادت اور عالم آفاق اور عالم اجسام اور واجب الوجود اور عالم ملک اور ستھول وغیرہ کہتے ہین اور یاد رکھین کہ یہ عالم دَارُالحِکمت بھی کہلاتا ہے کیونکہ اس عالم کے تمام کام تدبیر اور حکمت کے قواعد پر مبنی ہین اور اس عالم کو دارالعمل بھی کہتے ہین کیونکہ پیدائش سے لیکر موت کے واقع ہونے تک جو زندگی کہ انسان کی ہے سو اسی عالم مین بسر ہوتی ہے پس انسان کو جو کچھ کہ کرنا ہے۔ سو یہی عالم ان کامون کے کر چکنے کا ہے اسلئے کہ اس زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد جو زندگی کہ اسکو ملیگی اس زندگی مین۔ زندگی دُنیوی مین جو کچھ کہ اس نے کیا تھا اس کا بدلہ یعنے سزا یا جزا انسان کو بھُگتنا ہوگا یہی وجہ ہے جو آخرت مین سزاؤن کا بھُگتنے والا آرزو کریگا کہ کاش خدای پاک مجھکو دنیا مین دوبارہ بھیجتا تا کہ مین اچھا عمل کر لیتا۔ مگر پر ظاہر ہے کہ یہ پچھتاوا اُسکا اسوقت محض بے سود ہے لہذا انسان کو چاہیئے کہ دنیا کی زندگی کو نہایت ہی غنیمت جانے اور جو کچھ بن سکے نیکی کر لے اپنے ایمان و اسلام کو پختہ اور کامل بنا لیوے تا کہ آخرت مین نعمت و راحت اسکو نصیب ہو جائے۔

سوال اس عالم مین علویات کونسی چیزین ہین اور سفلیات کونسی **جواب** عرش معلیٰ سے لیکر فلک قمر تک کو اور ان مین کی سب چیزون کو عَالَمِ عُلوِی اور علویات یعنے اوپر کی چیزین کہتے ہین۔ اور کرۂ نار سے لیکر انسان ناقص تک کو۔ اور ان مین کی سب چیزون کو عالَمِ سُفلِی اور سُفلِیَات کہتے ہین یعنے نیچے کی چیزین۔ اور بھی انہی علویات یعنی اوپر کی گیارہ ۱۱

چیزون کو طبیعیات یعنے طبیعت سے بنی ہوئی چیزین کہتے ہین اور نیچے کے دس چیزون کو عنصریات یعنے عناصر بنی ہوئی چیزین کہتے ہین عناصر یہ لفظ جمع ہے عنصر کی اور عنصر اکیلی چیز کو کہتے ہین جو مرکب نہو۔ اور یہان پر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس عالم اجسام مین جتنی چیزین کہ ہین ان مین سے ہر ایک چیز مین تغیر اور تبدل لگا ہوا ہی ہے کوئی چیز تبدل و تغیر سے خالی نہین ہے مگر عناصر سے بنی ہوئی چیزون مین تغیر اور تبدل جلد جلد پایا جاتا ہے اور علانیہ محسوس ہوتا ہے اور طبعیات مین جو تغیر و تبدل کہ ہے سو وہ جلد محسوس ہونے کے قابل نہین۔ اسکے احساس کے لئے ایک زمانۂ درازکی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکے احساس کے نہ ہونے کے سبب سے مادہ پرست حکیمون کو دھوکہ ہوگیا وہ کہنے لگے کہ طبعیات سب قدیم اور بذات خود موجود ہین اور ان کو فنا نہین ہے حالانکہ خدائے پاک نے کہ جس نے انکو پیدا کیا ہے رسولون کے ذریعہ سے خبر دی ہے کہ آسمانون اور اُن مین کی چیزون کو بھی ٹوٹ پھوٹ اور آخر ہلاک و فنا ہے اور انکے فنا و ہلاک کے ثبوت کے لئے دلایل عقلیہ بھی ہین جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین۔ یہ چھوٹا رسالہ اس بیان کا متحمل نہین ہے۔

سوال اٰبَاءِ تِسْعَہ اور اُمّھَات اَرْبَعَہ کون کونسی چیزین ہین **جواب** آبا تسعہ یعنی نون (۹) باپ فلک اطلس سے لیکر فلک قمر تک جو نون (۹) آسمان ہین سو ان کو آبای تسعہ کہتے ہین۔ کیونکہ آبَاء یہ لفظ جمع ہے اَب کی اور اَب کے معنے باپ کے ہین اور تسعہ کے معنے نون (۹) کے ہین اور چونکہ نون۹ آسمان فیض دینے والے ہین اور عناصر اربعہ ان آسمانون سے فیض لیتے ہین اسلیئے ان آسمانون کو باپون کے ساتھ تشبیہہ دی ہے کیونکہ باپ فیض دیتا ہے اور مان لیتی ہے اور امہات اربعہ یعنی چار مان کرۂ نار سے لیکر کرۂ خاک تک جو چار عنصر ہین سو ان کو امہات اربعہ کہتے ہین۔ کیونکہ لفظ اُمّھَات جمع ہے اُم کی اور اُم کے معنے مان کے ہین اور چونکہ بچون کی مان فیض لیتی ہے ان کے باپ سے اور عناصر اربعہ فیض لیتے ہین اُن نون۹ آسمانون سے جن کا ذکر اوپر ہوچکا اسلیئے ان عناصر کو ماؤن کے ساتھ تشبیہہ دی ہے اور کبھی جو فلک کو یعنے پہلے آسمان کے

اندر کی خالی جگہ کو (جسکو جوفِ فلک یعنی آسمان کے اندر کا خلو اورام العناصر یعنے عنصرون کی مان بھی بولتے ہین گنتی مین عناصر اربعہ کے ساتھ ملالیکر اُمَّھاتِ خمسَہ یعنے پانچ مان بھی کہتے مین

سوال مَوالِیدِ ثلاثَہ یا اربعہ کس کو کہتے ہین **جواب** موالید ثلاثہ یعنے تین۳ بچے جماد اور نبات اور حیوان ان تین کو کہتے ہین۔ کیونکہ موالید یہ لفظ جمع ہے مولد کی اور مولد کے معنے پیدائش۔ اور پیدا شدہ چیز کے بھی ہوتے ہین۔ اور ثلاثہ کے معنے تین۳ کے ہین۔ اور چونکہ جمادات اور نباتات اور حیوانات یہ تینون چیزین عناصر سے پیدا ہوئے ہین اسلئے ان تینون کو اُن کے بچے کہتے ہین۔ اور کبھی انسان ناقص کو بھی۔ اُن کے ساتھ گنتی مین ملالیکر موالید اربعہ بھی کہتے ہین یعنے چار بچے جو عناصر سے پیدا ہوے۔ حضرت قطب الاقطاب دکن سیّد محمدؐ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رسالونمین نون۹ باپ۔ پانچ مان۔ اور چار بچون کا ذکر آیا ہوا ہے سو اُس سے مراد یہی ہے۔

سوال پانچ عناصر کے جو پچیس۲۵ گُن کہتے ہین۔ سواُن کا بیان کیا ہے **جواب** ہندوستان کے گیانی لوگ۔ عناصر اربعہ کے ساتھ جوِ فلک کو جوام العناصر ہے اور دراصل بے حرکت ہوا اور باد ساکن ہے ملالیکر پانچ عناصر کہتے ہین۔ اور جاندارون کے جسم مین ہڈی۔ چمڑا۔ گوشت بال۔ ناخن جو ہین سو ان کو خاک کے طرف منسوب کرکے کہتے ہین کہ یہ چیزین خاک کے اثر سے بنے ہین۔ اور بھیجہ۔ خون۔ پسینہ۔ پیشاب۔ منی۔ ان کو پانی کے طرف منسوب کرکے کہتے ہین کہ یہ چیزین پانی کے اثر سے بنے ہین اور جمائی۔ سوج ہنسی۔ چلنا چھینک ان کو ہوا کے طرف منسوب کرکے کہتے ہین کہ یہ چیزین ہوا کے اثر سے ہین۔ اور بھوک پیاس۔ سُستی۔ نیند۔ غصہ۔ ان کو آگ کے طرف منسوب کرکے کہتے ہین۔ کہ یہ چیزین آگ کے اثر سے ہین اور حسد شہوت۔ حرص۔ ڈر۔ غرور۔ ان کو خالی یعنے ام العناصر کے طرف جو جوِ فلک بھی کہلاتا ہے منسوب کرکے کہتے ہین کہ یہ چیزین خالی کے اثر سے ہین

سوال بارہ۱۲ برج کے نام کیا ہین۔ **جواب** حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ

میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت یہ نام بارہ برج کے عربی زبان میں ہین اور سنسکرت مین اسی ترتیب مذکور کے ساتھ یہ نام ہین۔ میش۔ ورشبھ۔ متھن کرکٹ سنگھ۔ کنیا۔ تل۔ ورشچک۔ دھنو۔ مکر۔ کنبھ۔ مین۔ اور اردو مین ان کے معنے یہ ہوتے ہین۔ اسی ترتیب مذکور کے ساتھ بکرا۔ بیل۔ جڑوان بچہ۔ کیکڑا۔ باگھ۔ لڑکی۔ ترازو۔ بچھو۔ کمان۔ مگر۔ ڈول۔ مچھلی۔ علم ہیت کے علمانے فلک البروج کے بارہ حصہ کرکے ہر ایک حصہ کے اندر جو ستارے کہ ہین اُن کے لحاظ سے یہ صورتین پیدا کی ہین۔ اور یہ کہتے ہین کہ ان چیزون کے جو خواص کہ ہین آسمان مذکور کے جس جس حصہ مین جس چیز کی صورت کہ فرض کی گئی ہے اُسی چیز کے خواص اُس اُس حصہ مین ہین اور یہی حال ہے اس آسمان کے اٹھائیس [۲۸] حصون کا بھی جنکو منازل قمری کہتے ہین۔ اور وہ بھی اُس اُس حصہ فلک مین جو ستارے کہ واقع ہین۔ اُن کے لحاظ سے قرار دی گئی ہین۔

سوال اٹھائیس [۲۸] منازلِ قمری کے نام کیا ہین **جواب** منازل قمری کے نام عربی اور ہندی مین یہ ہین۔ پہلے عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکے ساتھ ہندی زبان کا لفظ لکھا ہے شَرَطین [۱] اشونی۔ (بُطین [۲]) بھرنی (ثُریا [۳]) کرتکا (دَبران [۴]) رُوہنی (ہَقعہ [۵]) مارگسرش (ہَنعہ [۶]) آردر (ذِراع [۷]) پُنرْبسو (نَثرہ [۸]) پوش (طَرفہ [۹]) اَشلیشا (جَبہہ [۱۰]) مگھا (زُبرہ [۱۱]) پُورْو پھالگُن (صَرفہ [۱۲]) اُترا پھالگُن (عَوا [۱۳]) ہَسْت (سَماک [۱۴]) چِترا (غَفرہ [۱۵]) سواتی (زُبانہ [۱۶]) وِیشاکھ (اِکلیل [۱۷]) انورادھا (قَلب [۱۸]) جیشٹھ (شُولہ [۱۹]) مولا (نَعائم [۲۰]) پُورواشاڑھ (بَلدہ [۲۱]) اوترا آشاڑھ (سَعد ذابح [۲۲]) سراون (سَعدِ بَلع [۲۳]) دَھنِشٹ (سَعدُ السُّعود [۲۴]) شَتوساکھ (سَعدُ الاَخبیہ [۲۵]) پورْ دبھادرپد (فَرعِ مُقَدَّم [۲۶]) اوترابھادرپد (فَرعِ مُؤخر [۲۷]) رِیوتی یہی ۲۷ نچھتر ہندون کے ہان ہین۔ مگر مسلمانون کے ہان عربی مین پورے اٹھائیس نچھتر ہین۔ اور اٹھائیسوین [۲۸] نچھتر کا نام عربی مین رِشا ہے۔ مہینے بھر مین چاند ان منزلون کو طے کرتا ہے۔ اسلئے ان کو منازل قمری کہتے ہین الحاصل بارہ برج اور اٹھائیس [۲۸] منزلین چاند کی۔ یہ سب کے سب

نوین آسمان یعنے فلک بروج مین ہی ہین۔ اور بھی بہت سے ستارے اِس آسمان مین ہین جنکی گنتی سوائے خدای عزوجل کے دوسرا کوئی نہین جان سکتا۔

سوال ثوابت اور سیارات کیا چیزین ہین۔ **جواب** ثوابت یہ لفظ جمع ہے ثابت کی اور ثابت کے معنے ایک جگہ پر ٹکے ہوے رہنے والے کے ہین۔ پھر تو ظاہر ہوگیا کہ ثوابت ایک جگہ پر ٹک کر رہنے والے ستارون کو کہتے ہین۔ ایسے ستارے جو ایک جگہ پر ٹکے ہوے ہین اور ان کو گردش نہین ہے بہت سے ہین۔ اُن کی گنتی خدای پاک کے سوا دوسرے سے ممکن نہین اُن مین سے دو قطب تارے زیادہ مشہور ہین۔ شمال کے طرف جو قطب تارہ کہ ہے اسکو **قطب شمالی** اور جنوب کے طرف جو قطب تارہ کہ ہے اسکو **قطب جنوبی** کہتے ہین۔ ہم لوگون کو یعنے ہندوستان کے رہنے والون کو قطب شمالی نظر آتا ہے۔ اور قطب جنوبی نہین نظر آتا۔ اور سیارات یہ لفظ بھی جمع ہے سیارہ کی۔ اور سیارہ کے معنے سیر کرنے اور حرکت کرنے والے کے ہین تو پھر معلوم ہوگیا کہ سیارات اُن ستارون کو کہتے ہین جو گردش اور سیر یعنے حرکت رکھتے ہین اور ایسے ستارے بھی بہت سے ہین لیکن اُن مین سے سات زیادہ مشہور ہین جن کا نام زحل مشتری۔ مریخ۔ شمس۔ زہرہ۔ عطارد۔ قمر۔ ان کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان ستارون کے نام ہندی مین یہ ہین۔ اُسی ترتیب مذکورہ کے ساتھ شنی۔ گرو۔ منگل۔ روی۔ شکر۔ بدھ۔ سوم۔ انھی سات ستارون کی زیادہ شُہرت اسوجہ سے ہے کہ ہفتہ بھر کے دن رات اور ان کے ساعات انھی سیارون کے ساتھ متعلق ہین۔ اور علاوہ ان کے اور دو ستارے سیارون مین مشہور ہین ان کے نام عربی مین راُس ہندی مین راہو۔ عربی مین ذنب ہندی مین کیتھو ہین۔

سوال کائنات الجو کس کو کہتے ہین۔ **جواب** کائنات یہ لفظ جمع ہے کائنہ کی۔ کائنہ کے معنے ہونے والی اور بننے والی کے ہین۔ اور جَوّ کے معنے خالی کے ہین جو کھڑی ہوئی ہوا ہے یعنے پہلے آسمان کے بیچ مین۔ جو ساکن اور کھڑی ہوئی ہوا ہے جسکو حرکت اور آنی جانی نہین ہے۔ تو پھر واضح ہوگیا کہ کائنات الجو اُن چیزون کو کہتے ہین جو پہلے آسمان اور زمین کے بیچ مین یعنے کرۂ نار اور

کرہ ہوا کے اندر بنتی رہتی ہین اور وہ چیزین یہ ہین۔ ابر۔ برسات۔ شبنم۔ اوس۔ اولے۔ یعنے گار برف۔ کڑک۔ تجلی۔ قوس قزح۔ یعنے برسات کی کمان جسمین ہرا۔ پیلا۔ سرخ۔ نیلا۔ رنگ ہوا کرتا ہے۔ ہالہ جو چاند یا سورج کے اطراف مین ایک ہلکی سی روشنی کا قلعہ کچھ فاصلہ کے ساتھ نمودار ہوا کرتا ہے جسکو دیکھکر لوگ کہتے ہین کہ چاند نے یا سورج نے ہالہ باندہا ہے۔ شہاب یعنے وہ چھوٹی یا بڑی روشنی جو ستارونکی صورت مین آسمان سے نیچے کو گرتی نظر آتی ہے اور عوام جسکو دیکھکر کہتے ہین کہ۔ تارہ ٹوٹا دُم دار تارہ کا جسکو جھاڑو تارہ کہتے ہین نکلنا پتھرون کا برسنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزین کائنات الجّو مین سے ہی ہین۔ آندہی۔ لو۔ سُراب وغیرہ بھی اسی مین داخل ہین

سوال عالم خلق کو بھی جبکہ واجب الوجود کہا جاتا ہے اور اس عالم کے پیدا کرنے والے خدای پاک کو بھی واجب الوجود تو پھران دونون مین باہمی فرق و تمیز ہی کیا باقی رہی۔

جواب عالم خلق کو جو واجب الوجود کہا جاتا ہے سو اُس کا سبب تم جان چکے ہو چونکہ انسان کو خدائی پہچانت کے حاصل ہونے کے لئے اس عالم کی چیزون کا موجود رہنا واجب اور نہایت ضروری ہے اسلئے اس عالم کو واجب الوجود کہا جاتا ہے کیونکہ اگر اس عالم کی چیزون کا وجود ہی نرہے تو پھر خدای عزّ و جلّ کی صفات کاملہ۔ رُبُوبیّت۔ رزّاقیت قیّومیت۔ رحمانیت۔ غفاریّت۔ منعمیّت۔ قہاریّت۔ قدرت حکمت مالکیت توّابیّت۔ جود۔ کرم۔ رافت۔ رحمت۔ عدل۔ انتقام۔ خالقیّت وغیرہ وغیرہ کی پہچان کیونکر انسان کو حاصل ہوسکتی ہرگز حاصل نہ ہوسکتی تھی۔ تو پھر خدای پاک کی اور اُسکے صفات کمالیہ کی پہچانت کے انسان کو حاصل ہونے کیلئے اس عالم کا اور اسکی چیزون کا وجود نہایت ضروری اور واجب تھا ہی۔ لہذا اس عالم کو واجب الوجود کہا گیا ہے مگر خدائے پاک کو جو واجب الوجود کہا جاتا ہے وہ دوسرے معنون سے کہا جاتا ہے اسکے معنے یہ ہین وہ چیز کہ جسکا ہین خود اسکی ذات سے ہے کیونکہ خدای پاک ایسی چیز ہے جو اپنا ہین

اپنی ذات سے رکھتی ہے یعنے اپنے سے آپ موجود ہے بلکہ خدائے پاک در اصل خود وہ چیز ہے کہ جسکو مَابِهِ الْمَوْجُودِيَة کہتے ہین یعنے وہ چیز کہ جسکے سبب سے موجودیت پائی جاتی ہے پس خدائے پاک کہ جو واجب الوجود کہا جاتا ہے سو اس معنے سے کہا جاتا ہے کہ اس کا وجود خود اُسی کے ذات سے ہے یعنے وہ خدا اپنے وجود مین دوسری کسی چیز کا حاجت مند نہین اور عالم خلق کو جو واجب الوجود کہتے ہین سو اس معنے سے کہتے ہین کہ انسان کو خدا کی پہچانت کے حاصل ہونے کیلئے اس عالم کی چیزون کا وجود یعنے موجود رہنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے بغیر اس عالم کی چیزون کے وجود کے خدا کی اور اُسکے کمالات کی پہچانت انسان کو ہرگز نہین حاصل ہوسکتی۔ طالب خدا کو چاہیئے کہ اس فرق کو ضرور خیال مین رکھے اگر یہ فرق خیال مین مین نہ رہے اور ایک ہی معنے سے دونو کو یعنے عالم خلق کو اور خدا کو واجب الوجود جانے اور مانے تو وہ بالضرور ملحد اور بے دین ہو ہی جائیگا۔ کیونکہ عالم خلق ہرگز موجود بالذات نہین۔ اور خدائے پاک موجود بالذات ہے۔ تمام ہوئی تعریف عالم ناسوت کی تفصیل مختصر کے ساتھ۔ والحمد للہ رب العالمین

عالم ملکوت کا بیان کچھ تفصیل کے ساتھ

سوال عالم ملکوت کی تعریف کیا ہے۔ **جواب** کثیف مادہ نہ رکھنے والی نوری اور لطیف اجزا سے ملکر بنی ہوئی نورانی صورت اور شکل رکھنے والی۔ روح کی جیسی بساطت (اجزا سے ملکر نہ بننا) اور جسم کی جیسی جسامت (کثیف مادہ اور تدبیر سے بننا) یہ دونون باتین نہ رکھنے والی۔ جہات ستہ کے اندر مقید نہ رہنے والی۔ حکم کے ساتھ فوراً موجود ہوجانے والی۔ چیزون کے عالم کو عالم ملکوت فرشتون کا عالم عالم امثال جسم کی جیسی صورت روح کے جیسا بے مادہ یہ دونو نمونہ رکھنے والے چیزون کا عالم۔ عالم خیال انسان کے خیال کی جیسی صنعت رکھنے والا عالم ممکن الوجود وہ عالم کہ جسکی چیزون کا وجود بغیر مادہ اور تدبیر کے فوراً ہوجا سکتا ہے۔ عالم نفوس۔ کام کرنے والی اصلی چیزون کا عالم جو نوری صورت رکھتی ہین عالم برزخ

عالم اجسام اور عالم ارواح ان دونوں کے بیچ کا عالم۔ عالم قلوب دلوں کا عالم ہر ایک جسمانی چیز کا دل جس عالم سے کہ ہے وہ عالم (یہاں پر یہ جان لینا چاہئے کہ دل ایک نوری صورت والی چیز ہے۔ جو جسم کے اندر مدبّر اور متصرف رہتی ہے یعنے جسم کے ساتھ تدبیر اور تصرف کا علاقہ رکھنے والی نورانی صورت والی چیز ہے اسی کو فارسی مین دل۔ عربی مین قلب اور نفس کہتے ہین) وغیرہ کہتے ہین اور یہ عالم دَارُالْقُدْرَۃ کہلاتا ہے یعنے قدرت کا گھر اسلئے کہ جو چاہو سو کر سکنے کی طاقت اور قدرت اس عالم مین موجود ہے جسطرح پر کہ انسان کے خیال مین یہ قوت خود بخود موجود ہے کہ جو چاہے فوراً اسکی صورت بنا سکتی ہے عالم خلق کو جس طرح پر کہ اسکے سب کام حکمت اور تدبیر اور سببون پر مبنی رہنے سے دارالحکمۃ اور عالم اسباب کہا گیا ہے اسکے مقابل مین ہر چاہے ہوئے کام کے کرنے کی قوت اس عالم مین رہنے کے سبب سے اس عالم کو دارالقدرۃ کہا جاتا ہے۔ اور سنسکرت زبان مین اس عالم کو سوکشم یعنے کثیف مادہ نہ رکھنے والا عالم کہتے ہین۔ یہ عالم صورت کے رکھنے مین جسم کے مانند اور کثیف مادہ کے نہ رکھنے مین روح کے مانند ہے۔ لہذا اس عالم کو عالم مثال کہتے ہین۔ یہ عالم لطیف اور نوری صورت والا ہے۔

سوال عالم ملکوت کی کئی قسمین ہین **جواب** عالم ملکوت کی دو قسمین ہین۔ ایک ملکوت متصل اور دوسری ملکوت منفصل اور لفظ متصل کے معنے ساتھ یا ملکر رہنے والے کے ہین اور لفظ منفصل کے معنے جدا اور الگ رہنے والے کے ہین۔

سوال ملکوت متصل کس کو کہتے ہین **جواب** دماغی (یعنے بھیجہ کے ساتھ علاقہ رکھنے والی) قوتون سے پائی جانے والی۔ تصوّر اور خیال مین بننے والی۔ نوری صورت رکھنے والی چیزون کو ملکوت متصل یعنے جسم کے ظاہری حصہ یعنے دماغ اور بھیجہ کے ساتھ علاقہ رکھنے والا حصہ عالم ملکوت کا ملکوت مقیّد حواس باطنی کے قید کو قبول کرنے والا ملکوت مثال متصل عالم مثال کا وہ حصہ جو جسم ظاہری کے ساتھ ہمیشہ ملا ہوا رہتا ہے مثال مقیّد عالم مثال کا وہ حصہ

جو حواس باطنی کے قید کو قبول کرتا ہے۔ خیال متصل عالم خیال کا وہ حصہ جو جسم ناسوتی کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہے۔ خیال مقید عالم خیال کا وہ حصہ جو حواس باطنی کے قید کو قبول کرتا ہے۔ اور متصورات انسان کے تصور مین بننے والی نوری صورتین اور متخیلات انسان کے خیال مین بننے والی نوری شکلین وغیرہ کہتے ہین۔ جیسے کہ تیرے خیال اور تصور کے اندر۔ آسمان زمین۔ چاند سورج۔ جاندار۔ بے جان۔ دیکھی ہوئی سنی ہوئی۔ تمام چیزون کی جو شکلین کہ بنی ہوئی ہین۔ یا بنتی ہین وہ سبکی سب ملکوت متصل۔ مثال متصل خیال متصل۔ ملکوت مقید۔ مثال مقید خیال مقید ہی ہین۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حواس باطنی یعنے دماغی قوتون سے خیال اور تصور مین جو کچھ صورتین کہ بنتی ہین وہ سب کی سب یہی ملکوت متصل ہین۔ ان شکلون کے بننے اور پائے جانے کے لئے حواس باطنی یعنے دماغی قوتون کا اور اُن کے رہنے کی جگہ یعنے بھیجہ کا صحیح وسالم رہنا شرط ہے یعنے حواس باطنی کے صحیح وسالم رہنے اور اُن حواس کے رہنے کی جگہ یعنے آدمی کے بھیجہ کے صحیح وسالم رہنے کے بغیر یہ شکلین اور یہ صورتین نہ تو بنتی ہین اور نہ پائی جاتی ہین۔ جب انسان کے بھیجہ کا مزاج بگڑ گیا تو اسکی قوتین برابر قائم نہین رہتین۔

سوال حواس خمسہ باطنی جنکو دماغی قوتان کہتے ہین وہ کونسی ہین۔ **جواب** آدمی کے سر کی کھوپری کے اندر جو مغز کہ رہتاہے اُسکو دماغ یعنے بھیجہ کہتے ہین تو پھر واضح ہوگیا کہ بھیجہ کے ساتھ علاقہ رکھنے والی جو قوتین کہ ہین سو انُہی قوتون کو دماغی قوتان اور حواس باطنی کہتے ہین کیونکہ حواس کے معنے پائے اور پہچاننے والی قوتون کے ہین۔ اور باطنی اس لفظ کے معنے باطن مین رہنے والی یعنے اندر رہنے والی۔ یعنے آنکھون کو نظر نہ آنے والی کے ہین تو پھر ظاہر ہوگیا کہ حواس ظاہری کے سوائے انسان کے بھیجہ کے ساتھ علاقہ رکھنے والی جو قوتین کہ چیزون کی ماہیت کے پانے اور پہچاننے والی ہین۔ سو وہی قوتین حواس باطنی اور قوای دماغی کہلاتی ہین پھر تو جان لینا چاہیئے کہ حواس باطنی بھی حواس ظاہری کے مانند پانچ ہین اور ان کے نام یہ ہین۔ حس مشترک۔ خیال۔ وہم۔ مصورہ۔ حافظہ ان مین سے پہلی اور دوسری قوتین دماغ

کے شروع کے حصہ کے ساتھ۔ اور تیسری اور پانچوین قوتین دماغ کے پچھلے حصہ کے ساتھ۔ اور چوتھی قوت اکیلی دماغ کے بیچ کے حصّہ کے ساتھ متعلق ہے

حسّ مشترک[۱]۔ پانے اور پہچاننے کی وہ قوت ہی کہ جسکے پاس حواس ظاہری سَمع۔ بَصر۔ شَم۔ ذوق لَمس کے ذریعہ سے خارجی جسمانی چیزون کی لطیف اور پاکیزہ ماہیت (جو جسمانی کثافت نہین رکھتا) پہونچتی ہے اور جمع ہوتی ہے اسی لئے اُس حِس کو۔ مشترک یعنے ملی ہوئی کہا گیا ہے۔ کیونکہ خارجی جسمانی چیزونکی لطیف ماہیت جو آتی ہے سو اول اسی حس کے پاس جمع ہوتی ہے اور یہ حس۔ حواس باطنی مین سے پہلی حس ہی جو دماغ کے روبرو کے حصّہ کے دہنے باز و مین رہتی ہے یا اُسکے ساتھ علاقہ رکھتی ہے۔

خیال[۲] یا متخیلہ۔ یہ قوت پانے اور پہچاننے کی وہ دوسری قوت ہی جسکو خیال یا متخیلہ کہتے ہین۔ باہر کی جسمانی چیز کی جو ماہیت کہ پہلی حس باطنی یعنی حس مشترک کے پاس آئی تھی سو وہ ماہیت اُسکے پاس سے نکلکر اُس دوسری قوّت کے پاس آتی ہے اور یہ قوت دماغ کے روبرو کے حصّہ کے بائین باز و مین رہتی ہے یا اُسکے ساتھ علاقہ رکھتی ہے اپنے پاس آئی ہوئی ماہیت کی صورت واقعی کا لحاظ کرتی ہے۔

وہم[۳]۔ یا واہمہ۔ یہ پانے اور پہچاننے کی وہ تیسری قوت ہے جسکو واہمہ اور گمان کی قوت بھی کہتے ہین باہر کی جسمانی چیز کی ماہیت جو قوت خیال کے پاس آئی تھی سو وہ وہان سے نکل کر اس قوت واہمہ کے پاس آتی ہے اور یہ قوت دماغ کے پچھلے حصّہ کے بائین باز و مین رہتی ہے یا اسکے ساتھ علاقہ رکھتی ہے متخیلہ اور واہمہ مین فرق یہ ہے کہ واہمہ خلاف واقع بھی صورتین بنا سکتی ہے اور خیال وہی صورتین۔ بناتا ہے۔ جو خارج سے اُس کے پاس پہونچی ہے مثلاً رسّی کو سانپ کی صورت مین پیش کرنا واہمہ کا کام ہے اور اُسکی اصلی صورت مین پیش کرنا خیال کا کام ہے۔ واہمہ مزید احتیاط کا فائدہ دیتی ہے اگر اپنے حد سے تجاوز نہ کرے ورنہ غلو اُس کا مضر ہے متخیلہ کے طرف سے جو ماہیت کہ اُس کے پاس آتی ہے اسکو جانچنا اس کا کام ہے کہ مبادا کوئی دوسری مشابہ چیز ہو۔ تا کہ انسان دھوکہ مین نہ گرے۔

مُصَوِّرَہ۔ یا مفکرہ۔ یا مُتصرف صورت اصلی تیار کرنے والی۔ فکر کرنے والی۔ تصرف کرنے والی۔ قوت یہ وہ چوتھی قوت ہے جو خارجی جسمانی چیز کی لطیف ماہیت واہمہ کی جانچ پڑتال کے بعد اسکے پاس پہونچی ہے۔ خارجی چیز کی اصلی واقعی صورت کے مطابق نورانی صورت دیتی ہے تاکہ انسان کی عقل اسکو دیکھکر پہچان لے کہ یہ فلان خارجی چیز کی ماہیت اور صورت ہے اور یہ قوت دماغ کے بیچ کے حصہ مین خود اکیلی رہتی ہے یا اُنس کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے۔

عقل۔ انسانی کے روبرو اشیائے خارجیہ کی حقیقتون اور ماہیتون اور خاصیتون اور صورتون کا پیش کرنا اسی قوت مصورہ کا کام ہے جب تک کہ عقل انسان کی اوس طرف متوجہ رہتی ہے۔ تب تک یہ قوت صورت و ماہیت مذکورہ کو اسکے روبرو پیش کئے رہتی ہے۔ اور جب انسان کی عقل اسکے علم سے فارغ ہوکر دوسرے طرف توجہ کرتی ہے تو یہ قوت اُس پیش شدہ ماہیت کو مع اس کے لوازم کے پانچوین قوت کے طرف پھیر دیتی ہے تاکہ اس کو حفاظت کے ساتھ رکھے۔ اور پھر برموقع پیش کرے۔

حافظہ یا محافظہ جتن کرنے والی یاد رکھنے والی قوت یہ وہ پانچوین قوت ہے کہ مصورہ کے پاس سے خارجی چیز کی جو نورانی صورت اور ماہیت کہ اسکے پاس بعد ملاحظہ عقل آئی ہے سو اسکو یہ قوت جتن کرکے حفاظت کے ساتھ رکھتی ہے تاکہ پھر دوسرے مرتبہ جب انسان کی عقل اُسکو یاد کرے تو یہ قوت حافظہ بروقت اسکو اپنے خزانہ مین سے ڈھونڈھکر فوراً مصورہ کے پاس پہونچادے اور مصورہ اسکو دوبارہ عقل انسان کے روبرو پیش کردے۔ اور بعد ملاحظہ عقل پھر کر مصورہ کو واپس کرتا ہے اور یہ قوت حافظہ اُس کو اپنے پاس رکھتی ہے پس قوت حافظہ گویا خزانہ ہے۔ معلومات انسان کا ان پانچون قوتون کے مجموعہ کا ہی نام ذہن ہے

حواسِ باطنی قوائے دماغیہ کے مقامات کا نقشہ

آدمی۔ یا اور جاندار کے سر کے۔ مغز بھیجہ۔ اور سر کی کھوپری۔ ان دونوں کے بیچ میں۔ تھوڑی سی۔ خالی جگہ رہتی ہے۔ اوس میں دو آڑے پردے بالکل خفیف سے رہتے ہیں۔ جن کے سبب سے۔ اس جگہ کے تین بن جاتے ہیں۔ پھر پہلے اور پچھلے۔ یعنے پیشانی کے طرف والے۔ اور گدّی کے طرف والے ان دونو حصّوں میں سے۔ ہر ایک حصّہ میں۔ ایک ایک گھرا پردہ بالکل خفیف سا رہتا ہے۔ جس کے سبب سے پہلے اور پچھلے۔ دونو حصّوں میں۔ دو دو۔ خانہ بن جاتے ہیں۔ اور بیچ کا خانہ۔ کھلا ایک ہی رہتا ہے۔ مُقَدَّمِ دماغ یعنے بھیجے کے روبرو کے حصّہ کے دو خانوں میں حِسِّ مُشْتَرِک اور مُتَخَیِّلَہ یہ دو قوتیں رہتی ہیں۔ اور مُوَخَّرِ دماغ یعنے بھیجہ کے پچھلے حصّہ کے دو خانوں میں وَاہِمَہ اور حَافِظَہ یہ دو قوتیں رہتی ہیں۔ اور وَسَطِ دماغ یعنے بھیجہ بیچ کے حصّہ میں۔ صرف اکیلی قوت مُصَوِّرَہ رہتی ہے۔ حَوَاسِ ظَاہِری کے ذریعہ سے اشیائے خارجیہ جسمانیہ کی ماہیت کا اَوَّلاً حِسِّ مشترک کے پاس آنا۔ پھر متخیلہ کے پاس جانا۔ پھر واہمہ کے پاس جانا۔ پھر مصورہ کے پاس جانا۔ پھر حافظہ کے پاس جانا۔ یہ سب نقشۂ ذیل سے بتایا گیا ہے۔ اچھی طرح سے۔ اوس کو خیال میں رکھنا چاہیئے۔ بڑی کارآمد بات ہے۔

ذائقہ

شامہ شامہ

باصرہ باصرہ

سامعہ سامعہ

لامسہ حِسِّ مشترک متخیلہ لامسہ

مُصَوِّرَہ

حافظہ واہمہ

سوال ۔ انسان کے خیال اور تصور میں ۔ جو صورتیں کہ ۔ بنتی اور رہتی ہیں اون کو ملکوت متصل کہنے کی کیا وجہ ہے ۔ **جواب** ۔ اَوَّلاً ان کو ملکوت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ۔ وہ صورتیں جسمانی مادّہ نہیں رکھتی ہیں ۔ حواس خمسۂ ظاہری سے نہیں پائی جاتی ہیں ۔ جہاتِ ستہ کے اندر مقید نہیں ہیں ۔ اون کے رہنے کے لئے کسی جسمانی مکان اور جگہ کی ضرورت نہیں ہے ۔ جسمانی ماپ اور وزن بھی نہیں رکھتی ہیں ۔ بلکہ وہ صورتیں نوری ہیں ۔ نورانی اجزا سے بنی ہوئی ہیں لطیف اور پاک ہیں اور حکم کے ساتھ ہی فوراً بن جاتی ہیں ۔ اس لئے لازم ہوا کہ انکو ملکوت کہیں ۔ کیونکہ ملکوت کی یہی تعریف ہے ۔ **ثانیاً** ۔ اون کو ملکوتِ متصل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ۔ ان ملکوتی شکلوں اور صورتوں کی تیار کرنے والی اور پالنے والی قوتیں جن کو حواس خمسۂ باطنی یا دماغی قوتان کہتے ہیں ۔ سو وہ ۔ جاندار کے مغز سر یعنے بھیجہ کے ساتھ ہی قائم اور اُسی کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں ۔ دماغ یعنے بھیجہ کا مزاج اگر صحیح و سالم ہے ۔ تو وہ قوتیں اپنا کام برابر کرتی ہیں اور اگر بھیجہ کے مزاج میں کوئی فتور یعنے نقص اور خرابی پیدا ہوگئی تو اون قوتوں کے کام میں بھی فتور پڑ جاتا ہے ۔ یعنے قانون کے مطابق اون کا کام نہیں چلتا ۔ بلکہ اوس فتور کے بڑھجانے کی صورت میں ۔ ان قوتوں کا علاقہ ہی ۔ جو بھیجہ کے ساتھ تھا ۔ ٹوٹ جاتا ہے انسان کے یا جاندار کے مغز سر یعنے بھیجہ کے وجود اور اوس کی صحت و سلامتی کے ساتھ ہی تک ان ملکوتی صورتوں کا بھی ۔ وجود اور قیام ہے ۔ جب انسان کا جسم فنا پذیر ہوگیا ۔ غیر موجود بن گیا تو انسان کے متصورات اور متخیلات بھی سب کے سب ۔ اوس کے ساتھ ہی ۔ فنا پذیر اور غیر موجود ہوجاتے ہیں ۔ کیونکہ ان کی تیار کرنے والی قوتیں ہی باقی نہیں رہتیں ۔ پس مغز سر یعنے بھیجہ کے ساتھ ان قوتوں کے لگے ہوئے رہنے کے سبب سے ۔ ان ملکوتی صورتوں کو ۔ ملکوت متصل کہتے ہیں ۔

سوال ۔ ملکوت منفصل کس کو کہتے ہیں ۔ **جواب** ۔ ملکوت منفصل ۔ وہ عالم ملکوت مطلق ہے کہ جس کی چیزیں عالم اجسام کی چیزوں کی ہی شکلوں میں عالم اجسام کے پیدا ہونے کے دو ہزار برس کے پیشتر ہی نورانی جسموں یعنے صورتوں میں پیدا کی گئی ہیں ۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آچکا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِاَلْفَیْ عَامٍ یعنے بے شک اللہ تعالیٰ نے روحانیوں کو

جسمون کے پیدا کئے جانے کے دو ہزار برس آگے ہی پیدا کیا ہے اس عالم کے چیزون کی صورتین
عالم اجسام کے چیزون کی صورتون کے جیسی ہی ہین۔ دونون مین فرق یہی ہے کہ جسمانی چیزون کی
صورتین جسم کے کثیف مادہ مین بنی ہوئی ہین۔ اور ملکوتی چیزون کی صورتین نوری لطیف مادہ مین
بنی ہوئی ہین جسمانی صورتین جہات ستہ کے اندر مقید ہین۔ اور ملکوتی چیزین جہات ستہ کے
اندر مقید نہین ہین۔ جسمانی صورتین کثیف مادہ اور تدبیر کے ساتھ بنی ہین اور ملکوتی چیزین نوری مادہ
سے بغیر تدبیر کے فوراً حکم کے ساتھ ہی بنگئی ہین۔ جسمانی صورتین حواس خمسہ ظاہری سے پائی جاتی
ہین یہ ملکوتی صورتین حواس ظاہری سے نہین پائی جاتین۔ یہ عالم لطافت مین اور کثیف مادہ کے
نہ رکھنے مین عالم جبروت یعنی عالم ارواح کے ساتھ مشابہ ہے اور صورت اور شکل کے رکھنے مین
عالم ناسوت یعنے عالم خلق کے ساتھ مشابہ ہے۔ پس گویا یہ عالم برزخ جامع ہے یعنی جبروت
اور ناسوت کے درمیان کی ایسی ایک چیز ہے کہ جسمین دونو کی صفتین بھی موجود اور جمع ہین جسم کے
طرف سے اسکو صورت ملی ہے۔ اور روح کے طرف سے اسکو لطافت ملی ہے۔ اسی وجہ سے
اس عالم کو عالم برزخ بھی بولتے ہین۔ کیونکہ لفظ برزخ کے معنے درمیان کی چیز کے ہین۔ پس
عالم ناسوت کی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکے لئے اس عالم ملکوت مطلق مین
ایک ملکوت یعنے نوری جسم اسی صورت والا موجود نہو۔ کیونکہ یہ عالم پہلے پیدا کیا گیا ہوا ہے
اسکے بعد عالم اجسام کو اور اسکی چیزون کو انہی عالم ملکوت مطلق کی چیزون کی صورت پر خدائے
عزوجل نے ہیولائی مطلق مین یعنے عالم اجسام کے تمامی چیزون کے پیدا کرنے کا سب سے بڑا
جامع مادہ جوکہ تھا اس مطلق مادہ مین پیدا کیا۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ ہر ہر جسم ناسوتی کے لئے
ایک ایک ملکوتی جسم ہے کیا چھوٹا کیا بڑا۔ اور ہر ہر جسم ناسوتی کا قیام اُسکے ملکوت پر ہی ہے
جو اس جسم ناسوتی مین تدبیر اور تصرف رکھتا ہے کیونکہ ملکوت کی تدبیر اور تصرف کے بغیر جسم ناسوتی
کا قیام اور ثبات ہرگز ممکن نہین۔

سوال اس عالم ملکوت مطلق کو ملکوت منفصل کہنے کی وجہ کیا ہے۔ **جواب** اس عالم ملکوت

مطلق کو ملکوت منفصل اسلئے کہتے ہیں کہ جسم ناسوتی کے فنا ہو جانے سے اُسکے ساتھ یہ ملکوت
اس کا بھی فنا نہیں ہو جاتا جیسا کہ ملکوت متصل جسم کے فنا کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتا ہے ویسا
یہ ملکوت منفصل جس جسم ناسوتی کے اندر تدبیر و تصرف رکھتا ہے اُس جسم کے فنا کے ساتھ خود
بھی فنا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ بعد اُس جسم کے فنا ہو جانیکے بھی یہ ملکوت باقی رہتا ہے۔ کیونکہ
یہ ملکوتی جسم اس جسم ناسوتی کے پہلے سے ہی پیدا اور موجود ہے۔ چونکہ یہ ملکوتی جسم پہلے پیدا
ہوا تھا اسکے بعد وہ جسم ناسوتی پیدا کر کے اسکے اندر تدبیر اور تصرف کے رکھنے کا کام خدا نے
اس ملکوت کے سپرد کیا تھا یہی سبب ہو کہ یہ ملکوت منفصل جبتک اپنی تدبیر اور تصرف کو اس جسم
ناسوتی کے اندر جاری رکھتا ہے تب تک وہ جسم ناسوتی زندہ اور موجود رہتا ہے اور جب اس
ملکوت منفصل کا تدبیر و تصرف کا علاقہ اس جسم ناسوتی سے ٹوٹ گیا تو وہ جسم ناسوتی فنا پذیر ہو جاتا
ہے اسی ملکوت منفصل کو دل اور قلب اور من اور نفس وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ ملکوت منفصل ایک نوری
جسم والی چیز ہے جو جسم ناسوتی کے پہلے ہی پیدا ہوئی ہے اور جسم ناسوتی کے فنا ہو جانے کے
بعد بھی باقی رہتی ہے۔ چنانچہ تیرے جسم ناسوتی کے لئے بھی ایک ملکوتِ منفصل مثالِ منفصل ہے
جو تیرے جسم ناسوتی کے اندر مدبر و متصرف ہے۔ تیرے جسم ناسوتی کے اندر اسکی سرایت کے رہنے
کے سبب سے تیرا جسم ناسوتی چلتا پھرتا جیتا جاگتا کھاتا پیتا لیتا دیتا بولتا چالتا دیکھتا بھالتا ہی
سو وہ وہی نوری پتلا ہے جو تیرے ہی جسم کی صورت کا ہے جس کو تو اپنے خواب میں دیکھا
کرتا ہے کہ کہیں گیا ہے۔ کسی سے باتیں کر رہا ہے۔ کچھ سیر و تماشا دیکھ رہا ہے کسی سے کچھ لیتا ہے
کسی کو کچھ دیتا ہے وغیرہ وغیرہ وہی تیرا ملکوت منفصل ہے یہی ہے تیرا دل تیرا قلب تیرا من
تیرا نفس کہ جسکی صورت بالکل تیرے جسمانی صورت ہی کی جیسی ہے۔ اسی نوری پتلے کو خدا نے
پہلے پیدا کیا تھا بعد میں تیرے جسم ناسوتی کو پیدا کر کے اُس جسم ناسوتی کے اندر تدبیر اور تصرف
کرنے کا کام اس تیرے نوری پتلے ملکوت منفصل کو سپرد کر دیا۔ پس تیرے جسم ناسوتی کے سارے
کام کاج اُسی تیرے ملکوت منفصل کی سرایت اور فیضان سے چلتے ہیں اسکی سرایت و فیضان کا

علاقہ۔ جب تیرے جسم ناسوتی سے۔ ٹوٹ گیا۔ جُدا ہوگیا۔ تو بس تیرا جسم ناسوتی۔ مرجاتا اور فنا پذیر ہوجاتا ہے۔ بس اسی طرح پر دُنیا بھر کی تمامی چیزوں کا حال سمجھ لے۔ کہ ہر ہر جسم ناسوتی کے لئے۔ خواہ چھوٹا ہو یا کہ بڑا۔ خواہ بے جان ہو کہ یا جاندار۔ ایک ایک ملکوت منفصل مثال منفصل۔ اس عالم ملکوت یطلق میں موجود ہے۔ جو اوس کے جسم ناسُوتی میں تدبیر اور تصرّف رکھتا ہے۔ اور اوس جسم ناسوتی کا قیام او بناہین اور ٹکاؤ۔ اوس کے ملکوت منفصل کے ہی ہدایت اور فیضان کے سبب ہی سے ہے

ایسا ہی اس عالم ملکوت میں۔ عرش معلےٰ سے لے کر۔ انسان ناقص تک کے۔ جُملہ ایک جسم ناسوتی کبیر کے لئے جو مسمیٰ بہ انسان کبیر ہے۔ ایک ملکوت منفصل کبیر بھی ہے جس کو ملکوتِ اعلیٰ۔ نفس کل۔ لوح محفوظ کہتے ہیں۔ جو عالم ناسوت کے اوس جسم کبیر میں مدبر و متصرّف ہے۔ اور اوس کو ملکوتِ کلّی کہتے ہیں۔ اور ملکوتِ محمدی بھی کہتے ہیں۔ جو تمامی نفوس یعنے ملکوتوں کی جدّہ یعنے دادی ہے۔ حوای معنوی بھی یعنے باطن کی حوّا۔ اوس کو کہتے ہیں۔ اور نفوس جزئیہ۔ یعنی تمامی چھوٹے چھوٹے ملکوت۔ جو عالم اجسام کی۔ ہر ہر چھوٹی بڑی چیزوں کے جسموں میں۔ مدبّر اور متصرف ہیں۔ سو اوسی اپنی جدّہ نفس کل ملکوت محمدی کے اولاد ہیں۔ یعنے اوس نفس کل کے متعدد اولاد۔ جسم عالم کبیر ناسوتی کے متعدد اولاد کے جسموں میں مدبر و متصرف ہیں۔ سو اُسی اپنی جدہ نفس کل سے فیضان لیتے ہیں۔ اور ادھر اپنے ساتھ علاقہ رکھنے والے اجسام ناسوتی میں وہ فیض پہونچاتے ہیں۔ کیا بسوطات یعنے غیر مرکب چیزیں۔ کیا مرکبات یعنے مرکب چیزیں۔ کیا اجسام طبیعی یعنے طبیعت سے بنی ہوئی چیزیں۔ کیا اجسام عنصری یعنے عناصر سے بنی ہوئی چیزیں۔ سب کا یہی حال ہے۔ کہ اون اون کے ملکوت۔ اوسی اپنی جدہ نفس کل سے فیض لیتے ہیں۔ اور ادھر اپنے اجسام ناسوتی کو پہونچاتے ہیں۔

فائدہ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عالم ملکوتِ منفصل۔ مثال منفصل۔ ایسا عالم ہے کہ۔ عالم جبروت میں۔ بے صورت اور بے شکل ہیں۔ وہ سب چیزیں اس عالم میں صورت لیتی ہیں اور عالم اجسام

میں بھی جتنی چیزیں کہ بے صورت اور بے شکل ہیں جیسے کہ اعمال و افعال یعنے کاماں عقاید یعنے دل میں مضبوط جمی ہوئی باتیں اور اقوال منہ سے بولی ہوئی باتیں یہ سب کے سب اس عالم ملکوت منفصل میں متشکل ہوتے ہیں یعنے ان کو صورت دی جاتی ہے۔ وہ صورت سے نمودار ہوتی ہیں جیسے کہ حدیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ علم آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے روبرو دودھ کی صورت میں آیا تھا۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ غیبت اس عالم میں مرے ہوئے بھائی کے گوشت کی صورت لیتی ہے۔ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ماہ رمضان میں ایک صحابی آئے (اُن کے منہ کو دیکھکر) آنحضرتؐ اُن سے فرمایا کہ کیا تم گوشت کھا کر آئے ہو صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو روزہ سے ہوں۔ جب آنحضرتؐ نے پھر یہ پوچھا کہ کیا تم نے ابھی ابھی کسی کی غیبت کی تھی۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خطا تو ابھی ابھی مجھ سے صادر ہوئی ہے۔ اسوقت آنحضرتؐ نے تصریح فرمائی کہ جب تم آئے تو مجھکو تمہارے دانتوں میں گوشت کی نسیں اور ریشے نظر آئے۔ جیسے کہ گوشت کھائے ہوئے آدمی کے دانتوں میں صاف کرنے اور کلی کرنے کے پیشتر نظر آتے ہیں۔ اس لئے میں نے پوچھا کہ کیا تم گوشت کھا کر آئے ہو۔ مگر تم نے جب یہ جواب دیا کہ میں روزہ دار ہوں تو معلوم ہوا کہ وہ گوشت کے ریزے جو نظر آئے سو وہ غیبت کے تھے جو تم نے کسی بھائی کی کی ہوگی۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ غیبت بھائی کے مرے ہوئے گوشت کے قائم مقام ہے اس لئے میں تم سے پوچھا کہ کیا تم نے ابھی ابھی کسی کی غیبت کی ہے پھر جب تم نے اقبال بھی کر لیا تو یقین ہو گیا کہ وہ گوشت کے ریزے جو تمہارے دانتوں میں نظر آتے ہیں سو قطعاً غیبت ہی کی صورت تھے۔ بس اس حدیث پر سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ اس عالم ملکوت منفصل میں ہر ایک بے صورت چیز کے لئے اس کی حقیقت و واقعہ کے مطابق ایک صورت خاص دیجاتی ہے کتاب و سنّت دونوں اس کے شاہد ہیں جیسے عالم قبر اور عالم حشر میں بندوں کے اعمال حیات دنیوی کے متشکل ہونے کا ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے جیسے کہ تجی وَالْاَعْمَالُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کی حدیث صحیح آخر تک۔ یعنے آئیں گے بندونکے اعمال

قیامت کے دن پھر آئیگی۔ پھر آئیگا۔ اور پھر آئیگا۔ صدقہ وغیرہ وغیرہ اور دونون کے بارہین وارد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ الْاَیَّامَ لِھَیْئَتِھَا وَیَبْعَثُ الْجُمُعَۃَ زَھْرَاءَ مُنِیْرَۃً یعنے اللہ تعالے دنوں کو قیامت کے روز ان کی اصلی اور حقیقی شکلون پر پیدا کریگا اور جمعہ کے دن کو روشن ستارے کی صورت مین پیدا کریگا اور موت کے باب مین وارد ہے۔ یُؤْتیٰ بِالْمَوْتِ کَاَنَّہٗ کَبْشٌ فَیُذْبَحُ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یعنے قیامت کے دن (ہمیشہ کے جنتی جنت مین اور ہمیشہ کے دوزخی دوزخ مین داخل ہوچکنے کے بعد) موت کو ایک کبرے بکرے کی صورت مین لاکر جنت اور دوزخ ان دونو کے درمیان اسکو ذبح کردینگے اور ندا یعنے آواز دی جائیگی کہ آج موت خود ہی ذبح ہوگئی اب اسکے بعد کسی کو موت ہے ہی نہین ان چند احادیث کے سوا اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین جن سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ مخلوقات مین ایک عالم ایسا بھی ہے کہ جسمین ہر ایک بے صورت چیز کو اسکی حقیقت کے مطابق صورت دیجاتی ہے اور بزرگان دین کی بڑی بڑی معتمد کتابون مین دلایل قویہ کے ساتھ اس عالم کے ثبوت مین بیان کی گئی ہین سو وہ سب کی سب اسی عالم ملکوت منفصل۔ مثال منفصل پر شاہد واثق اور صادق ہین کیونکہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال سلف صالحین مین اس قسم کے حالات جو مذکور ہین اور مرقوم ہین عالم اجسام طبعی وعنصری تو ہرگز ان کا مصداق ہو نہین سکتا اور خدا اور رسولؐ اور سلف صالحین تو یقیناً حتماً جھوٹ کے شائبہ سے بھی پاک اور منزہ ہین پھر تو عالم ملکوت منفصل کے وجود کے اقرار کے سوا شخص عاقل کو کوئی چارہ ہی نہین رہا حکماے فلاسفہ نے بھی تو اس عالم کے وجود کا اقرار کیا ہے وہ بھی کہتے ہین کہ مخلوقات مین عالم اجسام اور عالم ارواح کے سوا ایک اور لطیف اشکال کا عالم ہے۔ جو دونو کے درمیان برزخ جامع ہے۔

سوال عالم ملکوت منفصل۔ مثال منفصل مین کتنے حصہ ہین **جواب** عالم مثال منفصل مین دو حصہ ہین ایک مثال شرقی دوسرا مثال غربی مثال شرقی کو ملکوت منفصل شرقی

اور مثال غربی کو ملکوت منفصل غربی بھی کہتے ہین۔ **مثال شرقی** اور ملکوت شرقی۔ عالم ملکوت منفصل کا وہ حصہ ہے کہ عالم دنیا مین جو کچھ کہ ہونے والا اور گذرنے والا ہے وہ سب اس حصہ مین مفصل اور شرح موجود ہے جو کچھ کہ وہان پر ہے دنیا مین اُسی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ پہلے یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ عالم ملکوت منفصل۔ عالم اجسام دنیوی کے پیشتر پیدا کیا گیا ہے اور عالم اجسام دنیوی بعد مین اُسی کی صورت پر پیدا کیا گیا پھر تو لامحالہ تسلیم ہی کرنا پڑا کہ ملکوت شرقی مین جو کچھ جس طرح پر کہ ہے وہ سب اُسی طرح پر عالم دنیا مین ظاہر ہوتا ہے دنیا مین پچھلے گذرے ہوے واقعات اور حالات اور آگے گذرنے والے واقعات اور حالات جنکی خبر انبیاے کرام اور اولیاے عظام نے دی ہے علیہم السلام اجمعین سو وہ سب اسی عالم ملکوت شرقی اور مثال شرقی کے کشف سے ہی انہون نے دی ہے اس عالم کا کشف صحیح حضرات انبیا کو اور اولیا مین سے بھی بہتون کو ہوا کرتا ہے احادیث صحیحہ مین آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بہت سی پیشنگوئیان مذکور ہین جو بیان کے مطابق برابر ظہور مین آئین اور باقی کی بھی برابر ہی ظہور مین آئینگی اور بہت سے اولیاے کرام کی بھی پیشنگوئیان برابر ظہور مین آئین اور باقی کی بھی انشاء اللہ برابر ہی ظہور مین آئینگی اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ کشف صحیح مین ہرگز غلطی نہین ہوتی کیونکہ اس مین وہم اور خیال کی شرکت نہین رہتی ہی اور کشف کے معنے کھُلکر معلوم ہونے۔ اور کھُلے طور پر نظر آنے کے ہین **کشف کی حقیقت** یہ ہے کہ جب انسان کا دل یعنے ملکوت منفصل اُس کا صفات رذیلہ سے پاک اور صفات حمیدہ شریفہ سے متصف ہو کر اپنے رب کے طرف متوجہ ہوجاتا ہے تو اُسوقت اگر خدای کریم چاہے تو عالم ملکوت منفصل شرقی کے بعض بعض امور کا عکس اُسکے دل پر جو آئینہ کے مانند مصفّے ہے ڈالتا ہے اُسوقت امور مبہمہ کی تحقیق اور تشریح اور تصریح کماہی اسکو حاصل ہوجاتی ہے۔ بس اسی کا نام ہے کشف۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حال مین خدای پاک ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یعنے ہم اسی طرح پر آسمانون اور زمینون

کے ملکوت ابراہیم کو دکھاتے ہین لہذا صاحب ایمان کو چاہئے کہ بزرگان دین نے اپنی کشف
سے جو کچھ کہ بیان فرمایا ہے اگر اپنی عقل مین وہ باتین نہ بھی آئین تو بھی اُن کا انکار صریح ہرگز نکرے
اور اُن پر طعن و تشنیع کرنے کو ہرگز ہرگز گوارا نہ رکھے جہانتک ممکن ہو اور بن سکے اُسکے لئے کوئی
محل صحیح تلاش کرے اگر وقتے کوئی تاویل بن ہی سکتی نہین ہے۔ تو بالآخر اون باتون کو اُن کے
قائلین پر چھوڑ دے گو اُسکی اتباع آپ نہ کرے **امام غزالی** اور دوسرے بزرگون نے تصریح
کی ہے کہ اہل کشف پر طعن و تشنیع کرنے مین سوء خاتمہ کا خوف ہے اللہ پاک ہر مومن و مسلمان مرد
و عورت کو اس بلائے عظیم سے بچاوے آمین ثم آمین۔

مثال غربی اور ملکوت غربی عالم ملکوت منفصل کا وہ حصہ ہے کہ موت جسمانی کے بعد سے
عالم قبر اور عالم حشر مین گذرنے والے۔ ہونے والے جو واقعات اور حالات کہ ہین سو وہ
سب کے سب اس مثال غربی کے حصہ مین مفصل اور مشرح موجود ہین بجز حضرات انبیاے کرام اور ہمارے
سردار خاتم الانبیا سید الانام علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دوسرون قدس اللہ اسرارہم
اس حصہ کا کشف ہرگز ہرگز نہین ہوتا جو کچھ کہ اس عالم کے متعلق پیغمبرون کی طرف سے خبر دیگئی ہو صرف اُسیقدر کا
کشف اولیای کرام کو حاصل ہوسکتا ہے اس عالم کے متعلق جس بات کی خبر کہ پیغمبرون کے طرف سے نہین دیگئی اُس
بات کا کشف اولیای کرام مین سے کسی کو بھی ہرگز نہین حاصل ہوسکتا یہی وجہ کہ قیامت کے آنے کے متعلق
جو خبر کہ بعض بزرگون نے دی تھی وہ بالکل غلط نکل آئی یعنے بالاتفاق وہ وقت گذر چکا اور قیامت قائم نہوئی
الحاصل خلاصہ کلام یہی کہ ملکوت منفصل شرقی کا حال حضرات انبیا و اولیا علیہم السلام دونو پر بکیفیت منکشف اور
مکشوف ہوسکتا ہے مگر ملکوت منفصل غربی کا حال سوائے انبیای کرام کے اور اُن کے خاتم سید الانام صلعم کے
علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی دوسرے پر بالذات منکشف اور مکشوف نہین ہوسکتا۔

سوال معجزہ اور کرامتہ اور استدراج کی حقیقت کیا ہے اور ان کا ظہور کس عالم سے علاقہ رکھتا ہے
جواب۔ معجزہ اور کرامت اور استدراج یہ تینون خرق عادت کے کامون کے نام ہین
خرق۔ اس لفظ کے معنے توڑنے پھوڑنے سوراخ ڈالنے کے ہین عادت اس لفظ کے معنے

روزانہ چلن ہمیشہ کا دستور وغیرہ کے ہین تو پھر خرق عادت اس لفظ کے معنے عادت کا توڑ دینا عادت کا خلاف ہوے یعنے انسان کے تجربہ اور روزمرّہ کے مشاہدہ مین دنیا کے جو کام جس عادت اور قاعدہ پر کہ واقع اور ظاہر ہوا کرتے ہین اُس عادت اور قاعدہ کے خلاف مین اگر کوئی کام واقع اور ظاہر ہو تو اُسکو خرق عادت کا کام یعنے روزمرہ کی عادت اور قاعدہ جاریہ کو توڑ دینے کا کام۔ یا خارق عادت کا کام یعنے روزمرہ کی عادت اور قاعدہ جاریہ کو توڑ دینے والا کام کہا جاتا ہے۔ مثلاً ہر روز کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کسی جلنے والی چیز کو جب آگ مین ڈالدیتے ہین تو وہ چیز جل جاتی ہے اس روزمرّہ کے تجربہ اور مشاہدہ پر سے انسان کو اس بات کا علم بلکہ یقین کامل بلکہ حق الیقین حاصل ہے کہ آگ مین ایک خاصیت ایسی ہے کہ جسمانی جلنے کو قبول کرنے والی کوئی چیز اسمین ڈال دی جائے جیسے کہ لکڑی یا جاندار کا جسم وغیرہ تو آگ اُسکو جلادیتی ہے باوجود اس عادت اور قاعدہ جاریہ مشہودہ کے اگر کوئی آدمی اپنا ہاتھ (آگ کے اثر کو روکنے والی کسی جسمانی چیز کے ہاتھ پر لگا لینے کے بغیر آگ مین ڈالدے اور آگ اُسی کے ہاتھ پر اپنا کوئی اثر نہ کرے جس شخص سے کہ بغیر کسی دہوکہ کے فی الواقع ایسا کام صادر اور واقع ہو تو اُس وقت مین دیکھنے والے لوگ کہینگے کہ فلان شخص سے (جس کا ہاتھ آگ مین نہ جلا) یہ کام خرق عادت کا یا خارق عادت ظاہر ہوا یعنے انسان کے تجربہ اور مشاہدہ کے مطابق دنیا مین جو عادت کہ جاری تھی اُسکے خلاف مین اُس شخص سے یہ کام صادر اور ظاہر ہوا۔ ایسا ہی آدمی کا پانی پر چلتے ہوے چلے جانا۔ ہوا مین بغیر غبارہ یا طیارہ کے اوڑتے ہوے چلا جانا اور ایک ہی وقت مین کئی متعدد جگہون پر موجود رہنا تھوڑے سے وقت کے اندر بہت بڑے دور و دراز کا راستہ طے کر جانا (بغیر جسمانی آلات خارجی کے) پیدائش کے بہرہ کو سننے والا گونگے کو بات کرنے والا۔ اندہے کو دیکھنے والا مردہ کو زندہ وغیرہ بنا دینا یہ سب خرق عادات کے کام کہلاتے ہین یعنے دنیا مین انسان کے تجربہ کے مطابق جو قاعدہ اور عادت کہ جاری ہے اُس عادت اور قاعدہ کے خلاف کے یہ کام ہین لوگ ایسے ہی کامون کو امور خارق عادت یعنے عادت جاریہ فی المشاہدہ کو توڑ دینے والے

کام کہتے ہین۔ ہمارے حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پیغمبری
اور رسالت کے دعوے کے ساتھ اُس دعوے کی سچوئی اور ثبوت کے سے کسی نیک چلن والے
خداپرست آدمی سے یہ کام یعنے امور خارق عادت جوظاہر ہوا کئے اُن کامون کا نام معجزہ
ہے یعنے مخالفین کو عاجز اور لاجواب کرنے والے کام کیونکہ عقل سلیم کے نزدیک ایسے کامون
کے دیکھنے کے باوجود دعوے مذکور کی تسلیم سے انکار کرنے کی گنجایش باقی نہین رہتی چارو
ناچار اقبال کرنا ہی پڑتا ہے۔ لہذا پیغمبرون سے جو ایسے کام ظاہر و واقع ہوے اُن کو معجزہ
کہا گیا اور پیغمبرون کی امت اجابت مین سے کسی نیک چلن والے پرہیزگار خداپرست سے
جو ایسے کام ظاہر ہوتے ہین تو اُن کا نام کرامت ہے کیونکہ ایسے کامون کے ظہور سے اُس
اُمتی کی۔ اور اُس پیغمبرؐ کی کہ جسکی اُمّت مین وہ شخص داخل ہے بزرگی ظاہر ہوتی ہے اور اگر کسی
خدا و رسولؐ کے منکر یعنے انکار کرنے والے یا ہمارے پیغمبر خاتم الرّسل والانبیا علیہ الصّلوات
والسّلام کے بعد نبوت کا دعوے کرنے والے سے ظاہر ہون تو اُن کامون کو استدراج
کہتے ہین موافق اصطلاح فقہا کے اور کلام مجید مین ان کامون پر سحر کا اطلاق کیا گیا ہے
اور فی الواقع یہ سحر ہی ہے کیونکہ سحر ایسے کام کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین کہ عالم اسباب مین اُسکے
اسباب موجود ہون اور اُن کی ترتیب اور ترکیب کے ذریعہ ہی وہ کام ظاہر ہوا ہو۔ مگر انسان کی
عقل فوراً اوسکی حقیقت کو نہ جان سکتی ہو اور استدراج کے معنے بھی دھوکہ ہی کے ہین اور
ظاہر ہے کہ سحر بھی ایک دھوکہ ہی ہے۔ برخلاف کرامت اور معجزہ کے کیونکہ وہ عالم اسباب
سے متعلق نہین ہین بلکہ وہ فی الواقع خالق اسباب جل شانہ سے متعلق ہین جیسے تصریح اُنکی
آینگی پھر تو واضح ہوگیا کہ معجزہ اور کرامت اور استدراج یا سحر عظیم یہ تینون امور
خرق عادت کے اقسام مین سے ہین اور استدراج کو جو سحر عظیم کہا گیا ہے وجہ اُسکی یہ ہے
کہ علاوہ اُسکے اور کئی قسمین سحر کی جو تاثیرات اشیا و کواکب وغیرہ سے علاقہ رکھنے والے
دنیا مین مستعمل ہین سو وہ سب استدراج کے نیچے کے درجہ مین ہین استدراج اعلیٰ درجہ کا

سحر ہے قرآن کریم قطعی الثبوت مین سحرۂ فرعون کے لئے وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کرامت کو معجزہ کے ساتھ ملا کر عالم اسباب سے خارج شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امتی کی کرامت درحقیقت اُس پیغمبر کا معجزہ ہے جسکی امت اجابت مین وہ شخص امتی داخل ہے الحاصل معجزہ کرامت استدراج یہ تینون امور خارق عادت عالم ملکوت منفصل سے ہی علاقہ رکھتے ہین ان تینون کا ظہور عالم ملکوت منفصل کے ہی واسطے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ عالم ملکوت منفصل ہی وہ چیز ہے جو دَارُ الْقُدْرَۃ کہلاتی ہے جیسے عالم اجسام ناسوتی دار الحکمت کہلاتا ہے اور پیشتر ہی یہ بات بتا دی گئی ہے کہ عالم ملکوت کی چیزین بغیر مادہ اور تدبیر کے فوراً حکم کے ساتھ ہی موجود ہو جاتی ہین اور عالم اجسام کا مدبر و متصرف ملکوت ہی ہے تو پھر ثابت ہو گیا کہ جس شخص کے ملکوت منفصل مین اسقدر طاقت اور قوت پیدا ہو گئی کہ اپنے اثر اور صفت سے اپنے جسم ناسوتی کو رنگ دے سکے پھر تو اُس شخص کے جسم ناسوتی سے یہ تاثیر غلبۂ ملکوت ایسے خارق عادت کامون کا ظاہر اور صادر ہونا کوئی تعجب کی بات ہی نہین ہے پس معجزہ اور کرامت اور استدراج ان تینون کا ظہور ملکوت منفصل کے ظہور غالب سے ہی متعلق ہے بغیر اُسکے غیر ممکن۔ اُسی کے غلبۂ تاثیر سے یہ تینون خارق عادت امور جسم ناسوتی سے ظاہر ہوتے ہین مگر ان مین باہمی فرق و امتیاز یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت کا ظہور بذات خود آدمی کے اختیار مین نہین ہے بلکہ اُن کا ظہور اور صدور خدائے بزرگ جلّ شانہ کے اختیار مین ہے جب وہ چاہتا ہے اپنے فرمانبردار فانی فی اللہ باقی باللہ بندون سے (اُن کے ملکوت منفصل کو اپنے صفات کاملہ کی اثر سے رنگین کرنے کے بعد) اُسکی تاثیر غالبہ کے ذریعہ سے اُن کے جسم ناسوتی سے امور خارق عادت کا ظہور فرماتا ہے یہی سبب ہے جو تمامی علمائے اہل سنت وجماعت کا بالاتفاق یہ قول ہے کہ معجزہ فعل الٰہی ہے جو اُس کے ارادہ اور قوت سے پیغمبرون کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور بھی یہی سبب ہے جو بعض بعض وقتون مین بغیر صدق ارادت کے جب بعض کافرون نے پیغمبرون سے معجزہ کی درخواست پر اصرار کیا تو خدائے عزوجل نے پیغمبرون سے کہدیا کہ تم اُن کو یہ جواب دو

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا یعنے نہین ہون مین مگر ایک آدمی جو اللہ کے طرف سے رسول بناکر تمہارے طرف کو بھیجدیا گیا ہون اور بھی اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ یعنے سوائے اسکے نہین کہ مین خدا کے طرف سے تم کو اُسکے عذاب سے اور اُسکے غضب سے ڈرانے والا ہون اور بھی اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنے سوائے اسکے نہین کہ معجزون کے ظاہر کرنے کی قوت خدائے پاک کو ہے وہ چاہے تو معجزے اور خرق عادت کے کام تم کو دکھا سکتا ہے یہ تو میرے ہاتھ کی بات نہین اور بھی بہت سی آیتین قرآن پاک کی اس امر کی شاہد واثق ہین برخلاف استدراج کے کہ وہ صرف خواص ملکوت منفصل کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ اُس سے کم درجہ کے سحر تاثیرات اشیائے جسمانی سے ظاہر ہوتے ہین ملکوت منفصل کی منزل مین جس شخص کی رسائی ہوگئی اور اُسکے جسم ناسوتی پر اُسکے ملکوت منفصل کے آثار اور خواص غالباً آگئے تو اُس شخص سے وہ سب کام ہوسکتے ہین جو دوسرون کے جسم ناسوتی سے نہین ہوسکتے۔ جیسے آگ سے نہ جلنا۔ پانی مین نہ ڈوبنا۔ ہوا مین اوڑنا۔ مقفل مکان سے باہر نکل آنا۔ دلون کے خطرات سے واقف ہوجانا۔ شہرون کے اور قبرون کے حالات سے آگاہ ہوجانا ایک ہی وقت مین کئی جگہ موجود رہنا۔ تھوڑے سے وقت مین دور و دراز راستہ کا طے کرجانا۔ جس صورت مین چاہے اپنے کو بدل دینا۔ پچھلے گذرے ہوے اور آیندہ آنے والے واقعات سے آگاہ ہوجانا اور اُن کی خبر دینا وغیرہ وغیرہ عجیب و غریب کرشمہ۔ اُس شخص سے ظاہر ہوسکتے ہین کیا تم نہین دیکھتے کہ ایسے عجیب و غریب کام جنات و ہمزاد اور موکلات کی تسخیر سے بھی اکثر ظاہر اور صادر ہوتے ہین پھر تو ملکوت منفصل کے خواص کے اثر سے ان باتون کا ظہور کیونکر نہوگا ضرور ہوگا ہی کیونکہ جسم ملکوتی مین ان سب کامون کے کرنے کی طاقت اور قوت موجود ہے ہی اسلئے کہ وہ دار القدرت کی چیز ہے جب جسم ناسوتی پر اُس کا اثر اور خاصہ غالب آگیا تو پھر اُسکے جسم ناسوتی سے ان کامون کا سرزد ہونا کیونکر امر محال ہوگا۔ ہرگز محال نہین ہوسکتا اور ملکوت منفصل کی منزل مین رسائی کا حاصل کرنا اپنے جسم ناسوتی پر قوائے ملکوتی کا غالب بنالینا کچھ ایمان و اسلام پر بھی موقوف نہین ہے بلکہ

بُت پرست اور مشرکین اور کفار اور حکما وغیرہ بھی اس فن مین کمال رکھتے ہین کیونکہ کیا آج کے روز تم علم مسمریزم کے حالات و واقعات نہین سُنتے ہو پھر تم کو شک کرنے کا موقع ہی کب رہا یہ مسمریزم کا فن تو ملکوت منفصل کے بائین ہاتھ کا ایک ادنے سا کھیل ہے اور بظاہر بہتون سے بغیر اُن کے مومن و مسلمان ہونے کے ایسے امورِ غریبہ کا ظہور اور صدور ہوا بھی ہے اور ہوتا بھی ہے اور ہوگا بھی۔ مگر بات یہ ہے کہ حضرات انبیا و رسل و اولیا علیہم الصلوٰۃ والسلام والرحمہ کے مقابلے مین یہ لوگ یعنے ملکوتی قوت سے امور خرق عادت کے دکھانے والے عاجز ہوجاتے ہین اور شکست کھاتے ہین کیونکہ خرق عادت کے جو کام کہ انبیا و اولیای کرام سے ظاہر ہوتے ہین سو وہ اُن کے خالق عزوجل کی قوت اور قدرت کاملہ سے ظاہر ہوتے ہین نہ کہ انبیا و اولیا کے خواص جسم ملکوتی سے۔ اور ان ملکوتیون سے جو خرق عادت کے کام کہ ظاہر ہوتے ہین سو وہ صرف ان کے قوائے ملکوتی کے غلبۂ اثر سے ظاہر ہوتے ہین اور پُر ظاہر ہے کہ ملکوت ایک ادنےٰ سا مخلوق حادث ہے وہ اُسکے خالق عزوجل پر کیونکر اور کس وقت غالب آسکے گا ہرگز کسی طرح سے کسی وقت مین غالب نہین آسکتا یہی سبب تھا جو فرعون کے سحرہ یعنے جادوگران حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ مین عاجز آگئے اور شکست کھائی اور فوراً یعنے اس حقیقت کے انکشاف کے ساتھ ہی کہدیا کہ اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی یعنے ہم ہارون و موسیٰ پر اور اُن کے رب پر۔ ایمان لا چکے کیونکہ وہ سحرہ ملکوتی قوت کے رکھنے والے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام قدرت خدائی کے مظہر تھے جب سحرہ نے موسیٰ کے مقابلہ مین شکست کھائی تو فوراً جان گئے کہ حضرت موسیٰ کے عصا سے جو کام کہ ظاہر ہوا سو وہ ملکوت موسیٰ کی قوت کا نہین ہے بلکہ خالق موسیٰ جلّ جلالہ کی قدرت کا ہے۔

یہان پر یاد رکھنے کی ضروری ایک بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس منزل ملکوت مین پہونچے ہوئے ملکوتی قوت سے خرق عادت کے کام طرح طرح کے دکھاکر دنیا مین بڑے زبردست ولی اور اولیا کہلاتے ہین اور ہزارون آدمی اُن پر فریفتہ اور اُن کے معتقد ہین اور انکو سچے ولی

کامل جانتے اور مانتے ہین مگر در اصل اُن کا حال یہ ہے کہ سچی ولایت سے اُن کو کچھ بھی بہرہ حاصل
نہین ہے بلکہ خدا کی معرفت سے بھی بالکل بے بہرہ ہوتے ہین۔ یہین تک نہین بلکہ اُنہین
سے بعضون کو دین وایمان سے بھی کچھ تعلق نہین رہتا صرف اُن ملکوتی کرشمون کے دکھانے
سے وہ دنیا مین ولی مشہور ہین وجہ اصلی اسکی یہ ہے کہ در اصل ولایت اُس شخص کو حاصل
ہوتی ہے جو مخلوقات ممکنۂ حادثہ کے تینون درجون یا منزلون ناسوت اور ملکوت اور
جبروت کو طے کرکے لاہوت کی حقانی منزل مین پہونچا ہو اور لا الٰہ الا اللہ اس کا پورا ہو چکا
ہو قربِ نوافل اور قربِ فرائض دونون کے سلوک سے وہ فارغ ہوگیا ہو۔ اور
خدائے پاک کی صفات کاملہ کا پرتو اس پر پڑا ہوا ہو اور یہ دنیا کے ولی تو صرف دوسری
منزل ملکوتی مین ہی پھنسے ہوے اور مقید ہین عالم جبروت کی بھی ان کو خبر نہین لاہوت
کی منزل حقانی کی بو تک ان کو لگی نہین بلکہ اُسکے نام سے تک ان کے کان آشنا نہین ہوے
ہین پھر یہ بیچارے سچے ولی ہون بھی تو کیونکر۔ ہرگز نہین ہو سکتے مگر با این ہمہ ایک دنیا
ہے کہ اُن کو ولی کامل مانتی ہے۔ اور خود بھی وہ ان کرشمہاے ملکوتی کو اپنی لاعلمی کے سبب سے
ولایت حقیقی کے نشان جانکر اپنے جامہ مین پھولے نہین سماتے ہین پس طالبان مولیٰ تعالےٰ
شانہ کو چاہیئے کہ صرف خوارق عادت کے ظہور کو رہبران طریق وصول الی اللہ کا نشان ہرگز
نہ ٹھہرائین بلکہ پابندی اوامر ونواہی شرعی کو رہبری کی کسوٹی جانین اور اوامر ونواہی شرع متین
اور طریقہ بزرگان سلف صالحین کی مخالفت کو یقیناً گمراہی کی قوی دلیل مانین تاکہ ورطہ ضلالت
مین نہ گر جائین اور دین وایمان کو ہاتھ سے کھو نہ بیٹھین یہی سبب ہے جو حضرت غوث صمدانی
محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ملفوظات شریفہ مین فرمایا ہے الملکوت والجبروت
شیطانان یعنے عالم ملکوت اور عالم جبروت یہ دونو بڑے زبردست دو شیطان ہین جو سالک
راہ مولی کو اپنے عجیب وغریب کرشمہ دکھا کر اپنے پر فریفتہ کر لیتے ہین اُنہین مین پھنسے رہکر یہ بیچارے
خدا کی طرف آگے نہین بڑھتے جو شخص اُن منزلون مین پہونچتا ہے اُن کے عجیب وغریب کرشمون

کو دیکھکر فریفتہ ہوجاتا ہے اور جان لیتا ہے کہ ولایت جسکو کہتے ہین وہ اسی اظہار خوارق عادت کا نام ہے اور مین جب اُس پر قادر ہوگیا ہون تو پھر میرے ولی ہوجانے مین ہرگز کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے حالانکہ پیچھے بزرگان طریق کا فرمایا ہے گلشن راز ع رہا کن ترہات وشطح وطامات ؛ خیال نور واسباب کرامات ؛ کرامات تو اندر حق پرستی است ؛ جزین عجب و ریاء وکبر وہستی است ؛ خلاصہ یہ کہ سالک کی بزرگی اور کرامت اصلی خدا پرستی مین ہے نہ کہ اظہار خوارق عادات مین کیونکر قواعد مسلمۂ خدا پرستی کے مخالفت کے ساتھ۔

اظہار خوارق عادات گمراہی کی دلیل قوی ہے پھر تو طالبان خدای عزّ وجلّ پر پہلا فرض ہے کہ ایسے لوگون کی صحبت سے بالکل پرہیز کرین اور حضرت نبی کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم کی اتباع کو سلوک الی اللہ اور وصول الی اللہ کی بڑی قوی کسوٹی قرار دین اور ایک سر مو اُس سے تجاوز اور تفاوت کو ہرگز ہرگز روا نہ رکھین۔

سوال۔ الہام اور کشف اور وحی یہ تینون کس عالم سے علاقہ رکھتے ہین اور انکی حقیقت کیا ہے

جواب۔ الہام اور کشف اور وحی یہ تینون بھی ملکوت منفصل کے عالم سے ہی علاقہ رکھتے ہین انسان کا دل جسکو قلب اور نفس بھی کہتے ہین جبتک کہ اُسمین برائی کے طرف رغبت اور بُری خواہشات موجود ہین تب تک اُسکو نفس امّارہ بالسّوء کہتے ہین یعنے برائی کا حکم کرنے والا دل۔ اور جب تعلیم دینی کے حاصل کرنے سے اور بُرے کامون بُری خواہشون کے بُرے بدلہ یعنے سزاؤن کی آگاہی کے حاصل ہوجانے کے سبب سے اپنے کئے ہوے برے کامون سے اُسکو پچھتاوا حاصل ہوتا ہے جسکے سبب سے وہ اپنے اُن گذشتہ بدکاریون کو خیال کرکے خود کو ملامت کرنے لگتا ہے جب یہ صفت انسان کے دل مین پیدا ہوجاتی ہے تو اُسکو نفس لوّامہ کا خطاب دیا جاتا ہے یعنے برائی پر ملامت کرنے والا۔ اسکے بعد وہ برے گذشتہ کامون سے توبہ کرکے خدا کے طرف متوجہ ہوکر اُسکی اور اُسکے رسولؐ پاک کی فرمانبرداری مین مشغول ہوجاتا ہے اور اُسکے دل کو اُس وقت ایک طرح کا آرام اور اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور خوشی کے ساتھ رات دن فرمانبرداری مین

مصروف رہتاہے تو اُس وقت اُسکو نفس مُطمئنّہ کا خطاب ملتا ہے پھر جب خوشی اور اطمینان
کے ساتھ خدا ور سول کی فرمانبرداری مین مصروف رہا اور راسخ قدم ہوگیا اور خدای پاک جل شانہٗ
کی ہستی کے روبرو اپنی ذات وصفات کو نیست محض ماننے کا خوگرفتہ بنگیا تو اُسوقت تعلیم آلہی
یعنے علم لدُنّی کا دروازہ اُسکے دل پر کھول دیا جاتا ہے یہی بات ہے جو حضرت امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ۔ شَكَوْتُ اِلٰی وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ ؛ فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْكِ
الْمَعَاصِیْ ؛ فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنَ الٰهٖ ؛ وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰی لِعَاصِیْ ؛ امام فرماتے
ہین کہ ایک روز مین نے اپنے استاد وکیع سے عرض کی کہ اے حضرت کیا وجہ ہے کہ باوجود یکہ
مین بہت کچھ محنت کرتا ہون لیکن پڑھا ہوا سبق مجھے یاد نہین ہوتا اور یاد کیا ہوا بھی جلد بھول
جاتا ہون تب میرے استاد نے فرمایا کہ شاید تو خدا ورسولؐ کی نافرمانی کیا کرتا ہے یعنے تجھسے
گناہ ہوا کرتے ہین پس تجھ کو چاہیئے کہ اپنے کو بالکل گناہون سے بچائے اور ہرگز خدا
ورسول کی نافرمانی نہ کرے علم اللہ پاک کا ایک نور ہے اور قاعدہ ہے کہ خدا کا نور گناہگار
کو ہرگز نہین دیا جاتا تو خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب علم ظاہری سے گناہون کے سبب سے آدمی
محروم ہوجاتا ہے تو علم لدنی گناہگار کو کیونکر میسر ہوگا ۔ ہرگز نہین ہوگا لہذا ثابت ہوگیا کہ
جب تک آدمی کا دل ایسے مرتبہ کو نہ پہونچے کہ نفس مطمنہ کا خطاب اُسکو حاصل ہو تب تک علم لدنی
کے دیئے جانے کا مستحق اور اہل ہرگز نہین ہوسکتا ہاں جب صفات رذیلہ کے زنگ سے دل
بالکل پاک صاف ایک آئینہ مصفّی کے مانند بنجائے اُسوقت البتہ اُس مین یہ لیاقت آجاتی ہے کہ
جو چیز عالم غیب کی اُسکے مقابل مین نمود ہوگی اس کا عکس اُس دل مصفّے یعنے نفس مطمینہ مین نمودار
ہو ہی جایگا اس وقت اس دل انسان کو نفس ملہمہ کا خطاب دیا جاتا ہے کیونکہ انسان کے دل
مصفّے کے آئینہ مین عالم غیب کے عکس کے گرنے کا نام ہی اِلقا اور اِلہام اور وحی کے لغوی
معنے بھی یہی ہین جیسے کہ حضرت موسے علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ کے باب مین حضرت موسیٰؑ سے
خدائے عزوجل خطاب فرماتا ہے اَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّكَ مَا يُوْحٰی اور شہد کی مکھی کے طرف بھی

خدائے پاک نے وحی کی نسبت کی ہے فرمایا ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ مگر وہ وحی جو پیغمبرون پر ملک کی وساطت سے نازل ہوتی ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کی وحی ہے جسمین کوئی احتمال شبہ شک کا ہرگز نہین رہتا ہے آجکل کی نئی روشنی جو فی الواقع ظلمت ہی ہے۔ اس قسم کی وحی کا انکار کرتی ہے جیسے کہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کے معاندین کو بھی اس قسم کی وحی کا انکار تھا وہ کہتے تھے ءَ اُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا اُن کو استعجاب اسی کا تھا کہ یہ بھی تو ہم ہی مین سے ہین پھر انہی پر نزول وحی کی تخصیص کیسی حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے کیا اچھی کہی ہے ع چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند * یہان پر ایک عبرت خیز واقعہ لکھا جاتا ہے جو اس فقیر پر گذرا ہے تاکہ اس فقیر کے دینی بھائی اُس سے فائدہ اٹھائین۔

واقعۂ عبرت خیز

اس فقیر حقیر اَصْلَحَ اللّٰہُ حَالَہٗ وَمَآلَہٗ۔ کو بھی پیغمبرون پر جو وحی کہ ملک کی وساطت سے آتی تھی اگرچہ کہ اُنکی صحت کا اعتقاد کامل تھا لیکن اطمینان کلی ایک مدت تک حاصل نہین تھا اسی اثنا مین اس فقیر کے ایک دوست کا انتقال ہو گیا فقیر کو اُس محب سے نہایت دلبستگی تھی گویا یہ کہئے کہ قالب دو تھے اور جان ایک ہی اس محب کے انتقال سے بہت ہی سخت صدمہ گذرا چوتھے روز اُس محب کی قبر پر جاکر خدای پاک کی قسم دیکر فقیر نے کہا کہ موت تو جسم ناسوتی کو تھی نہ کہ جسم مثالی کو بھی پس تم جسم مثالی کے ساتھ ہی فقیر کے پاس کیون نہین آتے اور اپنا احوال کیون نہین بتاتے اور ساتھ ہی خداوند کریم جل شانہ سے بھی بہزار عجز وانکسار التجا کی کہ ای رب رحمن رحیم اس گناہگار کی اس امید کو اپنے فضل سے برلا اُس روز رات کو فقیر نے خواب مین اُس محب کو دیکھا کہ وہ اچھی حالت مین فقیر کے پاس آیا ہے مگر چہرہ سے کچھ رنجیدگی کے آثار نمودار ہین فقیر نے کہا کہ خدائے پاک کے فضل وکرم سے اور اپنی محبت اَتَم سے تم نے اس مہجور کو شرف دیدار سے مشرف تو کیا مگر نہین معلوم ہوتا کہ فقیر سے رنجیدگی کا باعث کیا ہے حالانکہ فقیر مہجور

نہ دل سے تمہاری محبت اور الفت کا رنجور ہے اس دو چار روز کے عرصہ مین فقیر نے تو نہایت ہی اخلاص کے ساتھ کئی مرتبہ تمہارے لئے تحایف و ہدایا درود و سلام کے بھیج دیئے۔ مگر تم نے ابتک اس رنجور کی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسوقت جو کرم بخشی کی ہے بھی تو کیسی ویسی ہی جیسے کہ غالب کا شعر ؎ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی + یہ سنتے ہی جھلا کر کہنے لگا کہ جناب مفت مین ہمین کیون بدنام کرتے اور ہم پر جھوٹے الزام کیون لگاتے ہو ہم تو آپ کی قسم کے پورے کرنے کے لئے خدائے کریم کی اجازت پاکر آئے بھی اور آپ پر سلام سنت الاسلام کیا بھی مگر آپنے نہ کچھ ہمارے طرف التفات کی اور نہ ہمارے سلام کا جواب دیا لہذا بڑی رنجیدگی کے ساتھ ہمکو واپس آنا پڑا فقیر نے کہا کہ یہ بھی بہت اچھی کہی۔ خیر ہم کو تو صرف جھوٹے ٹھہرایا تھا لیکن کیا یہ دعوے آپ کا نہایت ہی کھلا ہوا سفید جھوٹ نہین ہی محب نے کہا کہ نہین ؛ ہرگز نہین مین تو سچ مچ آپکے پاس آیا تھا اور آپ پر سلام بھی کیا تھا۔ مگر آپنے نہ کوئی جواب ہی دیا اور نہ میرے طرف کوئی توجہ کی اور مین اس میرے دعوے پر گواہ بھی رکھتا ہون اور بالکل کھلا ہوا ثبوت پیش کر سکتا ہون فقیر نے کہا ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ محب نے کہا کہ سنو تو آپ آج عصر کو اپنے گھر مین فلان حجرہ مین بعد نماز عصر قریب غروب آفتاب دلائل الخیرات کے فلان حزب سے فراغت حاصل کی۔ فرمائے کہ آیا یہ صحیح کہہ رہا ہون یا کہ جھوٹ فقیر نے کہا کہ بیشک یہ تمہارا کہنا بہت ہی صحیح ہے محب نے کہا کہ آپ حزب خوانی مین تھے کہ مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپکے فارغ ہونے تک کھڑا رہا اور جب فارغ ہوکر ثواب رسانی بھی کر چکے اور بعد بزرگون کے اس گناہگار کا بھی نام آپنے لیا۔ تو یہ گناہگار بہت ہی خوش ہوکر آپ پر یکے بعد دیگرے دو مرتبہ سلام کیا مین جب آپکے پاس آیا تھا تو میرے پاؤن کی سرسراہٹ آپکو محسوس ہوئی آپنے پڑھتے پڑھتے اِدھر اُدھر دہنے بائین مڑکر دیکھا اور پھر پڑھنے مین مشغول ہوگئے اور جب مینے آپ پر دو مرتبہ سلام کیا تو دو مرتبہ آپ کو چڑیا کے بچون کی جیسی خفیف سی آواز محسوس ہوئی آپنے دونون مرتبہ بھی اوپر نیچے دہنے بائین مڑکر دیکھا مگر کچھ نہ کہا دلائل الخیرات کو جزدان مین رکھکر اٹھے

اور جہان اسکو رکھنا تھا رکھکر آپ باہر چلے آئے اُس وقت بھی آپکو ویسی ہی خفیف آواز محسوس ہوئی مگر اس مرتبہ آپنے مُڑکر بھی نہین دیکھا یونہی آپنے اپنی راہ لی فرمائیے کہ بندہ صحیح کہہ رہا ہے یا کہ جھوٹ فقیر نے کہا کہ واللہ یہ جو کچھ تم نے کہا سب بالکل صحیح ہے اسمین یک سرمو جھوٹ نہین بیشک مجھکو کسی کے آمد کی آہٹ محسوس ہوئی مگر جب کسی کو میرے آنکھون نے نہ دیکھا تو پھر مین میرے کام مین لگ گیا اور بیشک مین نے ہر دو مرتبہ چڑیا کے بچون کی آواز جیسی آواز سُنی لیکن جب کچھ نظر ہی نہ آیا تو بھلا جواب کیونکر دیتا اور بیشک تیسرے مرتبہ بھی میرے حجرہ سے نکلنے کے وقت مجھے ویسی ہی آواز محسوس ہوئی لیکن چونکہ پہلی اور دوسری آواز پر کچھ نہین دکھائی دیا تھا لہذا اس آواز کا مین نے خیال ہی نہین کیا بھلا یہ تو فرمائیے کہ آپ تیسری مرتبہ کیا بولے تھے۔ محب نے کہا اور کیا بولتا آپکی بے مروتی پر جھنجلایا۔ اور چلا گیا۔ فقیر نے کہا کہ جسم مثالی کو تو یہ قوت وقدرت رہتی ہے کہ خود کو محسوس بحواس ظاہری کر سکے۔ تو پھر تم محسوس بحواس ظاہر کیون نہوئے اگر تمہاری آمد اور گفتار اسی نہج کی رہی تو ایسے تمہارے آنے اور بولنے سے فائدہ ہی کیا ہوگا محب نے کہا کہ جناب کیا آپ نہین جانتے کہ یہ قوت فطرۃً ملک اور جن کو دیگئی ہے اور انسانون مین بفضل الٰہی اُن کو دیجاتی ہے جنھون نے زندگی جسمانی مین اُسکے حصول کی سعی واجبی کی ہو۔ اور آپ خوب جانتے ہین کہ ہم لوگ زندگانی جسمانی مین اس سے بالکل واقف ہی نہین تھے اور یہ بھی جو مجھکو یہان تک آنے اور بولنے کا موقع ملا سو صرف خدای عز وجل کے فرمان سے تھا جو آپ کے دعا کو اُس نے مشرف بہ قبول فرمایا تھا لہذا اگر آپ حق تعالےٰ سے اور بھی التجا کرین کہ میری باتین آپکی سمجھ مین آجایا کرین تو عجب نہین کہ خداوندکریم کے فضل سے آپ کے اور ہمارے مابین گفت وشنید کا سلسلہ قائم ہوجائے بس یہ کہکر وہ محب چلتا ہوگیا۔ مین بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد وغیرہ سے فارغ ہوکر بارگاہ خداوندکریم مین بڑی زاری کے ساتھ التجا کی کہ اس گناہگار کے دل مین قوت عنایت فرمائی جائے کہ اُس دوست کی باتین مین سمجھ جایا کرون چنانچہ خداوندکریم ذوالفضل العظیم نے اپنا فضل اس فقیر کے شامل حال گردانا۔ اُس روز بعد عصر جب دلائل کا حزب قریب الختم تھا تو پھر مجھکو

گذشتہ روز کی طرح کسی کے آنے کی سی آہٹ معلوم ہوئی مین نے فوراً خیال کیا کہ شاید اُسی
محبّ کی روح کی آمد ہوی۔ اُسکے ساتھ ہی ایک آواز بھی اُسی طرح کی سُنی گئی اسکے ساتھ ہی مجھے معلوم
ہوا کہ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کے یہ الفاظ ہین مین نے فوراً وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کہا بعد مین پھر اُسی طرح کی آواز آئی اسکے ساتھ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ الفاظ اسکے یہ ہین خداوند کریم کا
ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے تمہارے اور ہمارے ماہین گفت وشنید کا
دروازہ کھولدیا اسکے ساتھ ہی مین نے سجدہ شکر حضرت باری جل شانہ بجا لایا اور اُس محب
کی روح سے کلم وکلام کا سلسلہ جاری ہوگیا پانچ روز تک کبھی دن کو اور کبھی بعد مغرب یہ
سلسلہ برابر جاری رہا آخر ملاقات مین محب مذکور نے کہا کہ بس ہم کل سے نہ آئینگے اور آواز آنی
موقوف ہوگئی مجھکو بہت کچھ پیچ وتاب ہوا مگر ہو سکتا ہی تھا کیا مجبوراً راضی برضای مولیٰ تعالے
شانہ رہنا ہی پڑا اس شب کو خواب مین میرے مرشد علیہ الرحمہ والرضوان کی قدمبوسی سے
شرف حاصل ہوا مین نے قدم پکڑلیا اور بالکل جوش کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ یا پیر آپ کے عنایات
بے غایات کی برکت سے کیا ہی عمدہ دروازہ ارواح گزشتگان سے فیض کے حاصل کرنے کا اس
گنا ہگار پر خداوند کریم نے کھولا تھا نہین معلوم کہ مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوگیا جو خبر دی گئی کہ آج سے
وہ سلسلہ منقطع ہوگیا حضرت نے ایک جھڑکی ایسی دی کہ مین سہم کر رہگیا او فرمانے لگے کہ اے
نادان تیرا فلان دوست تو ایکسا دنے درجہ کا ایمان والا شخص تھا خارجی طور پر اُسکی روح کا تیرے پاس
آنا اور تجھ سے کلم وکلام کرنا یہ سب کچھ تیرے نزدیک ممکن الوقوع۔ مانا اور جانا گیا لیکن حضرت خاتم الانبیا
علیہ وعلیہم الصلواۃ والسّلام [illegible] بلکہ خارجی طور پر وحی کا آنا اور کلم وکلام کا واقع ہونا دشوار مانا
جاتا ہے اگرچہ ایمان جامد ہے مگر تیرے دل کو اس باب مین اطمینان حاصل نہین دیکھ تو کہ یہ تیری
غفلت کیسی گہری ہے خبردار ایسے خیال فاسد مین پھر مبتلا نہ ہونا خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے
کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے اس خاکسار کی دعا کو قبول فرمایا اور تجھپر کلام ارواح کے سلسلہ کو
کھولکر وحی خارجی کے شبہ کو دفع کردیا مین نے حضرت مرشد کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہی

اپنے گناہ سے توبہ کیا اور بہت کچھ زاری کی اسی زاری کی ہی حالت مین بیدار ہوگیا اور پھر تجدید طہارت کے ساتھ بارگاہ ایزدی مین اظہار توبہ وانابت کی اور دل کو پورا اطمینان حاصل ہوگیا کہ ذریعہ ملک کے ساتھ خارجا وحی الٰہی کا نزول قطعاً بیشک صحیح اور ممکن الوقوع اور مجرب ہے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے اُس خداوند کریم ذوالفضل العظیم جل شانہ وعظم برہانہ کا اور بہت بڑی تائید روحانی ہے میرے مرشد قطب الاقطاب علیہ رحمۃ اللہ ورضوانہ کی جو اس گناہگار ناشائستہ کا قدم اس مسئلہ مین سنبھل گیا۔ لغزش سے بچگیا ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذو الفضل العظيم اے میرے رب کریم رحمٰن رحیم مجھے اور میرے کل دینی بھائیون اور بہنون کو اس طرح وساوس شیطانی ہواجس نفسانی سے بچائیو۔ اور ایمان صحیح کے ساتھ دنیا سے اُٹھائیو آمین ثم آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ الطیبین اجمعین

الحاصل جب انسان کے ملکوت منفصل کو اطمینان کلی حاصل ہوگیا اور نفس مطمئنہ کا خطاب وہ پاگیا تو پھر وہ اس قابل ہوگیا کہ اگر خداے کریم چاہے تو الہام سے سرفراز ہوسکے پھر کشف سے پھر وحی خارجی سے۔ مگر وحی خارجی سے کسی کا سرفراز کیا جانا جبھی تک جاری تھا کہ نبوت کا دور باقی تھا جبکہ نبوت ورسالت تشریعی ہمارے حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردی گئی لہذا بعد آپکے پھر قیام قیامت تک اس وحی خارجی سے اور کوئی سرفراز نہین کیا جاسکتا وہ دروازہ ہی بند کردیا گیا ہے ہان وحی بمعنے القائی القلب جو مرادف الہام ہے وہ بفضلہ عز وجل جاری ہے اور جب الہام سے سرفرازی حاصل ہوئی یا بمعنی لغوی وحی سے تو اسوقت دل کو یعنے ملکوت منفصل کو نفس ملہمہ کا خطاب دیا جاتا ہے جیسے کہ پروردگار جل شانہ اپنے کلام پاک مین يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية نفس مطمئنہ کے طرف خطاب فرمایا ہے نہ کہ نفس امارہ یا نفس لوامہ کے طرف تو پھر معلوم ہوگیا کہ اطمینان کے حاصل ہونے کے بغیر نفس انسان ہرگز قابل خطاب حضرت رب رحمان ہو ہی نہین سکتا اور اطمینان کا حاصل ہونا موقوف ہے گناہون کے ترک اور ان پر پچتاوے کے ہونے پر تو خلاصہ مرام یہ نکلا ہواجس نفسانی

اور معاصی کے ترک کرنے اور ان سے پوری طرح پر باز آنے کے بغیر نہ تو الہام ہو سکتا ہے اور نہ کشف یہاں پر یاد رکھنے کی ضروری بات ایک یہ ہے کہ الہام اور کشف ان دونون کی صحت یعنے صحیح اور قابل اتباع ہونے کی پہچان یہ ہے کہ پیغمبرون پر اللہ تعالےٰ نے وحی خارجی سے جو علم کہ نازل فرمایا ہے جنکو کتب آسمانی یا آسمانی صحیفے کہتے ہین وہ الہام یا کشف اس علم الٰہی حقانی کے خلاف مین نہو۔ پیغمبرون کے ذریعہ سے جو تعلیم کہ ہمکو دیگئی ہے وہ الہام اور کشف اگر اسکے مطابق ہے تو پھر وہ الہام اور کشف بیشک صحیح ہے اسکو الہام رحمانی۔ کشف رحمانی۔ الہام حقانی کشف حقانی کہتے ہین اور جو کبھی اُسکے مطابق نہو بلکہ اس تعلیم آلٰہی کے خلاف مین ہو تو وہ الہام باطل اور کشف باطل اور الہام شیطانی اور کشف غیر صحیح ہے۔ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ الہام اور کشف یہ دونون فرع ہین علم کے۔ جس شخص کا علم اور پہچانت بغیر خطا کے صحیح ہے تو اُس شخص کا الہام اور کشف بھی قطعًا صحیح ہوگا۔ اور جس شخص کا علم ہی غیر صحیح اور غلطی پر ہوگا تو اُس شخص پر جو الہام یا اُسکو جو کشف کہ ہوگا سو وہ بھی قصدًا غلط اور غیر صحیح ہی ہوگا کفار و مشرکین کو بھی الہام و کشف ہوا کرتا ہے لیکن چونکہ ان کا علم ہی غلطی پر مشتمل ہوتا ہے اسلئے اُن کا کشف اور الہام بھی بالیقین غلط اور غیر صحیح ہی ہوتا ہے۔ علم صحیح وہی علم ہے جو پیغمبرون کی وساطت سے نازل ہوا ہے اسی وجہ سے تمامی بزرگان دین اور سلف صالحین بالاتفاق مرشد کامل یعنے سچے راہبر کی تلاش کرنے کو فرض قطعی کہتے ہین کیونکہ اگر باطل راستہ کی تعلیم طالب کو ملگئی تو وہ ہرگز منزل مقصود کو یعنے بارگاہ آلٰہی کو نہین پہونچ سکتا بلکہ گمراہ اور ملحد اور زندیق اور بے دین ہو ہی جائیگا اور یہی یہی سبب ہے جو تمامی بزرگان دین الہام اور کشف کو حکم صریح شرعی کے خلاف مین ہرگز قابل تسلیم نہین مانتے ہین اور وہ وحی جو تعلیم اور خطاب آلٰہی ہے اور پیغمبرون پر بذریعہ روح الامین نازل ہوا کرتی تھی اور ہمارے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کا نزول ختم ہوچکا یعنے بعد آپ کے پھر کسی پر اس کا نزول نہوا اور نہ ہوگا بھی مطابق فحوائے کریمہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا (یعنے کسی بشر کا یہ حوصلہ نہین کہ خود اللہ پاک اس کے ساتھ کلام کرے مگر یہ کہ وحی

کے طور پر یا کسی حجاب کے آڑ سے یا کسی رسول کو بھیجکر) شہادت کریمۂ ہذا کے ساتھ ثابت ہے
اللہ پاک کا کسی بشر کے ساتھ کلام کرنا دو طور سے ہوتا ہے ایک دل مین ڈالنے کے طور پر۔
دوسرا سنانے کے طور پر اور سنانا بھی دو طور سے ہوا کرتا ہے ایک کسی حجاب کی آڑھ سے
دوسرا کسی رسول کو بھیجکر پھر دل مین ڈالنے کو القا کہتے ہین اور سنانے کو استماع اور حجاب کی
آڑھ سے جو سنایا جاتا ہے اسکے بھی دو قسمین ہین ایک یہ کہ وہ حجاب یا تو آدمی ہوگا۔ دوسرا
یہ کہ یا تو وہ حجاب آدمی کے سوا دوسری کوئی چیز ہوگی اور رسول کو بھیجکر جو سنایا جاتا ہے
اُس کی بھی دو قسمین ہین ایک یہ کہ وہ رسول یا تو آدمی ہی ہوگا۔ دوسرا یہ کہ یا تو وہ رسول آدمی
کے سوا کوئی فرشتہ ہوگا حجاب کا آدمی کی صورت مین ہونا۔ اور رسول کا آدمی کی صورت
مین ہونا۔ یہ دونون باتین تو ہر شخص پر ظاہر ہی ہین کیونکہ تمامی رسولان پیغمبران جو دنیا مین گذرے
سو وہ جنس بشر سے ہی تھے اور انہی کی زبان سے خدائے پاک نے اور بندگون کے ساتھ
کلام کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا روم مرحوم فرماتے ہین ؎ گرچہ قرآن از لب پیغمبر است
ہر کہ گوید حق نہ گفت او کافر است + اور رسول کا فرشتہ کی صورت مین ہونا یہ بھی ہر
شخص پر ظاہر ہی ہے کیونکہ بالاتفاق سب کے نزدیک مسلم ہے کہ روح الامین کی وساطت سے
پیغمبرون پر وحی الٰہی آتی تھی اور حجاب کا آدمی کے سوا دوسری چیز کی صورت مین ہونا یہ بھی سب
کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ سب بالاتفاق اسکے قائل ہین کہ کوہ طور کے حجاب کے آڑھ سے اور درخت
کے حجاب کے آڑھ سے خدائے پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے۔ یہ سب تقسیمات
اور مثالین قرآن پاک قطعی الثبوت کی صریح آیتون سے ثابت ہی ہین انکار کی کسی طرح سے کوئی
گنجایش ہی نہین ہے اور یہ کلام کرنا اللہ پاک کا یعنے وحی خارجی جو پیغمبرون کے ساتھ مختص ہے
سو کریمہ قطعیہ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ کی گواہی کے ساتھ ثابت ہے کہ عالم ملکوت منفصل کے ساتھ
ہی متعلق ہے کیونکہ قلب ملکوت منفصل کو ہی کہتے ہین۔ اور جب وحی ہی ملکوت منفصل کے ساتھ متعلق
ٹھہری تو پھر الہام اور کشف بھی ملکوت منفصل کے ساتھ ہی متعلق ٹھہرے اور پیشتر ہی یہ تفصیل گذر چکی ہے

کہ نفس ملہمہ کے سوا الہام اور کشف اور وحی کا نزول و ظہور ہو نہین سکتا حاصل کلام یہ ہے کہ عالم ملکوت منفصل۔ ملکوت مطلق۔ مثال منفصل۔ مثالِ مطلق۔ خیالِ منفصل۔ خیال مطلق۔ ایسا عالم ہے جو برزخ جامع ہے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان تمام بصورت چیزین اس عالم مین صورت شکل والی ہوجاتی ہین اور عالم اجسام کی کثیف چیزین بھی سب کے سب لطیف بن جاسکتی ہین۔ قدرت کاملہ خداوند کریم کا ظہور جس قدر کہ اس عالم مین ہے وہ اور کسی عالم مین نہین ہے اسی وجہ سے اس عالم کو دار القدرت کہتے ہین۔ جو شخص کہ اس عالم کی حقیقت سے واقف نہین ہے۔ وہ شخص توحید خداے پاک کے رمز سے ہرگز واقف ہوہی نہین سکتا۔ اس لئے اس رمز سے واقف ہونا ہر طالب خدا پر پہلا فرض ہے۔ تمام ہوئی تعریف عالم ملکوت کی کچھ کچھ تفصیل مختصرہ کے ساتھ۔

عالم جبروت کا بیان۔ کچھ تفصیل مختصرہ کے ساتھ

سوال عالمِ جَبَرُوْت کی تعریف کیا ہے **جواب** عالم جبروت عالم ارواح کو کہتے ہین اور اس کی چیزین مادہ سے مجرد ہین یعنے جسمانی مادہ نہین رکھتے ہین اور بسیط ہین یعنے اجزا سے ملکر بنے ہوے نہین ہین۔ اور حواس خمسہ ظاہری اور باطنی سے بھی نہین پائی جاتی ہین رنگ اور روپ صورت اور شکل اور شباہت یعنے جسم دار ہونے سے پاک ہین بلکہ جسمانیت کے تمامی لوازم سے بھی پاک ہین یہانتک کہ ماہیت انکی بھی ادراک کے باہر ہے یعنے آدمی کی سمجھ اور عقل۔ بالذات اور بالکنہٖ اس عالم کی چیزون کی ماہیت کو اور اصلی حقیقت کو نہین پاسکتی اسی لئے یہ چیزین بغیر حجاب ناسوتی یا حجاب ملکوتی کے کسی پر مشہود نہین ہوسکتین۔ اور نہین پائی جاسکتین بلکہ ان کی حالت یہ ہے کہ جسم ناسوتی یا صورت ملکوتی کے پردہ مین اپنی صفتون کے دلائل کے ساتھ مشہود ہوتی پائی جاتی ہین اسی سبب سے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ ہر ہر جسم ناسوتی کے لئے ایک ایک ملکوت۔ اور ایک ایک جبروت دراصل لگل

ضروری اور قطعاً لازم اور ثابت ہے ہی کیونکہ حجاب ناسوتی یا ملکوتی مین جو کچھ ظہور کہ ہے وہ سب در اصل اُسی حقیقت کا ظہور ہے جو مقام جبروت مین۔ بے ظہوری کی حالت مین چھپی ہوئی ہے اور اس حجاب ناسوتی یا ملکوتی مین جو کچھ صفات وُجُودِیَہ کہ پائی جاتی ہین۔ وہ سب در اصل اسی حقیقت مستورہ یعنے لطیفہ جبروتی کی ہین تمام ماسوائے اللہ مین یہی ایک لطیفہ کہ جبروتی ہے جو ذات حق سبحانہ تعالیٰ شانہ کا ظل کہلانے کے قابل اور لایق ہے۔ اور ظل ہونا جبروت کا اس طرح پر ثابت ہے کہ ذات حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہ ایک ہستی محضہ یعنے خالص ہین ہے اوسی طرح پر یہ جبروت کا لطیفہ بھی ایک ہستی صرف یعنے خالص ہین ہے جیسے کہ ذات حق عزّ و جلّ رنگ و روپ صورت شکل نہین رکھتی ہے۔ اُسی طرح پر یہ جبروت بھی رنگ و روپ اور صورت اور شکل نہین رکھتا۔ جیسے کہ ذات حق تعالےٰ شانہ کا ظہور اُسکے اُمّہات صفات سبعہ سے ہوتا ہے۔ اُسی طرح پر جبروت کا ظہور بھی اُمّہات صفات سبعہ سے ہوتا ہے۔ امہات صفات سبعہ سے جیسے کہ ذات حق ہی متصف ہے اُسی طرح پر عالم یعنے ماسوائے اللہ مین سوائے جبروت کے اور کوئی چیز اُمّہات صفات سبعہ کے ساتھ در اصل متصف نہین ہے صفات وجودیہ جو کچھ کہ حجاب ناسوتی یا ملکوتی سے ظاہر ہین وہ سب در اصل جبروت کے ہی صفات ہین۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ لطیفہ جبروتی یعنے روح ہی وہ چیز ہے کہ جسکے لئے اُمّہات صفات سبعہ مسلّم ہین۔ اور وہی اُن سے متصّف ہی۔ کیونکہ صفت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ذات کے ہی ایک ظہور خاص کا نام ہے ذات کے ظہورات متعدّدہ ہی اُسکے صفات کہلاتے ہین اسی رمز کے طرف اشارہ ہے جو باغ ارم مین مستعان علی شاہ صاحب نے فرمایا ہے ع ہر صفت یک باب حسن ذات ہے۔ یہی وجہ ہے جو صفت کو نہ عین ذات کہا جاتا ہے اور نہ غیر ذات۔ اطوار ظہور کا تعدد۔ غیریّت کی جہت ہے۔ اور وجود واحد عینیّت کی جہت ہے اور یہی سبب ہے جو ذات قدیم کی صفات کو بھی قدیمہ ہی مانتے ہین۔ اور ذات حادث کی صفات کو حادثہ ہی تسلیم کرتے ہین۔ اور دلیل قطعی اس امر کی کہ صفت در اصل ذات کے ایک ظہور خاص

کا نام ہے نہ کسی شئی غیر کا یہ ہے کہ ذات قدیم کو ظہور مین صفات کا محتاج نہین ٹھیراتے ہین
کیونکہ محتاج لغیر ہرگز واجب اور قدیم نہین تسلیم کیا جا سکتا پھر تو قطعاً ثابت ہو ہی گیا کہ صفات
جسکو کہتے ہین سو وہ اشیائے مبایئنہ مغایرہ للذات کا نام ہرگز نہین ہے بلکہ وہ دراصل
ذات ہی کے ظہورات متنوعہ متعددہ کا نام ہے۔ علمائے رسوم کا معتزلہ کے مقابلہ مین
استعانت بالصّفات کو معیوب نہ تسلیم کرنا اور استعانت بالغیر کو معیوب ماننا نص
قطعی ہے اِس پر کہ صفات فی الواقع اشیای مباینہ للذات ہرگز نہین ہین تو بہر بوضاحت
ثابت ہو گیا کہ ذات کے ظہورات متنوعہ کا نام ہی صفات ہے نہ کہ اشیای مباینہ للذات
کا اور جب یہ مسئلہ طے ہو گیا تو اب ہم اصل بحث کے طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
جبروت یا روح جس کا نام ہے اُسکی ماہیت یا حقیقت کیا ہے پس یاد رکھنا چاہیئے کہ روح
یا جبروت کی ماہیت یا کہ حقیقت کا علم عقل انسان کی قوت سے خارج ہے کیونکہ عقل کا علم
حواس ظاہری و باطنی سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اور روح یا جبروت ایسی چیز نہین ہے جسکو حواس
ظاہر یا حواس باطن پا سکین۔ پس اتباع شارع کے بغیر روح کی ماہیت کا علم صحیح انسان کو ہرگز
نہین حاصل ہو سکتا بغیر اتباع شارع کے جو کچھ کہ اس باب مین عقل انسانی کہیگی فی الواقع وہ اُسکا
اٹکل اور ظن ہی ہوگا نہ کہ علم صحیح اور حضرت شارع علیہ الصّلواۃ والسّلام سے اس باب مین
جو کچھ کہ وارد ہے سو وہ صرف یہی کریمہ ہے قرآن پاک کی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ
الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنے اے میرے حبیب تمکو لوگ روح سے پوچھینگے تم اُن کو کہدو سُنادو
کہ روح امر رب سے ہے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ سائلین اہل لسان تھے۔ اگر یہ جواب شافی و وافی
و کافی نہوتا تو البتہ ردّ و قدح اُن کا اس جواب پر ہوتا ہی۔ اور جبکہ کوئی ردّ و قدح اُن کے طرف سے
منقول ہے ہی نہین تو پھر سوال مذکور کی نسبت مین تسلیم ہی کرنا پڑا کہ یہ جواب مذکور فی الآیہ
جواب شافی ہی ہے یعنی سوال مذکور کا یہ جواب پورا ہی جواب ہے پھر تو بحث اس امر مین رہی کہ
سوال ماہیت روح سے تھا یا کہ اسکے بعض حالات سے اور جبکہ سوال مین لفظ عَنْ موجود ہے

تو پھر تسلیم ہی کرنا پڑا کہ سوال ماہیت روح کا نہین تھا کیونکہ کریمۂ اِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ
مین ماہیت رب عزوجل سے اور کریمۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ مین ماہیت قیامت سے
اور کریمۂ وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ مین ذات ذوالقرنین سے (کہ وہ کون ہے اور
کس کا بیٹا ہے) نہین سوال کیا گیا ہے اور بھی کریمۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَہِلَّۃِ مین ماہیت
اَہلّہ سے سوال نہین ہے تو پھر تسلیم ہی کرنا پڑا کہ سوال مذکور روح کے بعض حالات اہم سے
تھا۔ نہ کہ ماہیت روح سے۔ اور جبکہ یہ بحث بھی طے ہو چکی تو پھر بحث اس امر مین ہوگی کہ کریمہ
مذکورہ مین اصل جواب مین لفظ مِن جو وارد ہے سو بعضیت کے لئے ہے یا کہ بیان کے لئے
اور یہ بحث بھی اُسی کے ساتھ ہے لفظ اَمر کی تحقیق کی کہ یہ لفظ اَمر وہ اَمر ہے کہ جسکی جمع امور ہی یا دہ
اَمر ہے کہ جسکی جمع اوامر ہی جو لوگ خیال کرتے ہین کہ یہ لفظ امر وہ ہے کہ جسکی جمع اوامر ہے
کریمۂ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ان پر حجت ہے جو ان کے
دعوے کو رد کرتی ہے کیونکہ معنے کریمۂ مذکورہ کے یہ نہین ہین کہ امر کُن کے صادر فرمانے کے بعد
وہ چیز ہو جاتی ہے بلکہ معنے یہ ہین کہ امر کن کے صادر فرمانے کے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی وہ چیز
موجود بن جاتی ہے اور علاوہ برآن کریمۂ مذکورہ اِنَّمَآ اَمْرُہٗ مین لفظ امر بمعنے حکم کے قطعاً نہین ہے
بلکہ بمعنے شان کے یا فعل کے ہے یعنے بے شک خدائے پاک کی شان یا اس کا کام ایسا ہے
کہ جب کسی چیز کے لئے چاہتا ہے کہ اسکو حکم دے کہ ہوجا۔ اس چاہنے کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے
اس پر حکم کن کے صادر فرمانے کی بھی نوبت نہین گذرتی اگرچہ کہ اس سنت آلہی کا ہرگز کسی وقت
مین انکار نہین ہے کہ عالم امر مین امر کن کے صادر فرمانے کے ساتھ ہی اس عالم کی چیزین
فوراً بغیر مادہ اور تدبیر کے موجود ہو جاتی ہین۔ مگر اس موقع پر اس بحث مین صرف اس امر کی
تصریح ہے کہ کریمہ اِنَّمَآ اَمْرُہٗ مین یہ ذکر نہین ہے کہ امر کن کے صادر فرمانیکے بعد ہی چیزین موجود ہوتی
ہین پس چارہ ہی نہ رہا بجز اس کے کہ لفظ امر کو جو کریمۂ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ مین ہے وہی امر
مانین کہ جسکی جمع امور ہوتی ہے تو پھر معنے اسکے فعل یا شان کے ہی لینا مسلم ٹھیرا۔ پھر تو خلاصۂ کلام

یہ نکلا کہ روح کی حالت ایک تجلی فعلی الٰہی کی حالت ہے جسکی تعبیر بظاہر امر کن کے صادر فرمانے سے بھی کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے جو بزرگان طریق کی اصطلاح مین عالمِ ارواح کو عالمِ افعال الٰہیہ کہتے ہین اور عالمِ اجسام کو اُسکے آثار کہتے ہین یعنے جسم ناسوتی اثر ہے جبروت کا اور جبروت فعل ہے ربکا اور ملکوت مثال ہے اُس فعل رب کا اور تجلی فعلی ہونا روح کا اسطرح پر ہے کہ وہ پر تو ہے ہستی محضۂ ذات حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا جو بیچون بے چگونہ بے ہئیت بے نمونہ ہے اثر او رمثال مین جو کچھ ظہور کہ ہے وہ اُسی ہستی ظلی کا ہے جسکو روح یا جبروت کہتے ہین جو رنگ وروپ اور صورت شکل سے منزہ ہے اے طالب صادق اس تصریح مذکورہ کو بہت اچھی طرح سے یاد رکھ لے۔ اور اچھی طرح سے اسکو ضبط کرلے تاکہ تو دہوکہ مین نہ پڑے بہت سے لوگون کی زبان پر بات یہ جاری ہے کہ روح امر رب ہے اور اَمر صفت ہے آمر کی پھر جب ذات آمر کی قدیم ہے تو امر جو اسکی صفت ہے اس کا بھی قدیم ہونا لازمی ٹھیرا۔ پس روح غیر مخلوق ہی ٹھیری۔ خبردار ہرگز ہرگز اس بات کے طرف کان تک نہ لگا یہ الحاد اور بے دینی کی راہ ہے۔ ہندوستان کے جوگیون۔ بیراگیون۔ گیانیون۔ کی صحبت بد کے اثر سے بعض مسلمان بے پیرے مشائخین۔ دشمنان دین متین کے اٹکل او رخیال خام مین یہ بات بسگئی ہے صریحًا کتاب وسنت اور عقائدُ اہل سنت وجماعت اور عقاید مسلمۂ بزرگان دین کے خلاف مین ہے ہندوستان کے جوگی بیراگی گیانی۔ انسان کی روح کو خدا کا ایک جزو مانتے ہین۔ یہ بے پیرے مشائخین اُن کی اتباع باطل کے روسے (خود پر مسلمانون کے فتوے کفر کے جاری کئے جانے کے خوف کے مارے) روح کو صفت بتاکر اُس کی قدامت کا اقرار کرتے ہین خدا ان بے سمجھون سے اچھی طرح سمجھے ان نادانون کو اس امر کی خبر تک نہین ہے کہ کریمۂ قل الروح مین لفظ اَمر سے وہ اٰمر ہرگز مراد نہین کہ جسکی جمع اوامر ہے۔ اُن کے دہوکہ کھاجانے کی بس یہی وجہ ہے کہ انہون نے کریمۂ مذکورہ مین لفظ آمر سے وہ آمر مرا دلیا جسکی جمع اوامر ہے حالانکہ وہان یہ آمر مراد ہرگز نہین ہے جیسے کہ تصریح اس کی اوپر گذر چکی

حاجت اعادہ نہین کریمۂ اِنَّمَا اَمْرُہٗ کا اس قول کے قائلین پر حجت قاطع ہونا ثابت قطعی
ہے ہی۔ پس ہم اصل مطلب کے طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ روح یا جبروت
درحقیقت تجلیاتِ افعال آلٰہیہ مین سے ایک تجلی فعلی ہے کیونکہ وہ پرتو ہے ہستی محضۂ ذاتِ
حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا سب کچھ اُسمین ہے لیکن اس مقام پر ظہور نہین اُسی ظل آلٰہی کا
امتداد ہے جو اُسکے مثال اور اثر کے مظاہر سے ظاہر ہے پس ہر ایک جبروت اور ہر ایک
روح امہات صفات سبعہ سے متصف ہے ہی مگر ان صفتون کا وجود کسی جسم مین بالقوہ یعنے
پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے جیسے کہ جمادات یعنے پتھرون مین اور نباتات یعنے درختون مین
جیسے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلےٰ اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین
سنگریزون نے تسبیح کی اور لوگون نے اس تسبیح کی آواز سنی اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے
ثابت ہے کہ درخت آپ کے بلادے پر اپنی جگہ سے چلکر آپ کے نزدیک آئے۔ اور آپکی
رسالت کی گواہی دی پس مقام غور ہے کہ اگر ان کے اندر روح نہین تھی تو یہ افعال اُن سے
کیونکر سرزد ہوسکتے تھے ہرگز نہ ہوسکتے پھر تو ثابت ہوگیا کہ ہر ایک جسم ناسوتی کے لئے ایک
ایک ملکوت اور ایک ایک جبروت ہے ہی۔ اگر اسوقت مین یہ خیال ہو کہ یہ تو معجزہ تھا
آنحضرت کا۔ تو جواب مین کہا جائیگا کہ احادیث صحیحہ مین یہ مذکور بھی موجود ہے کہ انسان
کسی جگہ پر یا کسی مکان مین کوئی گناہ کرتا ہے تو کل قیامت کے روز وہ مکان بھی گواہی دیگا
کہ فلان وقت فلان شخص نے مجھ مین یہ گناہ کیا ہے اور یہ دستور کسی جگہ یا مسجد مین کوئی
نیک کام کیا یا نماز پڑھی ہے تو کل قیامت کے روز وہ مکان یا وہ مسجد گواہی دیگی کہ بیشک
فلان وقت پر فلان شخص نے یہ نیک کام کیا تھا یا نماز پڑھی تھی پس اگر آج کے روز مکان
یا مسجد وغیرہ کے لئے کوئی روح یا جبروت ہے ہی نہین تو پھر آج کے روز اُس اچھے یا بُرے
کام کے اپنے اندر واقع ہونے کا علم اسکو کیونکر حاصل ہوسکتا ہے اور جب آج اسکو علم ہی
حاصل نہین ہے تو کل کے روز گواہی کیونکر ادا کرسکتا ہے ہرگز ادا نہین کرسکتا۔ اور جب اُسکا

گواہی ادا کرنا حضرت مخبر صادق کے قول صحیح سے ثابت قطعی ہے تو پھر اچھی طرح سے واضح ہو گیا کہ آج ہم جن چیزوں کو بے جان مانتے ہیں فی الواقع وہ بھی جاندار ہیں ہی۔ مگر ان کی صفات کا وجود اُن میں آج بالقوہ یعنے پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اور کسی جسم میں جبروت کی یا روح کی صفتوں کا وجود بالفعل یعنے علانیہ ظاہر ہے جیسے کہ حیوانات میں اور انسانوں میں یہ صفات علانیہ ظاہر ہیں انسان و حیوان اپنی اپنی جبروت کی صفت حیات کے ظہور کے سبب سے ہی حی یعنے زندہ اور اُسی کی صفت علم کے ظہور کے سبب سے ہی علیم یعنے دانا اور اُسی کی صفت ارادہ کے ظہور کے سبب سے ہی مُرید یعنے چاہنے اور ارادہ کرنے والا اور اسی کی صفت قدرۃ کے ظہور کے سبب سے ہی قدیر یعنے قوت اور قدرت رکھنے والا یعنے چاہے ہوئے کام کا کرسکنے والا۔ اور اُسی کی صفت بصر کے ظہور کے سبب سے ہی بصیر یعنے دیکھنے والا اور اُسی کی صفت سمع کے ظہور کے سبب سے ہی سمیع یعنے سننے والا۔ اور اُسی کی صفت کلام کے ظہور کے سبب سے ہی کلیم یعنے بولنے بات کرنے والا کہلاتے ہیں پس ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ ہر جسم ناسوتی کا وجود قطعاً دال یعنے دلالت کرنے والا ہے اسکے اندر تدبیر و تصرف کے رکھنے والے ایک ملکوت کے وجود پر اور اسکے اندر اثر کے پہونچانے والے ایک جبروت کے وجود پر اور بدستور ہر ملکوت کا وجود بھی یقیناً دال ہے اُسکے اندر اثر کے رکھنے والے ایک جبروت کے وجود پر کیونکہ موجودیت جبروت کی اصل یعنے جڑ ہے اور موجودیت ملکوت کی اور ناسوت کی یہ دونوں اسکے فرع یعنے ڈالیاں ہیں جبروت کے وجود کے بغیر نہ تو کوئی ملکوت موجود رہ سکتا ہے اور نہ کوئی ناسوت جسم ناسوتی کے موجود رہنے کے لئے جسم لطیف ملکوتی۔ اور روح جبروتی ان دونوں کا ہونا بالکل ضروری اور لازمی ہے اور اسی طرح پر جسم ملکوتی کے وجود کے واسطے بھی ایک روح جبروتی کا ہونا نہایت ہی ضروری اور لازمی ہے ہی وجہ خاص اسکی یہ ہے کہ ظہور سوائے ہیں یعنے وجود اور ہستی کے دوسری کسی چیز کو ہے ہی نہیں اور پہلے ہی معلوم کروا دیا گیا ہے کہ جبروت یا روح ایک ہستی محضہ یعنے خالص ہیں ہی ہے اور ہر شخص کی

عقل سلیم بخوبی جانتی ہے کہ بغیر وجود یا ہستی یا ہیپن کے ظہور ہو سکتا ہی نہین۔ پس صورت شکل رنگ روپ وغیرہ جو ظاہر نظر آتے ہین سو ان کے ساتھ وجود یا ہستی یا ہیپن۔ جب تک کہ منقصم نہ ہو ہرگز نہین نظر آسکتے تو پھر واضح ہوگیا کہ جسم ناسوتی کے حجاب مین ہو یا کہ جسم ملکوتی کے پردہ مین جو کچھ ظہور کہ ہے سو وہ ظہور صرف روح جبروتی کا ہی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہر ہر جسم عالم اجسام کا خواہ چھوٹا ہو یا کہ بڑا خواہ مرکب ہو یا کہ غیر مرکب خواہ عنصری ہو یا کہ طبعی گواہ ہے اس امر پر کہ اسکے اندر تدبیر تصرف کے رکھنے والا ایک جسم لطیف ملکوتی اور اسکے اندر اثر کے پہونچانے والا ایک روح جبروتی اُسکے لئے ہے مثلاً تیرے لئے ایک جسم ناسوتی یعنے تیرا ایک تن یعنے بدن ہے جو ایک خاص صورت اور شکل اور ایک خاص پیمانہ اور ایک خاص وزن رکھتا ہے جو آنکھون کو نظر آتا ہے ہاتھون سے چھُوا جاتا ہے۔ چلتا پھرتا۔ کھاتا پیتا۔ سوتا جاگتا۔ دیکھتا بھالتا ہے لیکن یہ کام کاج جو کچھ اس سے ظاہر ہوتے ہین ایک دوسری چیز کی تدبیر و تصرف سے ظاہر ہوتے ہین۔ جو تیرا دل کہلاتا ہے اور وہ دل۔ وہ گوشت کا ٹکڑا نہین جو تیرے بائین پہلو مین سرنگون لٹکا ہوا ہے۔ تیرا اصلی دل جسکی تدبیر اور جسکے تصرف سے یہ تمام حرکات اور سکنات تجھ سے سرزد ہوتے ہین سو وہ۔ وہ نوری پتلا ہے جسکو تو اپنے خواب مین اپنی ہی صورت جسمانی پر چلتا پھرتا۔ لیتا دیتا۔ کھاتا پیتا۔ دیکھتا بھالتا۔ دیکھتا ہے۔ سو وہی نوری پتلا تیرے تن یعنے جسم ناسوتی کا ملکوت منفصل ہے۔ اُسی کا نام دل اور قلب اور نفس ہے۔ تیرے اِس جسم ناسوتی کے اندر ہر کام کی تدبیر کرنے والا وہی نوری پتلا ہے اُسی کی تدبیر اور اسی کی تصرف سے تمام کام تیرے جسم کے ہوتے ہین اور چلتے ہین۔ جب تک یہ ملکوت منفصل یعنے نوری پتلا جو تیرا حقیقی اور اصلی دل ہے تیرے جسم ناسوتی کے اندر تدبیر و تصرف مین مشغول رہتا ہے تب تک ہی تیرے جسم ناسوتی سے ہر ایک کام کاج ہو سکتا ہے۔ بلکہ تیرا جسم موجود رہسکتا ہے اور جب اِس ملکوت منفصل کا علاقہ اس تیرے جسم ناسوتی سے ٹوٹ گیا تو پھر کوئی کام کاج تیرے جسم ناسوتی

سے ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ تیرا جسم ناسوتی اس علاقہ کے ٹوٹ جانے کے بعد زندہ ہی نہین رہسکتا فنا پذیر ہوجاتا ہے۔ مرجاتا ہے اور اس تیرے اصلی دل کی تدبیر و تصرف کا علاقہ تیرے جسم ناسوتی کے ساتھ اس گوشت کے صنوبری ٹکڑے کی قبض اور بسط کے حرکتون سے وابستہ ہے جسکے سبب سے تیری سانس چلتی ہے اور نبض کی حرکت جاری رہتی ہے اس لئے اُس گوشت کے ٹکڑے کا بھی نام دِل کرکے کہا گیا ہے جب اس گوشت کے ٹکڑے کی حرکت بند ہوگئی اور اسکے وجہ سے نبض کی حرکت بھی بند ہوگئی تو پھر سانس تیری تھوڑے سے وقت مین اوکھڑ جانے کے قابل ہوجاتی ہے۔ یہان تک کہ آخر وہ بھی قطعًا بند ہی ہوجاتی ہے۔ اسی حالت کا نام موت ہے۔ الحاصل مطلب کہنے کا یہ ہے کہ جسم ناسوتی کی سلامتی اس وقت تک ہی ہے کہ اسکے ملکوت منفصل کا تعلق یعنے تدبیر و تصرف کا علاقہ اس جسم ناسوتی کے ساتھ قائم رہے ورنہ جسم ناسوتی ہرگز صحیح و سالم نہین رہسکتا۔ اور اسی طرح پر جسم ملکوتی کے اندر جو کچھ ظہور کہ ہے اس سے جو کچھ کام کاج کہ سرزد ہوتے ہین سو روح جبروتی کی تاثیر سے ہوتے ہین۔ اس جسم ملکوتی کے اندر اثر کا پہونچانے والا روح جبروتی ہی ہے بغیر وجود روح جبروتی کے نہ تو ملکوت پایا جاسکتا ہے اور نہ ناسوت پایا جاسکتا ہے۔

ای طالبِ عزیز تیرے جبروت کے وجود پر دلیل یعنے اُسکے ثبوت کا نشان یہ ہے کہ تو خود جانتا ہے اور ہمیشہ تجھ پر یہ حالت گذرتی رہتی ہے کہ یکایک کوئی ایک بات نئے سے تیرے دل مین آجاتی ہے پھر وہ تیرے خیال مین جلوہ گر اور متصور ہوکر تیری سمجھ مین جم جاتی ہے بعد مین تو اسکو اپنے زبان سے ظاہر کرتا یا بولتا ہے یا اُسکے مطابق کام کرتا ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نئی بات جو یکایک تیرے دل مین آئی سو تیرے دل مین آنے کے پیشتر یہ نئی بات تجھ مین تیرے اندر ہی کسی مقام مین چھپی ہوئی موجود تھی یا کہ نہین تھی اگر تیرے اندر کسی مقام مین یہ نئی بات چھپی ہوئی موجود ہی نہین تھی تو پھر تیرے دل مین وہ کیونکر آتی اور صورت پکڑتی نمودار ہوتی اگر تخم کے اندر موڑ۔ پتے۔ ڈالیان۔ پھول۔ اور پھل وغیرہ اجزا پہلے

ہی سے چھپے ہوئے موجود نہ رہتے تو کیا اس تخم کو بونے اور کھات اور پانی کے دینے کے بعد اُسمین سے یہ سب اجزاء نکل آسکتے تھے۔ ہرگز نکل نہ آسکتے۔ کیونکہ سنگریزے کو بودو پھر کھات اور پانی دیتے جاؤ تو کیا کبھی اُسمین سے موڑ پتے ڈالیان پھول پھل وغیرہ اجزا نکل آئینگے بھی ہرگز نکل نہ آئینگے۔ کیونکہ اس سنگریزے کے اندر پہلے ہی سے یہ اجزا پوشیدہ موجود نہین ہین لہذا اسمین سے یہ اجزاء ہرگز منودار نہین ہوسکتے۔ برخلاف کسی تخم کے۔ کیونکہ اجزاء مذکور اسمین پہلے ہی سے پوشیدہ چھپے ہوئے موجود رہتے ہی ہین اسی لئے اسکے بونے کے بعد اُسمین سے منودار ہوجاتے ہین اسی طرح پر جان لے کہ وہ نئی بات جو یکایک تیرے دل مین آگئی سو تیرے دلمین اُسکے منودار ہونے کے پہلے اگر تیرے ہی اندر کسی مقام مین بھی وہ پوشیدہ چھپی ہوئی موجود نہ رہتی تو ہرگز وہ تیرے دلمین منودار نہ ہوسکتی نہ آتی تھی۔ لیکن جب وہ یکایک تیرے دلمین آجاتی اور منودار ہوجاتی ہے تو معلوم ہوگیا کہ اس منود ہونے کے پیشتر تیرے اندر ہی کسی مقام مین پوشیدہ چھپی ہوئی موجود تھی ہی اور اسی بناء پر بروقت وہ بات تیرے دلمین منودار ہوئی تو پھر یاد رکھ لے کہ منود ہونے کے پہلے وہ نئی بات جس مقام یا جس مرتبہ۔ یا جس درجہ۔ یا جس حقیقت مین کہ پوشیدہ چھپی ہوئی موجود تھی سو اسی مقام یا اُس مرتبہ۔ یا اُسی درجہ یا اسی حقیقت کا نام روح جبروتی ہے۔ روحانی منزل۔ یا جبروتی مقام اوسی درجہ یا مرتبہ کا نام ہے وہ ایک ہستی محضہ یعنے خالص ہین کا مقام ہے جو رنگ روپ صورت شکل سے منزہ ہے۔ سب کچھ اسمین ہے مگر منود اور ظہور اُس مقام خاص مین نہین اس لئے کہ منود اور ظہور کے لئے رنگ روپ صورت شکل چاہیئے اور رنگ روپ صورت شکل کے دو ہی مقام ہین۔ ایک جسم لطیف ملکوتی۔ دوسرا جسم کثیف ناسوتی۔ اسی بنا پر وہ نئی بات اُس بے ظہوری کے مقام سے نکلکر پہلے تیرے دل یعنے ملکوت منفصل مین اتر آتی ہے۔ تیرے دل کے مقام مین وہ نوری صورت لیتی ہے اِس مقام پر اُس کا ظہور پورا کامل اور پختہ ہوجانے کے بعد تیرے جسم ناسوتی کی زبان سے ظاہر

ہوتی ہے اور اُسکے بعد اُسکے مطابق تیرے اور اعضاے جسمانی سے وجود ظاہری لیتی ہے۔
ایعزیز باتمیز۔ تیری روح جبروتی کے وجود کا ثبوت اور ایک طرح سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ
یہ تو تو خود جانتا ہے ہی۔ جب تک تو بیدار اور جاگتا رہتا ہے تب تک تو تیرے حواس ظاہری سے
تو ہر ایک چیز کو پاتا ہے صورتون شکلون کو دیکھتا ہے۔ آوازون کو سُنتا ہے بُو کو سونگھتا ہے
مزون کو چاکھتا ہے۔ ٹھنڈے گرم سخت نرم کو چھوتا ہے۔ بولتا چالتا ہے۔ لیتا دیتا چلتا پھرتا
سب کام کاج کرتا رہتا ہے۔ پھر جب تجھکو نیند آجاتی ہے تو تیرے حواس ظاہری بے کار ہو جاتے
ہین تیرے سب کام کاج بند ہو جاتے ہین تیرا جسم ناسوتی بیحس و حرکت ہو کر ایک جگہ پر پڑ جاتا ہے
کیا تو جانتا بھی ہے کہ اس تیرے تمام کام کاج کے بند ہو جانے اور تیرے جسم ناسوتی کے بیکار
ہو کر ایک جگہ پر پڑ جانے کا سبب کیا ہے۔ سُن لے اور یاد رکھ کہ اُسکا سبب یہ ہے کہ تیرا ملکوت
منفصل یعنے تیرا دل جو تیرے جسم ناسوتی کے اندر تدبیر و تصرف مین مشغول تھا جسکی تدبیر اور
جسکے تصرف کے سبب سے تمام کام تیرے جسم ناسوتی کے چل رہے تھے وہ تیرا ملکوت منفصل تیرا
دل یعنے وہ نوری پتلا جسکا ذکر تو سُن چکا ہے اس تیرے جسم ناسوتی کے اندر کام کرنے سے
تھک جاتا اور بیزار ہو جاتا ہے تو تھوڑے وقت تک آرام لینے کے لئے اپنے عالم ملکوت کے
طرف سیر کے لئے نکل جاتا ہے اسلئے تیرا جسم ناسوتی بیکار ہو کر ایک جگہ بیحس و حرکت خاموش
پڑا رہتا ہے۔ مگر یاد رکھ کہ تیرے ملکوت منفصل کا تیرے جسم ناسوتی سے اُسوقت کا نکل جانا
یہ اسطرح کا ہوتا ہے کہ پھر تیرے جسم ناسوتی مین واپس آنے کا علاقہ باقی رہا ہوا ہوتا ہے پورے
طور سے اپنا علاقہ توڑ کر ہی اس وقت نہین چلا گیا ہوتا بلکہ واپس آنے کا علاقہ باقی رکھکر
آرام کے حاصل کرنے کے لئے اپنے عالم کے سیر و سپاٹے کے لئے نکل جایا کرتا ہے اسوقت
یعنے اپنے عالم کے سیر و تماشے کے وقت پر تیرا ملکوت منفصل یعنے تیرا دل اگر کچھ دیکھتا کہین جاتا
کچھ دیتا۔ کچھ لیتا۔ کسی سے ملتا جلتا وغیرہ وغیرہ کام کاج کرتا ہے۔ تو نیند سے بیدار ہونے کے بعد
تو کہتا ہے کہ مین نے یہ خواب دیکھا ہے یا میرے خواب مین آج مجھکو ایسا ایسا نظر آیا اس عالم ملکوت

کے سیر کے وقت جو معاملات کہ گذرتے ہین تو انکو بیداری کی حالت مین خواب اور رویا کہتا ہے اس موقع پر یاد رکھنے کے قابل ایک بات یہ ہے کہ خواب یا رویا جو ہوتا ہے سو اسکے دو ہی وقت ہین یا تو گاڑہی نیند کی حالت کے طاری ہونے کے پیشتر ہوگا۔ یا گاڑہی نیند سے نکل آنے کے بعد بیدار ہونے کے پیشتر ہوگا مگر خوب یاد رہے کہ گاڑہی نیند کی حالت کے طاری ہونے کے وقت مین خواب یا رویا ہرگز نہین ہوتا کیونکہ گاڑہی نیند کی حالت تو۔ تو خود ہی جانتا ہے کہ وہ ایسی حالت ہے کہ جس مین تجھکو تیری تک بھی خبر ہی نہین رہتی صرف بیہوش بیخبر پڑا ہوا رہتا ہے۔ کیا تو یہ جانتا ہے کہ یہ بے خبری کی حالت تجھپر کس لئے طاری ہوتی ہے لے سُن لے۔ اور اچھی طرح سے یاد رکھ لے۔ کہ تیرا ملکوت منفصل جو تیرے جسم ناسوتی کے اندر کام کاج کرکے تھک گیا تھا۔ اور آرام پانے کے لئے اپنے عالم ملکوت کے سیر سپاٹے کو نکلا ہوا تھا۔ اپنی ان گھٹی ہوئی قوتون کو نئے سر سے تازہ اور قوت دار بنانے کیلئے تازہ دم والا ہونے کے لئے وہ تیرا ملکوت منفصل یعنے نوری پُتلا جسکو دل کہتے ہین تیرے روح جبروتی کی اندھیری کوٹھری کے اندر گھُس جاتا ہے۔ جو قوت اور طاقت اور قدرت اور ہستی خالصہ کا خزانہ ہے جب اُس تیرے روح جبروتی کی اندھیری کوٹھری مین گھُس گیا۔ یا اُس دریاے ذُخّار فیض قدرت مین پورا ڈوب گیا تو پھر اسکے نئے اور تازہ فیضان سے اسکی ساری قوتین از سر نو قوی اور تازی بنجاتی ہین پھر یہ اُسمین سے تازہ دم والا اور قوی اور خوش حال ہوکر وہان سے پھر اپنے جسم ناسوتی کے طرف لوٹتا ہے۔ ہشیار اور بیدار ہو جاتا ہے اسی لئے اپنی حالت کو بیداری کے بعد درست اور تازہ دم پاتا ہے۔ ماندگی اور تکان کے نشان تک کو نہین پاتا۔ تو پھر نئے سر سے دنیا کے ضروری جسمانی کام کاج مین مشغول ہو جاتا ہے اس تشریح اور تصریح پر سے تجھکو صاف طور پر معلوم ہو گیا ہوگا کہ تیرا جبروت فقط ایک ہستی خالصہ کا خزانہ اور ہستی ذات حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہ کا نمونہ ہے ہر طرح کی قوت اور طاقت اور قدرت اُسکی حیثیت کے موافق اسمین موجود ہے سب کچھ اُسمین ہے۔ مگر رنگ رُوپ شکل و شباحت سے منزہ رہنے کے سبب سے اس مقام پر

کسی طور کا ظہور نہین کیونکہ وہ کنزِ مخفی حقیقی کا ظل ظلیل ہے۔ اور تیرے ملکوت اور ناسوت
ان دونون کو اُسی سے فیضان پہونچتا ہے تیرا ملکوت تیرے جبروت سے فیض لیتا ہے
اور جسم ناسوتی کو پہونچاتا ہے اور تیرا جبروت اپنے رب کریم فیاض حقیقی سے کہ جسکا ظل ہے
فیض لیتا ہے اور تیرے ملکوت کو پہونچاتا ہے کیونکہ وہ ایک پاکیزہ جوہر مادہ جسمانی و ملکوتی
سے مجرّد اور بسیط یعنے غیر مرکب چیز ہے جو ایک مصفّیٰ آئینہ کے جیسا ہے فیاض حقیقی جلّ شانہ کے
طرف سے جو فیض کہ اُسکو پہونچتا ہے یہ اُسکو لیکر اپنے ساتھ علاقہ رکھنے والے ملکوت اور ناسوت
کو پہونچاتا ہے۔ جب تیرا یہ حال ہے تو جان لے کہ عالم اجسام کی ہر چیز کا بھی یہی حال ہے خواہ چھوٹی
ہو یا کہ بڑی. خواہ عنصری ہو کہ طبعی. خواہ مرکب ہو یا کہ بسیط۔ الغرض عالم اجسام مین جو چیز کہ موجود
ہے اُسکے لئے ایک ملکوت لطیف اور ایک جبروت اُس سے بھی زیادہ لطیف موجود ہے ہی۔
جبروت بارگاہ الوہیت سے فیض لیتا ہے اور ملکوت کو پہونچاتا ہے اور ملکوت جبروت سے فیض
لیتا ہے اور ناسوت کو پہونچاتا ہے روح جبروتی کے وجود کے بغیر نہ تو کوئی جسم ملکوتی موجود ہو سکتا
ہے اور نہ کوئی جسم ناسوتی موجود رہسکتا ہے۔ ہر ہر جسم ناسوتی کے لئے ایک ایک ملکوت الگ الگ
ہے. جو اس جسم کے اندر مدبّر اور متصرف ہے۔ اور ایک ایک جبروت الگ الگ ہے جو اس کے
اندر اثر کا پہونچانے والا ہے قرآن قطعی الثبوت مین بھی کریمۂ سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ
کُلِّ شَیْءٍ موجود مذکور ہے۔ یعنے پاکی سزاوار ہے اُس خدا کو جسکے قبضۂ قدرت مین ہر چیز کا ملکوت ہے۔

سوال قلمِ اَعلیٰ کس کو کہتے ہین اور وہ کس عالم مین سے ہے۔ **جواب** قلم اعلیٰ عالم
جبروت مین سے ہے۔ اِسکی حقیقت یہ ہی کہ جب تجھکو معلوم ہو چکا کہ عالم اجسام کے ہر ہر جسم کے
لئے ایک ایک ملکوت۔ اور ایک ایک جبروت ہے ہی۔ اور اسکے پیشتر عالم ملکوت منفصل کے
بیان مین یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ عرش سے لیکر انسان ناقص تک کے جسم کبیر کے لئے بھی
کہ جسکو انسان کبیر بھی کہتے ہین ایک بڑا ملکوت یعنے ملکوت کلّی۔ ملکوت محمدی بھی ہے کہ جس کو
لوح محفوظ اور نفس کل بھی کہتے ہین جسکا بیان تفصیل کے ساتھ عالم ملکوت منفصل کے بیان مین

اوپر گذر چکا ہے پھر سمجھ لے کہ اُسی طرح پر عرش سے لیکر انسان ناقص تک کے ایک جسم ناسوتی کبیر کے لئے۔ ایک جبروت کلّی بھی ہے جو اس جسم کبیر ناسوتی مین اثر کا پہونچانے والا ہے اُسی جبروت کلّی کو قلم اعلیٰ اور عقل کل اور روح محمدیؐ اور روح اعظم بھی کہتے ہین جیسے کہ اُسکے ملکوت کلّی کو لوح محفوظ اور نفس کل اور ملکوت محمدیؐ کہا گیا تھا۔ عالم اجسام کے ہر ہر جسم ناسوتی کے چھوٹے بڑے جبروت سب اُسی جبروت کلّی یعنے عقل کل کے اولاد ہین اسی وجہ سے اسکو آدم معنوی بھی کہتے ہین جیسے کہ نفس کل کو حوّای معنوی کہا گیا تھا۔ تو یہ سب چھوٹے بڑے جبروت جو ہر ہر جسم ناسوتی کے لئے ایک ایک ہین سو اسی اپنے جدّ اعلےٰ کے اولا دہین اور اسی اپنے جدّ اعلیٰ سے فیض لیتے ہین اور اپنے ساتھ علاقہ رکھنے والے ملکوتون کو اور ناسوتیونکو پہونچاتے ہین۔ چونکہ جبروت یعنے روح جبروتی فیض دینے والی چیز ہے اُسکو قلم اعلیٰ کہا گیا۔ اور لطیفۂ ملکوت یعنے جسم لطیف ملکوتی فیض اس سے لینے والی چیز ہے اُسکو لوح محفوظ کہا گیا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ قلم کے سبب سے لوح پر حروف پیدا ہوتے ہین۔ اور اس جبروت کلّی کو ابو الارواح بھی کہتے ہین جیسے کہ اس ملکوت کلّی کو ام النفوس بھی کہتے ہین۔ کیونکہ عقل کل تمام عقول کا جدّ اعلیٰ ہے جیسا نفس کل تمام نفوس کا جدّ اعلیٰ ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ عقل اور جبروت اور روح اور جان اور جی یہ سب ایک ہی چیز کے نام ہین یعنے لطیفۂ روح کے ہی نام ہین اور قلب اور نفس اور ملکوت اور دل اور من یہ سب ایک ہی چیز یعنے لطیفہ ملکوتی کے ہی نام ہین۔ اور روحانیات کا لفظ کبھی اجسام لطیفۂ ملکوتیہ پر بھی کہا جاتا ہے اور ارواح جبروتیہ پر بھی۔ لہٰذا طالب کو چاہیئے کہ الفاظ کے مواقع استعمال کا بھی ضرور خیال رکھے ورنہ مقصد کے حصول مین بہت پریشانی پیدا ہوجائیگی اور طائفۂ صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان مین باضابطہ الفاظ کے استعمال کرنے کی عادت بہت ہی کم نظر آتی ہے اسلئے طالب حقیق کو چاہیئے کہ بزرگان قوم کے طریق استعمال سے بھی حتی الامکان آگاہی حاصل کرے اگر ایسا نہ کیا جاے تو بڑی دقتین فہم مطالب مین پیش آئینگی ہی الحاصل جب عرش معلےٰ سے لیکر انسان ناقص تک کو ایک جسم کبیر مسمّٰی بہ انسان کبیر فرض کر لیا گیا (جیسا کہ اسکے مقابل مین

قابلیت وجامعیت تعین انسانی کے لحاظ سے انسان کو عالم صغیر کہا جاتا ہے کیونکہ حقیقت انسان عالم کے تمامی اشیا کے حقائق کی جامع ہے) اور اُسکے لئے ایک بڑا ملکوت (جسکو نفس کل لوح محفوظ نفس محمدیؐ بھی کہتے ہین) بھی بتایا گیا اور اُسکے لئے ایک بڑا جبروت بھی (جسکو عقل کل قلم اعلیٰ عقل محمدیؐ بھی کہتے ہین) ثابت کردیا گیا تو پھر اس جسم ناسوتی کبیر کے لئے حواس ظاہری وباطنی کے بجائے بھی کئی اقسام ملائکہ وروحانیات کو فرض کرنا ہوگا ہی جیسے کہ اشرف ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام اور حضرت میکائیل علیہ السّلام اور حضرت اسرافیل علیہ السّلام اور حضرت عزرائیل علیہ السّلام ہین۔ اور بھی ملائکہ صافات صف باندھنے والے زاجرات جھڑکی دینے والے ناصرات مدد کرنے والے تالیات پڑھنے والے مرسلات بھیجے گئے ہوے عاصفات سخت ہواؤن کے چلانے والے فارقات جُدا کرنے والے ناشرات پھیلانے والے ملقیات ڈالنے والے نازعات کھینچنے والے ناشطات خوشی کرنے والے سابحات تیرنے والے سابقات آگے بڑھنے والے مدبرات تدبیر کرنے والے مقسمات بانٹنے والے وغیرہ وغیرہ گویا یہ سب متفرق فرشتگان عالم ناسوت کے اس جسم کبیر کے حواس ظاہری اور باطنی کی جگہ پر ہین یہی بات ہے جو کہ بعض بزرگون مین سے کسی نے فرمایا ہے ؎

حق جانِ جہانی است وجہان جملہ بدن | ارواح وملائک چو حواس این تن
افلاک وعناصر وموالید اعضا | توحید ہمین است ودگر شیوۂ وفن

مطلب اس رباعی کا یہ ہے کہ تمام جہان گویا ایک بدن کے جیسا ہے اور طرح طرح کے ارواح اور فرشتگان جو جہان مین داخل ہین سو اس بدن کے حواس ظاہری وباطنی کے جیسے ہین اور آسمانان اور عناصر اور موالید ثلاثہ یا اربعہ اس بدن کے اعضا وجوارح کے جیسے ہین۔ پس یہ سب ملکر ایک جسم جب فرض کیا گیا تو پھر خدای پاک گویا اُس بدن کی جان کے جیسا ہے بدن اپنے اعضا اور حواس وغیرہ کے ساتھ ملکر جسطرح پر کہ جان کے قبضہ قدرت مین مسخر ہے اسیطرح پر یہ ساری جہان مع ارواح وملائکہ وغیرہ اس خدای پاک کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہے جسطرح پر کہ

جان کے ارادہ اور حکم ربوبیت کے بغیر جسم کا کوئی ایک عضو حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پر خدائے پاک کے ارادہ اور مشیت کے بغیر تمام جہان میں کوئی ذرّہ بھی حرکت نہیں کر سکتا یہی ایک طور توحید کے مسئلہ کی تفہیم کا ہے اور یہی ایک صورت اسکی سوائے اسکے دوسری سب باتیں ہی باتیں ہیں یہی ہے مطلب رباعی مذکور کا اور بس۔ مؤلف رباعی مذکور کے خیال میں یہ صورت مسئلہ توحید کی جو پیدا ہو گئی تھی بیان کر دی کہ کسی طرح توحید کا مسئلہ انسان کے ذہن نشین ہو جائے اور اس تمثیل میں کوئی ایسا نقص بھی نہیں کہ جس سے دین میں خلل واقع ہو جائے عالم کی تمام چیزیں اس خدائے واحد کے قبضۂ قدرت میں مسخر رہنے کی ایک یہ عام فہم مثال ہے۔ بدن اور اسکے اعضا کے عیوب اور نقص جان کے طرف ہرگز منسوب نہیں کئے جا سکتے پھر تو عالم و اشیائے عالم کے عیوب اور نقص سے ذات پاک خدائے عزّ و جل کی تنزیہ اور تقدیس بھی مثال مذکور میں ثابت رہی۔

اے عزیز۔ اس عالم جبروت۔ عالم ارواح میں سوائے ان اقسام روحانیات مذکورۂ بالا کے نفوس ناطقہ بھی الگ ہیں جو طبعی اور عنصری چیزوں کے مرکب اور بسیط یعنے غیر مرکب نورانی یعنے لطیف اور ظلماتی یعنے کثیف جسموں اور صورتوں میں مدبّر اور متصرف ہیں۔ ان میں سے جو روحانیاں کہ آسمانوں اور اُن میں کی یعنے ان میں رہنے والی چیزوں میں مدبّر اور متصرف ہیں سو انکو ملکوت اعلےٰ کہتے ہیں یعنے جیسے کہ حاملان عرش یعنے عرش معلی کے اٹھانے والے روحانیاں سے اور خازنان کرسی اعظم یعنے کرسی اعظم کے خزانچی روحانیاں اور جنّت و دوزخ کے وار وغے روحانیان اور بیت المعمور کے مجاوران یعنی رہنے والے روحانیاں اور سدرۃ المنتہیٰ کے ساکنان یعنے وہاں رہنے والے روحانیاں اور ستاروں کے کشندگان یعنے کھینچنے اور گردش دینے والے روحانیاں اور آسمانوں کے محرکان یعنے اونکو حرکت دینے والے گھمانے والے روحانیاں اور ان کے دربانان یعنے ان آسمانوں کے دروازوں پر پہرہ کرنے والے روحانیاں اور بھی سوائے ان کے جو روحانیاں کہ ان علوی اجسام کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں وہ بھی سب کے سب اسی قسم ملکوت اعلےٰ کے طبقہ میں

ہی داخل ہیں اور جو روحانیاں کہ عناصر اور عنصری چیزوں کے جسموں اور صورتوں میں مدبر و متصرف ہیں سو اُن کو ملکوت اسفل اور ملکوت ادنےٰ بھی کہتے ہیں جیسے کہ ابر کے ساتھ رہنے والے روحانیاں اور ہوا کے ساتھ رہنے والے روحانیاں اور برسات کے بوندوں کے ساتھ رہنے والے روحانیاں اور دریاؤں ندیوں کے پانی اور ریت کے ساتھ رہنے والے روحانیاں اور پہاڑوں اور اون کے ذروں کے ساتھ رہنے والے روحانیاں اور درختوں اور اون کے پتوں وغیرہ کے ساتھ رہنے والے روحانیاں (یعنے ان اجسام میں تدبر و تصرف رکھنے والے اور اون کے محافظ وغیرہ) اور بنی آدم کے محافظ ونگہبان روحانیاں اور ان کے عملوں کے لکھنے والے روحانیاں۔ اور اسمآء اللہ کے تالیوں کی یعنے پڑھنے والوں کی اور عزیمتوں یعنے دعاؤں کے پڑھنے والوں کی۔ مدد کرنے والے روحانیاں اور سحر وطلسم وغیرہ کے اثر بخشنے والے روحانیاں وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب اسی قسم ملکوت اسفل اور ملکوت ادنیٰ کے طبقہ میں داخل ہیں۔

اور بھی اسی عالم جبروت عالم ارواح میں وہ روحانیاں بھی داخل ہیں جنکو ملائکہ عالین کہتے ہیں یہ وہ روحانیاں ہیں کہ اپنے پیدا کئے جانے کے وقت سے آجتک اللہ سبحانہ وتعالےٰ شانہ کے جمال وکمال کی دید میں وہ ایسے غرق ہیں کہ اُن کو نہ تو اپنے اپنپن کی خبر ہے۔ اور نہ عالم وآدم کے پیدا ہونے کی خبر ہے اور نہ ربوبیت الٰہیہ کے اس منڈان کے پھیلے ہوئے ہونے کی خبر ہے اُن میں سے کسی چیز اور کسی بات کی اُنہیں مطلق خبر تک نہیں یہ وہ روحانیاں ہیں کہ جن کو ملائکہ مہیمین بھی کہتے ہیں یعنے حیران روحانیاں کہ جن کو کسی امر کی خبر تک نہیں۔ حضرت آدم علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کے لئے جن ملائکہ یعنے روحانیوں کو کہ حکم الٰہی ہوا تھا یہ ارواح مہیمیہ اون میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کو جب اپنی خود کی ہی خبر نہیں تو پھر عالم اور آدم کی خبر ہی کب رہیگی یہی سبب ہے جو اللہ تعالےٰ نے عزازیل کو جبکہ اوس نے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ حکم الٰہی کو ٹال دیا تو فرمایا اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ کیا تو عالین کی گروہ میں سے تھا جو سجدہ نہیں کیا۔ اس کریمہ پر سے ظاہر ہو گیا کہ گروہ عالین مامور بسجدۂ آدم نہیں ہوئی تھی۔ اس گروہ عالین کا طبقہ اور درجہ اور مرتبہ

ملکوت اعلیٰ کے درجہ اور طبقہ اور مرتبہ سے بھی بہت ہی برتر ہے۔ چنانچہ حضرت روح الامین جبرائیل علیہ السلام اس طبقہ کے صف اخیر کے آخر میں ہیں۔ یہاں پر ایک بات خیال میں رکھنے کی یہ ہے کہ یہ ذکر جو عالم ارواح کے طبقات کا کیا گیا ہے سو ان طبقات میں سے کلیات کا ہے۔ ہر کلی طبقہ کے اندر جزئیات جو ہیں سو اُن کی گنتی سوائے خدائے عزّوجل کے اور کوئی نہیں کرسکتا چنانچہ خدائے پاک جل جلالہٗ خود ہی فرماتا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ یعنے اور نہیں جانتا ہے کوئی تیرے پروردگار کے لشکروں کو۔ مگر وہی تیرا رب۔ اس کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ عالم ارواح کے طبقات ہی خود بے حساب ہیں کیونکہ جُنُوْد یہ لفظ جمع ہے جُنْد کی اور جُنْد کے معنے لشکر کے ہیں جس میں کئی سوار اور پیادہ رہتے ہیں پھر تو ایک ایک لشکر ہی قائمقام ایک ایک طبقہ کا ہوا اور ظاہر ہوگیا کہ خود عالم ارواح کے طبقات کی ہی گنتی سوائے خدا کے اور کسی سے ہو نہیں سکتی۔

رمز غامض یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس کا خیال میں رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خدائے پاک جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتا ہے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔ اس کریمہ میں تین چیزوں کا نام لیا گیا ہے۔ ایک نٓ کا۔ دوسرا قلم کا۔ تیسرا لکھت کا۔ جو قلم سے لکھی گئی ہو نٓ اس لفظ کے معنے دوات ہوتے ہیں اور قلم تو ایک معروف مشہور چیز ہے جس کو ہر کوئی جانتا ہے اور بدستور لکھت بھی مشہور و معروف ہے جو قلم سے لکھی جاتی ہے یہاں پر یعنے اس کریمۂ مذکورہ میں دولت سے مقصود ذات حق سُبحانہٗ تعالےٰ شانہٗ ہے یعنے مرتبۂ الوہیت جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آگے آئیگا اور قلم سے مراد عقل کل قلم اعلیٰ روح محمدیؐ ابوالارواح۔ آدم معنوی ہے جس نے معلّم الوہیّت سے علم اجمالی حاصل کیا ہے جس طرح پر کہ دوات سے قلم حروف مجملہ کو حاصل کرتا ہے تا کہ آپ تختی یا کاغذ پر ان حروف کو ظاہر کرے اور مایسطرون سے مراد نفس کل لوح محفوظ۔ نفس محمدیؐ حوا معنوی اُم النفوس ہے جس پر قلم اعلیٰ نے اوّل سے آخر تک تمام ہونہار اشیاء کے تفصیل وار علمی نقوش مرتسم کروئے یعنے لکھدیئے ہیں چنانچہ حدیث شریف صحیح میں آچکا ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ یعنے سوکھ گیا قلم ان تمام چیزوں سے جو ہونہار ہیں یعنے جو کچھ کہ ہونہار ہے قلم اعلیٰ نے

وہ سب لوح محفوظ پر بالتفصیل لکھدیا۔ اب قلم میں سیاہی باقی نہیں رہی یعنے اب نئے سر سے
کوئی بات لوح محفوظ میں نہیں لکھی جاتی۔ اسکے بعد اُس لوح محفوظ میں جو نقوش علمیہ تھیں یعنے علم کی
باتیں یعنے ہونہار باتوں کی تفصیل جو علم الٰہی میں تھیں (لوح محفوظ پر نقش کی گئی تھیں) اُنہی کے
مطابق عالم اجسام کے پیدا کرنے کے پیشتر مثالی لطیف صورتوں میں (عالم ملکوت منفصل میں) بغیر
مادہ اور تدبیر کے صرف حکم کے ساتھ یا ارادہ کے ساتھ ہی پیدا کی گئیں جیسے کہ حدیث صحیحہ میں ذکر آچکا
ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِاَلْفَیْ عَامٍ یعنے اللہ تعالےٰ نے جسد ونکو عام
اجسام کو پیدا کرنے کے پیشتر دو ہزار برس کے آگے ہی روحانیوں کو لطیف جسموں میں بغیر مادہ اور
تدبیر کے پیدا کر دیا پھر اس کے بعد اُنہیں اشیائے لطیفہ ملکوتی کی صورتونکے مطابق ہی عالم اجسام کی
چیزونکو مادہ اور تدبیر کے ساتھ چھ دنوں میں پیدا کیا۔ جیسے کہ آیۂ کریمہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ
اَیَّامٍ اُس پر شاہد ہے پھر تو اچھی طرح پر واضح ہوگیا کہ عالم اجسام کے اندر جتنی چیزیں کہ ہیں اُن میں سے ہر ایک
چیز کے جسم کے لئے اس کے اندر تدبیر و تصرف رکھنے والا ایک ایک ملکوت اور اثر کا اسمیں پہنچانے والا ایک
ایک جبروت یہ دونو کے دونو عالم اجسام کے پیدا کئے جانے کے پیشتر ہی پیدا شدہ ہیں جسم
تیار ہو جانے کے بعد یعنے ملکوت کی تدبیر و تصرف کو قبول کرنے کی لیاقت اور صلاحیت اور جبروت
کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت اور لیاقت جسم میں پیدا ہونے کے ساتھ ہی اُس اُس ملکوت اور
اُس اُس جبروت کا علاقہ اُس اُس جسم کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے دنیا میں پیدا ہونا اسی علاقۂ ملکوت
وجبروت کے جسم ناسوتی کے ساتھ جُڑ جانے ہی کا نام ہے۔ اور اسی علاقۂ ملکوت وجبروت کے جسم
ناسوتی سے ٹوٹ جانے ہی کا نام موت اور مر جانا ہے۔ پس حاصل کلام یہی ہے کہ کوئی جسم ناسوتی
بغیر اس کے ملکوت کی تدبیر و تصرف اور اس کے جبروت کے اثر کے ہرگز نہیں موجود رہ سکتا۔ ناسوت کو ملکوت
سے اور ملکوت کو جبروت سے۔ اور جبروت کو بارگاہ الوہیت سے جسکو لاہوت کہتے ہیں فیضان پہنچتا ہے عالم
جسکو ماسوی اللہ کہتے ہیں سوا انہی تین چیزوں کا نام ہے یعنے ناسوت ملکوت جبروت کا۔ یا۔ واجب الوجود
ممکن الوجود۔ ممتنع الوجود کا۔ واجب الوجود تو ناسوت کا نام ہے اور ممکن الوجود ملکوت کا نام ہے

کیونکہ جو چاہے اس کا بن جانا اس عالم میں ممکن ہے۔ محال نہیں کیونکہ وہ دارالقدرت ہے ہی اور ممتنع الوجود۔ جبروت کا نام ہے کیونکہ اسکو صورت شکل رنگ روپ نہیں ہے اور بغیر صورت و شکل رنگ روپ کے صرف موجود۔ باوجودیکہ ہوتا ہے مگر نہیں نظر آسکتا چونکہ صورت اور شکل کا اُس درجہ میں ہونا ممنوع اور محال ہے اس لئے اُس کا نام ممتنع الوجود رکھا گیا جس کو اندھیری کوٹھری یا اندھی دریا کے ساتھ بھی تشبیہ دیجاتی ہے اس ممتنع الوجود کے وہ معنے نہیں ہیں جو عدم مطلق کو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے اُس ممتنع الوجود کے معنے یہ ہیں کہ وہ چیز جسکا ہیپن محال اور غیر ممکن ہے یعنی ایسی چیز جو کسی وقت میں بھی ہیپن کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتی جیسے کہ عدم مطلق تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شئے یا چیز تین حال سے خالی نہیں ہوسکتی یا تو اُس کی حالت ایسی ہوگی کہ وجود اور عدم اُن دونوں کی نسبت اُس کے ساتھ بالذات مساوی ہوگی ان میں سے کسی کو دوسرے پر ہرگز بالذات غلبہ نہ ہوگا۔ جو چیزیں کہ ایسی حالت میں ہیں اُنہی کو ممکن الوجود کہتے ہیں یعنے ہونہار۔ کیونکہ باہر سے کسی چیز کے طرف سے اگر اُس کے وجود کو غلبہ دیا جائے تو وہ چیز اُسوقت موجود ہو ہی جائیگی اور بعد موجود ہو جانے کے اُسکے وجود کو غلبہ دینے والے جو اسباب کہ باہر سے پیدا ہو گئے تھے وہ اسباب نکل جائیں یا دور ہو جائیں تو پھر وہ موجود شدہ چیز معدوم اور فنا ہو ہی جائے گی۔ عالم اور ماسوی اللہ میں جتنی چیزیں کہ ہیں سب کی سب اسی حالت کی چیزیں ہیں۔ خواہ عالم ناسوت کی چیزیں ہوں یا کہ عالم ملکوت کی ہوں یا کہ عالم جبروت کی ہوں یا اس کی حالت ایسی ہوگی کہ وجود کی نسبت بالذات اس کے عدم پر ہمیشہ غالب رہیگی۔ جو چیز کہ ایسی حالت میں ہوگی اُسی کا نام واجب الوجود ہے یعنے وہ چیز کہ جس کا وجود اس کے عدم پر بالذات ہمیشہ غالب ہی ہے اور یہ صفت ایسی چیز میں پائی جاسکتی ہے کہ جس کی ذات خود ہی وہ حقیقت ہو کہ جس سے موجودیت پائی جاتی ہو یعنے وہ خود بنفسہا مابہ الموجودیت ہو اسی کا نام خدا۔ اور۔ اللہ۔ اور۔ یزدان ہے۔ جل جلالہ و عظم شانہ۔ اور یا اس کی حالت ایسی ہوگی کہ اسکے عدم کے نسبت بالذات اُس کے وجود پر ہمیشہ غالب رہے گی جو چیز کہ ایسی حالت میں ہوگی۔ اُسی کا نام ممتنع الوجود ہے۔ یعنے وہ چیز جو کبھی اور کسی طرح سے وجود کے ساتھ

متصف ہو ہی نہیں سکتی۔ پس یاد رکھ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کاملہ ہے۔ جو خود بخود موجود اور ہر صفت کمال کے ساتھ متصف اور تمامی عیوب اور نقصانات سے منزہ اور پاک ہے۔ اور ممکن الوجود عالم کے تمام اشیائے ناسوتی و ملکوتی و جبروتی ہیں کہ خدا کے طرف سے ان کو وجود دیا گیا تو موجود ہوتے ہیں ورنہ نہیں موجود ہو سکتے۔ اور ممتنع الوجود عدم مطلق ہے جو کبھی اور کسی طرح پر موجود ہو ہی نہیں سکتا جیسے خدا کا ضد یا ند یا اُس کا شریک وغیرہ وغیرہ۔ پس جبروت کو جو ممتنع الوجود نام رکھا گیا ہے سو اس معنے سے نہیں رکھا گیا ہے بلکہ اُس لفظ ممتنع الوجود میں لفظ وجود کے معنے صورت کے ہیں۔ کیونکہ صورت محسوسہ بحواس ظاہر۔ یا بحواس باطن۔ کو بھی وجود کہا کرتے ہیں جیسے کہ اسی معنے کے لحاظ سے آدمی کے جسم کو آدمی کا وجود اور حیوان کے جسم کو حیوان کا وجود اور فرشتوں کے جسم کو فرشتوں کا وجود وغیرہ کہا کرتے ہیں۔ تو پھر اچھی طرح سے یاد رکھ لے کہ عالم ناسوت کو جو واجب الوجود اور عالم ملکوت کو جو ممکن الوجود۔ اور عالم جبروت کو جو ممتنع الوجود کہتے ہیں۔ سو ان تینوں میں بھی لفظ وجود کے معنے صورت محسوسہ کے ہیں۔ اور اوپر کی تین حالتیں جو بیان کی گئی ہیں اُن میں لفظ وجود کے معنے ہستی اور ہستی کے ہیں۔ نہ کہ صورت محسوسہ کے اس نکتہ کو ہرگز بھول مت۔ اچھی طرح یاد رکھ۔

فائدہ جلیلہ۔ اے عزیز باتمیز جان لے کہ مشیت اللہ تعالیٰ و تقدس کے اُس ارادہ کو کہتے ہیں جو اپنے صُور علمیہ میں سے کسی صورت علمی کے موجود فی الخارج بنانے یا کرنے کے لئے ہوتا ہے پھر تو صور علمیۂ الٰہیہ جن کو **اعیان ثابتہ** بھی کہتے ہیں سو وہ اور اون کے اوپر کے درجہ کی چیزیں یعنے۔ اسمائے الٰہیہ۔ اور دائرۂ وحدت۔ اور کنہ ذات حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ کا درجہ یعنے یہ تینوں درجے کہ جن کا بیان تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ آئیگا۔ یہ سب فوق المشیت کہلاتے ہیں۔ یعنے وہ چیزیں جو مشیت سے اوپر کے درجوں اور مرتبوں میں ہیں۔ اور اُس ارادہ الٰہی یعنے مشیت کے سبب سے خارج میں جو چیزیں کہ ظہور پکڑتی ہیں موجود بنتی اور ہوتی ہیں جیسے جبروت اور ملکوت اور ناسوت یہ سب چیزیں تحت المشیت کہلاتے ہیں یعنے وہ چیزیں جو مشیت سے نیچے کے درجوں ہیں

ہیں اور انہی تحت المشیت چیزوں یعنے مشیت سے نیچے کے درجوں میں رہنے والی چیزوں کو مظاہر کونیہ بھی کہتے ہیں۔ مظاہر لفظ جمع ہے مظہر کی اور مظہر کے معنے ظہور کی جگہ کے ہیں اور کون اس لفظ کے معنے خارج میں موجود ہونے کے ہیں۔ اور خارج میں جو چیز کہ موجود ہوئی ہو اس کو بھی کون کہتے ہیں گویا مصدر سے معنے مفعول کے لئے اور اکوان یہ لفظ جمع ہے کون کی پھر تو کون کے معنے پیدا کی ہوئی چیز کے۔ اکوان کے معنے پیدا کی ہوئی چیزوں یا مخلوقات کے معنے ہوئے۔ اور چونکہ پیدا کرنے والے خدائے عزّ وجل کے صفاتِ کمالیہ اور اسمائے کاملہ کا کمال اور خوبی اسکے مخلوقات یعنے پیدا کی ہوئی چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے اور پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مخلوقات کو خدائے پاک کے اسمار اور صفات کے مظاہر یعنے ان کے کمالات کے ظاہر ہونے کی جگھیں کہتے ہیں پھر تو مظاہر کونیہ اس لفظ کے معنے یہ ہوئے یعنے اللہ پاک کے اسمار اور صفات کے کمالات کے ظاہر ہونے کی وہ جگھیں جن کو کون یا اکوان کہتے ہیں۔ پس اے طالب صادق یاد رکھ لے کہ ان تحت المشیت مظاہر کونیہ میں سے عقل کل کے صور علمیہ کو عالم موانی کہتے ہیں سو وہ وہی نقوش علمیہ ہیں کہ جن کو ابو الارواح قلم اعلےٰ نے ام النفوس لوح محفوظ میں مرتسم کردئے یعنے لکھدئے ہیں۔ اور نفس کل کے صور علمیہ کو عالم ارواح کہتے ہیں اور عالم ارواح کے صور علمیہ کو عالم مثال کہتے ہیں اور عالم مثال کے صور علمیہ کو عالم شہادت۔ عالم خلق۔ عالم اجسام کہتے ہیں اور عالم اجسام کے امور علمیہ کو جو قوت خیالیہ سے ظہور پکڑتے ہیں۔ عقائد یعنے دل میں مضبوطی جمائی ہوئی باتیں اور اعمال یعنے عملان اور افعال یعنے کاماں اور اقوال یعنے باتاں کہتے ہیں سو یہ سب کے سب مظاہر کونیہ میں ہی داخل ہیں ان میں سے جن چیزوں کے پانے میں حواس خمسۂ ظاہری کا دخل ہوا ان کو عالم علوی۔ عالم ارواح۔ عالم امر۔ عالم ملکوت۔ عالم جبروت وغیرہ کہتے ہیں۔ لفظ قرآنی وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ (یعنے وہ چیزیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے ہو) سے یہی چیزیں مقصود ہیں اور جن چیزوں کے پانے میں حواس خمسۂ ظاہری کا دخل ہوا ان کو عالم سفلی۔ عالم شہادت عالم ملک عالم خلق۔ عالم ناسوت وغیرہ کہتے ہیں اور لفظ قرآنی وَمَا تُبْصِرُوْنَ (یعنے وہ چیزیں جن کو تم دیکھتے ہو)

سے یہی چیزیں مقصود ہیں پھر تو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ عالم جبروت - عالم ملکوت - عالم ناسوت یہ تینوں عالم اور ان میں کی تمام چیزیں سب کی سب مظاہر کونیہ میں داخل اور تحت المشیۃ ہی ہیں یہاں پر یہ بھی ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ کون کے معنے ہونے اور فساد کے معنے مٹنے اور بگڑنے کے یعنے کون کے نکل جانے کے ہیں۔ خواہ اُس کی جگہ پر دوسرا کون آوے یا نہ آوے۔ اور کون کے چار قسم ہیں کیونکہ کسی ایک حد یا احاطہ میں چیز کے پائے جانے کو کون کہتے ہیں جس وقت کہ چیز کسی احاطہ میں پائی جاتی ہے اسکے پیشتر اگر کسی دوسرے احاطہ میں پائی گئی تھی تو اس کون کو حرکت کہتے ہیں اگر اب بھی اُسی پہلے احاطہ میں پائی جاتی ہے تو اس کو سکون کہتے ہیں اور جو دوسری چیز کے ساتھ نسبت کا لحاظ کیا جائے۔ اُس صورت میں اگر ان دونوں کے درمیان تیسری کوئی چیز حائل ہے تو اُسکو افتراق کہتے ہیں۔ اور جو کوئی درمیان میں حائل نہیں ہے تو اوسکو اجتماع کہتے ہیں یہی چار قسمیں ہیں۔ کون کی۔

فائدہ ضروریہ۔ طالب کو چاہیئے کہ اس فائدہ میں جو باتیں کہ لکھی ہیں ان کو اچھی طرح سے یاد رکھے اور ضبط کر لیوے۔

تحت المشیّۃ۔ مظاہر کونیہ میں سے جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسانات ان موالید اربعہ میں سے ہر ایک کی روح جبروتی کے لئے خدائے کریم جلّ شانہ کے طرف سے الگ الگ خدام یعنے خدمت کرنے والے روحانیاں دیئے گئے اور مقرر کئے گئے ہوئے ہیں۔ جن کو خدائے پاک نے اُن ارواح جبروتیہ کا تابع فرمان بنا دیا ہے اُن کی فرمانبرداری کے اور حکم ماننے کے لئے اُن خدام روحانیوں کو اُن کے مسخر کر دیا ہے کہ جسوقت پر اُن کی اقتضا اُن کی خواہش۔ اُن کا ارادہ جس کسی کام کا ہو فوراً اُسی وقت بغیر دیری اور تاخیر یعنے سستی کے وہ کام بجا لائیں۔ اس کام کا سربراہ پورا کر دیں یہی ہے وہ رمز پوشیدہ کہ جس کو خداوند کریم نے اپنے کلام واجب التکریم میں ان لفظوں کے ساتھ ادا فرمایا ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اور بھی دوسرے مقام پر یَا مَلٰٓئِكَتِیْ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا یعنے تیرے رب نے جبکہ روحانیوں سے کہا کہ

اے روحانیو تم آدم کو سجدہ کرو تو پھر سبھوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ مگر یہاں پر سوال یہ پیش ہوتا ہے کہ یہ تو انسان کے لئے تسلیم کیا جا سکتا ہے مگر جماد۔ نبات۔ حیوان کے لئے کیونکر تسلیم کیا جائے جواب یہ ہے کہ جماد اور نبات اور حیوان ضمن میں انسان کے داخل ہیں۔ درحقیقت یہ تینوں مقدمۃ الجیش ہیں حضرت انسان کے جماد و نبات و حیوان کے ارواح جبروتیہ اور ان کے خدام کے وجود کے بغیر انسان جوان پر خلیفہ گردانا گیا ہے۔ متعذر الوجود ہی ہے یعنے بغیر ان سب کے وجود اور خدمت کے علت غائی عالم یعنے انسان موجود ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ عالم کی پیدائش سے مقصود اعلےٰ حضرت انسان کی ہی پیدائش ہے اور حضرت انسان عبارت حقیقت آدم سے ہی ہے اے عزیز باتمیز کیا تو جانتا بھی ہے کہ حقیقت آدمیہ کیا ہے اور خدائے برتر نے کس بنا پر اسکو یہ شرف و منزلت عنایت فرمایا کہ اپنے فرشتوں کو اس کے لئے ساجد بجانے کا حکم کیا۔ پس جان لے اور یاد رکھ کہ تعین آدمیہ در اصل صورت نوعیہ ہے حقیقت محمدیہ کی۔ کیونکہ ظہور وصدور لفظ آدم کا لفظ طٰہٰ سے ہوا ہے اس لئے کہ حرف طا جس طرح کہ مرکب مانا جاتا ہے آ اور ص کے سر سے اسی طرح مرکب مانا جاتا ہے آ اور د سے بھی اور آخر میں اس کے جو ہ کہ ہے وہ سرا ہے م کا کیونکہ وہ یک چشمی ہے پس لفظ طہٰ سے لفظ آدم ظاہر ہوا ہے یہی سبب ہے جو لفظ طہ کے دو حرفوں میں سے ہر ایک کے عدد کو دوسرے میں ضرب کرنے سے ۴۵ کی عدد نکل آتی ہے اور استنطاق اُس عدد کا لفظ آدم ہی ہے اور یہ ظاہر ہے لفظ طہٰ آنحضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں میں سے ایک اعلےٰ درجہ کا نام ہے جو مشتمل اور متضمن ہے آبادی تسعہ و اُمہات خمسہ کے حقائق پر اور جامع ہے ہر دو اضلاع ایمن والیسر حقیقت آدم کا۔ کیونکہ گنتی کے اُصول احادی ہیں۔ اور آحاد جامع ہیں افراد اور ازواج دونوں کے چنانچہ دو پہلا زوج ہے اور تین پہلا فرد اور چار دوسرا زوج ہے اور پانچ دوسرا فرد اور چھے تیسرا زوج ہے اور سات تیسرا فرد اور آٹھ چوتھا زوج ہے اور نواں چوتھا فرد اور یہ اس لئے کہ ایک جو ہے وہ اعداد کی اصل ہے جس پر کل اعداد کی بنا ہے لہذا اسکو داخل اعداد نہیں گردانتے ہیں۔ پس اے طالب

خیال کرکہ ۹ جو چوتھے درجہ کا فرد ہے سو اُس کے اندر ۸ جو چوتھے درجہ کا زوج ہے پوشیدہ چھپا ہوا موجود ہے ہی اور بدستور ۵ جو دوسرے درجہ کا فرد ہے سو اسکے اندر ۴ جو دوسرے درجہ کا زوج ہے پوشیدہ وچھپا ہوا ہی موجود ہے۔ لہذا ۹ کو جو چوتھے درجہ کا فرد ہے ۸ کے ساتھ جو چوتھے درجہ کا زوج ہے ضرب کیا گیا تو ۷۲ کی عدد حاصل ہوئی اور ۵ کو جو دوسرے درجہ کا فرد ہے ۴ میں جو دوسرے درجہ کا زوج ہے ضرب کیا گیا تو ۲۰ کی عدد حاصل ہوئی اور ان دونوں حاصل ضرب کا مجموعہ ۹۲ ہوا۔ ان نوّد ہوں سے آٹھ دھواں کا استنطاق دو میموں کی صورت سے اور ۱۲ کا استنطاق حاء۔ اور دال کی صورت سے ہے۔ پھر پہلی میم کے ساتھ حاء اور دوسری میم کے دال کو لگا دیا گیا اس لئے کہ چوتھا زوج چوتھے فرد کے ضمن میں ہی تھا اور دوسرا زوج دوسرے فرد کے ہی ضمن میں تھا۔ لہذا مجموعہ ۹۲ کی عدد کا استنطاق لفظ محمدؐ سے ہی ہوتا۔ حتمی ولازمی ٹھیرا وجہ خاص اسکی یہ ہے کہ لفظ طٰہٰ میں مادہ حمد کا موجود ہے اسطرح پر کہ چوتھے فرد کے ضمن میں ح موجود ہے ہی۔ اور دوسرے فرد کے ضمن میں د موجود ہے ہی پھر م جو استنطاق ہے چوتھے زوج اور دوسرے فرد کے باہمی ضرب کا تو ح اور د ان دونو کے درمیان میں ہی اس کا وقوع ضروری ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ اس لحاظ واجبی کے اعتبار سے مادہ حمد کا لفظ طٰہٰ میں ضمناً موجود ہے ہی تو پھر اچھی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ لفظ طٰہٰ حقیقت محمدؐی سے ہی عبارت ہے اور اسی مصدر اصلی سے ہی حقیقت آدمیہ کا نشو نما ہوا ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت آدم اسی حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ کے ظہور کی پہلی صورت ہیں یہی وجہ خاص تھی کہ خداوند کریم نے صورت جسمانی آدم کو چونکہ وہ دراصل حقیقت محمدی کی مظہر خاص تھی اس طرح پر ایجاد فرمایا۔ کہ جس سے لفظ مبارک محمدؐ بالا علان ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ تفصیل اس رمز کی یہ ہے کہ سر قامت آدم کا۔ بجائے مِم اول کے اور ہاتھ بجائے ح کے اور شکم بجائے مِم ثانی کے اور پاؤں بجائے دؔ کے بنا دئے تا کہ تمام عالم وما فیہا پر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسالت کا اختصاص مطابق مکتوب علے العرش کے ظاہر و باہر ہو جائے۔ اب اس حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ کے ظہور پر نور کی پہلی صورت کا نام جو آدم

رکھا گیا اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ یہ حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ جب کہ حسب مشیت ایزدی منازل وجود خارجی کے طے کرنے پر آمادہ ہوئی تو پہلے پہل سر عجز و نیاز کو بارگاہ صمدیت کے روبرو زمین پر رکھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں اس نے ایک زمانہ گذارا بعد میں جب نفخ روح سر سے ناف تک ہو گیا تو اوپر کے دھڑ کے اُٹھکر خم جانے کے صورت پر رکوع کی حالت کا اس نے اظہار کیا پھر اس کے بعد جب نفخ روح از سر تا پا ہو گیا تو کھڑے ہونے کی صورت قیام یا ادب کی حالت کو اس نے ظاہر کر دکھایا۔ لہٰذا پہلی حالت سجدہ کی فروتنی کے بدلے میں قیام استقامت فوق الکرامت پر دلالت کرنے والا الف اُس صورت نوعیہ کے فرد اوّل کے نام میں سر حرف گردانا گیا۔ اور دوسری حالت رکوع کے توسط مرتبت کے لحاظ سے رکوع پر دلالت کرنے والا دال اُس کے نام کے دوسرے حرف کی جگہ پر رکھدیا۔ اور تیسری حالت قیام کے بدلے اُس کے مرجع کو ہمیشہ یاد دلانے کی غرض سے میم کو اُس کے نام کے تیسرے حرف کی جگہ پر رکھدیا۔ تاکہ اپنے نام کے الفاظ پر نظر ڈالنے کے ساتھ یہ بھی نقشہ اُس کے دل کی آنکھوں میں پھر جائے کہ میرے رب کی عبادت و پرستش کے لئے مجھکو اُس کے روبرو عاجزی کے ساتھ باادب کھڑے رہنا ضروری ہے پھر اپنی تقصیرات کے باعث اُس کے روبرو مجھے سرنگون ہونا بھی چاہیئے ہی۔ پھر نہایت ہی عجز و انکسار کے ساتھ اُس مالک کے روبرو خاک ندامت پر سر رکھ کے معافی کی خواستگاری بھی مجھے اشد ضروری اور اہم امور سے ہی ہے اور اسی لفظ آدم سے اُس حقیقت محمدی کی صورت نوعیہ کے فرد اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بھی جتا دینا مقصود تھا کہ اس صورت نوعیہ کے افراد مکمل کی ابتدا جیسے کہ آدم سے کی گئی ہے کہ جس کا سر حرف الف ہے اُسی طرح پر اس صورت نوعیہ کے افراد مکمل کا اختتام محمدؐ پر کیا جائیگا کہ جسکا سر حرف میم ہے اور درمیان ان دونوں کے چار فرد مکمل دوسرے بھی ہونگے کہ جن میں ایک کے مظہر دو ہونگے جو عدد کامل کی صورت ہے اور جن کے نام نامی نوح اور ابراہیم

اور داؤد اور عیسیٰ اور موسیٰ ہیں اور ان میں داؤد اور عیسےٰ ایک ہی عدد کامل کے مظہر ہیں اور ہونگے کیونکہ د کے جمل کی عدد ۴ ہے اوسکو کھولکر ایک نیمہ کو دوسرے نیمہ کے بازو میں رکھ دیے تو ۲۲ کی عدد ہاتھ آتی ہے اور یہ ۲۲ کی عدد مجموعہ ہے نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان چار ونکی جمل صغیر کا کیونکہ نوح کا جمل کبیر ۶۴ ہے اور اوسکا وسیط ۱۰ ہے اور اس کا صغیر ۱ ہے اور ابراہیم کا جمل کبیر ۲۵۹ وسط ۴۴ صغیر ۳ ہے اور موسیٰ کا جمل کبیر ۱۱۶ اور وسیط ۱۷ اور صغیر ۸ ہے اور عیسےٰ کا جمل کبیر ۱۵۰ وسیط ۱۵ صغیر ۶ یہ عدد کامل ہے جو حضرت داؤد بھی جسکے مظہر ہیں پھر مجموعہ چاروں کے جمل صغیر کا ۲۲ ہوا ہی اور بھی بہت سے اسرار غریبہ لفظ آدم اور محمد اور لفظ اللہ کے ہیں کہ جنکو بیان کے لئے یہ چھوٹا سا رسالہ موضوع نہیں ہے اور یہ تمام اسرار خفیہ اس ناچیز فقیر حقیر پر اس فقیر کے مرشد روحانی حضرت قطب الاقطاب عالیجناب حضرت شاہ قادری ہلگوری قدس اللہ اسرارہم کے فیض روحانی سے کھلے ہیں جن میں سے برموقع کچھ کچھ اشارات یہاں لکھے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اب ہم اصل مطلب کے طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو آدم کیلئے سجدہ جو ملائکہ سے کروایا تھا سو آج وہ ملائکہ اُن کے یعنے حضرت آدم کے اولاد کے لئے بھی ساجد ہیں ہی اور ہمیشہ تک رہیں گے بھی کیونکہ سجدہ کی حقیقت اصلیہ تو یہ ہے کہ مسجود لہ کے روبرو ساجد خود کو ہیچ اور ناچیز جانے اور مانے اور خود کو اس کی اطاعت میں سونپدے۔ ملائکہ کی شان میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ یعنے وہی کرتے ہیں کہ جس کے کرنے کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔ اے عزیز۔ شاید تو اس وقت یہ کہے کہ کہاں ہم اور کہاں ہمارے جدّا علےٰ حضرت آدم اور کہاں خدائے پاک کا فرشتوں کو اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فرمانا۔ اور کہاں فرشتوں کا ان کے روبرو سجدہ میں گرجانا یہ سب ہمارے نزدیک کریمۂ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتے اگرچہ کہ ہم صرف مسلمانوں میں مطعون ہوجانے کے خوف سے زبان سے مقر ہیں کہ یہ سب فی الواقع صحیح ہے اور صحیح ہوگا ہی مگر دل کی حالت یہ ہے کہ بچپن میں ماں کی

زبانی چڑی چڑیا کی کہانی جو سنتے تھے اور آمنا و صدقنا کہتے تھے آج اس کہانی کی جو حالت کہ ہمارے نزدیک ہے اُس سے بھی گئی گذری حالت ہے ان باتوں کی کیونکہ وجہ ثبوت کوئی ہماری نظر میں پیش ہی نہیں ہے تو پھر ہم آخر کریں ہی کیا عزیز من سن لے کہ وجہ ثبوت کیوں نہیں بہت اچھی طرح سے وجہ ثبوت موجود ہے مگر جو کچھ قصور ہے سو اس میں ہے کہ سجدہ کی حقیقت اصلی سے تجھکو آگاہی مطلق نہیں ہے۔ اگر سجدہ کی اصلی حقیقت تجھکو معلوم ہو جائے تو پھر علانیہ نہایت ہی کھلے طور سے وجہ ثبوت آدم کے لئے ملائکہ کے سجود کا اس طور پر مشہود ہے کہ یک سر مو بھی اس کے انکار کی گنجایش ہی نہیں پیدا ہو سکتی۔ سجدہ کی حقیقت تیری سمجھ میں یہ ہے کہ کسی کے روبرو اپنے عجز کو اُسکی بزرگی کو ظاہر کرتے ہوئے زمین پر سر رکھ دینے کا نام ہی سجدہ کہلاتا ہے۔ پس جان لے کہ یہ سجدہ کا ظاہری فعل ہے صرف اس قدر کام کو در اصل سجدہ نہیں کہتے جبتک کہ ساجد کا دل اپنے کو مسجود لہ کے روبرو ناچیز محض نہ جانے ساجد خود کو مسجود لہ کے روبرو ناچیز محض جانتا اور مانتا ہے۔ یا کہ نہیں سو اس امر کا ثبوت۔ اطاعت اور فرمان برداری کے ظہور پر موقوف ہے ساجد جب اپنے مسجود لہ کے ہر حکم کی تعمیل بغیر کسی طرح کی تانی اور تکاہل کے یعنے سُستی کے کرتا ہے تو کہا جائیگا کہ بے شک اپنے مسجود لہ کے روبرو یہ ساجد خود کو فی الواقع ناچیز محض مانتا اور جانتا ہے اور اگر کبھی جان بوجھ کر بھی اس کے حکم کے برخلاف عمل کرتا ہے تو کہا جائیگا کہ یہ حقیقتاً ساجد نہیں بلکہ اس کا سجدہ دکھاوے کا ہے اس توضیح پر سے تجھکو معلوم ہو گیا کہ سجدۂ حقیقی اطاعتِ دائمی کا نام ہے نہ کہ صرف بظاہر کسی کے روبرو دکھانے کے لئے اپنے سر کو زمین پر رکھنے کا نام اور اطاعت کے ساتھ لفظ دائمی کے قید کے لگانے سے مقصود صرف یہ ہے کہ حکم اپنے مسجود لہ کا خواہ ساجد کے دل کی خواہش کے خلاف میں ہی کیوں نہ ہو فوراً خوشی کے ساتھ اسکی تعمیل کر دی جائے سجدۂ حقیقی اسی قسم کی اطاعت کو کہتے ہیں۔ جب تو سجدۂ حقیقی کے اس مراصلی سے آگاہ ہو گیا تو اب تو خود ہی دریافت کرلے کہ خدائے پاک کی پیدا کی ہوئی روحانیاں جنکو خدا نے تیرے جد اعلی حضرت آدم کے لئے سجدۂ حقیقی کے ادا کرنے کا یعنے اطاعت دائمی کا حکم دیا تھا

آج کے روز وہ روحانیاں تیرے سجدۂ حقیقی یعنے اطاعت دائمی میں بھی مشغول ہیں۔ یا کہ نہیں ہیں (مگر یہ نہ بھول کہ سجدۂ حقیقی کے معنے مسجو دلہ کے ہر حکم کی فوری تعمیل کرنے کے ہیں)۔
اے عزیز۔ دریافت مذکور کا طریق اچھی طرح سے پکے طور سے یاد رکھ کہ یہ ہے کہ تو روز مرّہ کے اپنے سے صادر اور ظاہر ہونے والے حرکات وسکنات یعنے کام کاج پر اچھی طرح غور کے ساتھ غور صحیح کے ساتھ نظر ڈال اور ہمارے سوال کا جواب سچے طور پر دے سوآل آدمی کے جسم سے جو کام کاج کہ صادر ہوتے ہیں جسم آدمی کے اندر کے نسوں۔ اور رگوں اور پٹھوں کی حرکت کے سبب سے صادر ہوا کرتے ہیں یا کہ ان کی حرکت کے بغیر صادر ہوتے ہیں جواب صحیح اس کا یہی ہے کہ جسم کے اندر جو نسیں یا رگیں یا پٹھے کہ ہیں ان کی حرکت کے بغیر یعنے اُن کو حرکت میں لانے کے بغیر کوئی کام یا کاج انسان سے ہرگز صادر یا ظاہر ہو ہی نہیں سکتا ہر ہر کام کے لئے خاص خاص نسوں یا رگوں یا پٹھوں کو حرکت میں لانا پڑتا ہی ہے بغیر اُن کو حرکت میں لانے کے وہ کام ہو سکتا ہی نہیں۔ اور جب یہی جواب صحیح ہے اور در اصل یہی بات ہے بھی تو پھر سوآل یہ ہے کہ ہاتھ کا اُٹھانا۔ ایک کام ہے کہ نہیں اور یہ کام کبھی تونے کیا بھی ہے کہ نہیں اور کرتا بھی ہے کہ نہیں جواب اس کا تو یہی دیگا کہ ہاتھ کا اُٹھانا بیشک ایک کام ہے اور میں نے یہ کام پچاسوں وقت کیا بھی ہے۔ اور کرتا بھی ہوں اور کرونگا بھی ہم بیشک قسمیہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ سوال مذکور کا تو یہی جواب دیگا کیونکہ اگر ہم پر یہ سوال پیش ہو تو ہم بالضرور یہی جواب دیتے ہیں مگر اسمیں خیال اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جواب مذکور میں ایک جملہ تو یہ ہے کہ ہاتھ کا اٹھانا بیشک ایک کام ہے۔ یہ جملہ جواب مذکور کا قطعاً سچا ہے۔ ہرگز قابل انکار نہیں ہے۔ مگر دوسرے تین جملہ بھی علاوہ اس جملہ کے موجود ہیں ان میں سے ایک جملہ یہ ہے کہ۔ میں نے پچاسوں وقت یہ کام (ہاتھ اُٹھانے کا کام) کیا بھی ہے اور دوسرا جملہ یہ ہے۔ اور کرتا بھی ہوں اور تیسرا جملہ یہ ہے اور کرونگا بھی یہ تینوں جملے در اصل انصاف اور تحقیق کے رو سے غلط ہیں کیونکہ ان تینوں جملوں میں تونے ہاتھ اُٹھانیکے کام کی نسبت اپنے طرف کی ہے اور دعوی تیرا

ان جملوں سے ظاہر ہے کہ تونے پچاسوں وقت زمانہ گذشتہ میں ہاتھ اُٹھایا ہے اور زمانہ حال میں بھی اُٹھایا کرتا ہے اور زمانہ آئندہ میں بھی ہاتھ اُٹھانے کا دعوے کر رہا ہے ان جملوں میں اگر یہ تیرا دعوے فی الواقع صحیح ہے یعنے ہاتھ کے اُٹھانے کا کام فی الواقع تونے ہی کیا ہے اور کرتا بھی ہے تو جواب فوری دے اس سوال کا۔ سوال ہاتھ جسکو کہتے ہیں وہ تو مجموعہ ہے پوست اور گوشت اور کئی ایک نسوں اور رگوں اور پٹھوں اور ہڈیوں کا۔ اگر ہاتھ کے اُٹھانے کا کام دراصل تونے ہی کیا ہے تو بتلا کہ تونے پہلے کس نس یا رگ یا پٹھے کو حرکت دی۔ اور کن کن نسوں اور رگوں اور پٹھوں نے اسکی معاونت کی۔ اور اس کام سے سب کو کوئی تعلق نہیں وہ نسیں یا رگیں ہاتھ میں کون کونسی ہیں چونکہ مشین کا چلانے والا واقف ہوتا ہے کہ اس مشین میں کئی پرزہ ہیں اور کس کس موقع پر ہیں۔ اور کس پرزہ کو حرکت دینے سے کیا نتیجہ نکل آتا ہے۔ اور اصل دار و مدار مشین کے چالو ہونے کا کس پرزہ پر ہے جب تو ہرگز نہیں بتا سکتا کہ ہاتھ میں فلاں فلاں نسیں اور فلاں فلاں رگیں اور فلاں فلاں پٹھے۔ فلاں فلاں موقع اور جگہ پر واقع ہیں۔ اور فلاں فلاں نس کو یا رگ کو یا پٹھے کو حرکت کے دینے سے فلاں فلاں نتیجہ نکل آتا ہے۔ اور یہ کہہ نہیں سکتا کہ میں نے ہاتھ کے اُٹھانے کے لئے پہلے فلاں نس یا فلاں رگ یا فلاں پٹھے کو جو فلاں موقع پر واقع ہے۔ اس طرح کی حرکت دی اور اُس سے فلاں فلاں موقع پر اُسکے دہنے بائیں فلاں فلاں نس یا رگ جو واقع تھے اُن کو حرکت فلاں طرح کی ہوئی۔ اور پھر اسقدر نسوں یا رگوں یا پٹھوں کی تائید سے یہ میرا ہاتھ اُٹھا۔ تو پھر اس امر کی تصدیق کہ ہاتھ کے اُٹھانے کا کام خود تونے ہی کیا ہے کیونکر کی جا سکتی۔ کیونکہ اُس کام کا کرنے والا اگر فی الحقیقت تو ہی ہوتا تو تجھکو ابتدا سے لیکر انتہا تک اس کام کی حقیقت سے واقفیت رہتی تھی جیسے کہ مٹھائی گر ہمیشہ مٹھائی بنایا کرتا ہے جب اس سے پوچھو کہ لڈو کیونکر بناتے ہو تو وہ فوراً جواب دیدیتا ہے کہ بھائی ہم تو لڈو اس طرح تیار کرتے ہیں۔ اور جو شخص لڈو کے بنانے سے واقف ہی نہیں اور کبھی اُس نے بنایا ہی نہیں وہ شخص

البتہ ہرگز نہیں بتا سکتا کہ لڈو کے تیار کرنے کے لئے ہم فلاں فلاں اسباب پہلے بہم پہونچا لیتے ہیں۔ بعد میں اس ترکیب اور ترتیب کے ساتھ لڈو بنا لیتے ہیں بدستور ہاتھ کے اُٹھانے کا کام اگر فی الواقع تو نے ہی کیا ہوتا۔ تو البتہ اور ضرور تجھکو اُس کام کے کرنے کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہ ہی ہوتی اور تو فوراً بتا ہی دیتا کہ میرے ہاتھ میں فلاں فلاں نسیں یا رگیں یا پٹھے فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے فلاں نس یا رگ یا پٹھے کو میں پہلے حرکت اس طرح کی دیتا ہوں اور اس کی حرکت کا اثر دوسرے فلاں فلاں نسوں یا رگوں یا پٹھوں پر پڑتا ہے۔ جب ان میں اس طرح کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے پھر ان تمام باموقع حرکتوں کے وقوع سے میرا ہاتھ اُٹھتا ہے لیکن جب تجھکو تیرے ہاتھ کی ہی حقیقت سے مطلق آگاہی نہیں کہ اس کے اندر کون کونسی نسیں یا رگیں یا پٹھے کس کس موقع پر کس حیثیت کے ساتھ ہیں اور ہاتھ کے اُٹھنے کا دار و مدار کون کونسی نس یا رگ یا پٹھے کی پہلی حرکت پر موقوف ہے اور اس کی تائید کے لئے۔ کون کونسی نسیں یا رگیں یا پٹھے آمادہ ہوتے ہیں۔ تو پھر ہاتھ کے اُٹھانے کے کام کو جو تو اپنے طرف نسبت کر کے خود کو اُس کام کا کرنے والا بتاتا ہے یہ تیرا دعوےٰ ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ تو فی الفور اُس کام کی پوری حقیقت اور اُس کے قواعد مسلمہ کے بیان پر قادر ہو سکے اور یہ امر قطعاً یقینی اور سب کے نزدیک مسلم ہے کہ تو تو کیا بلکہ کوئی آدمی اپنے روزمرہ کے قدرتی حرکات و سکنات و افعال وغیرہ کے قواعد مسلمہ اور کوائف واقعیہ کے بیان پر ہر گز ہرگز قادر نہیں ہو سکتا۔ وجہ خاص اسکی در اصل یہی ہے کہ در اصل ان روزمرہ کے قدرتی حرکات و سکنات و افعال جاریہ کے کرنے والے ہم نہیں ہیں چونکہ ہمارے ارادوں کے ساتھ فوراً وہ حرکات و سکنات و افعال ہم سے سرزد ہوتے ہیں لہٰذا ہمکو دھوکا ہو جاتا ہے کہ ہم خود ان کاموں کے کرنے والے ہیں وَاللّٰهِ بِاللّٰهِ ثُمَّ تَاللّٰهِ (یعنے قسم ہے خدائے پاک کی کہ جس نے ہمکو پیدا کیا اور جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری جان مسخر ہے) ہم خود ان روزمرہ کے قدرتی حرکات و سکنات و افعال کے کرنیوالے ہرگز ہرگز نہیں ہیں بلکہ در اصل ان روزمرہ کے قدرتی حرکات و سکنات و افعال کے کرنیوالے وہ روحانیان ہیں کہ

جنکو اللہ تعالےٰ نے ہمارے جد اعلےٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ساجد بنایا تھا۔ تُنکے
ہی سجدۂ حقیقی کا یہ نشان یا برہان ہے کہ ہم جس کام کا ارادہ کرتے ہین وہ روحانیان خود
بخود فوراً اس کام کو بغیر دیری اور سُستی کے وقوع کی اور صدور کی اور ظہور کی صورت دیدیتے
ہین ہمارے ارادہ کے ساتھ ہی فی الفوران حرکات وسکنات وافعال روزمرہ وقدرتی کا
صدور وظہور ہوجاتا ہے لہذا ہم دہوکہ کھاجاتے ہین۔ ای گرامی عزیز تو خود غور صحیح کے ساتھ
خیال کرکے دیکھ اور خوب ہی سوچ سمجھ۔ کہ ہم سے روزمرہ کے قدرتی حرکات وسکنات وافعال
یعنے چلنا پھرنا۔ دیکھنا بھالنا۔ بولنا چالنا۔ ہنسنا رونا۔ کھانا پینا۔ ہاتھ پاؤن اور اور اعضا کے روزانہ قدرتی
حرکات غمی اور خوشی کے حرکات وسکنات۔ جوش اور غصہ کے حرکات وسکنات انہین سے
کیا کوئی کام ایسا ہے بھی کہ جسکے کوایف حقیقیہ واقعیہ سے ان حرکات کے صدور کی حالت مین
ہم خود واقف ہون حاشا وکلا۔ کوئی کام ان قدرتی واقع ہونے والے کامون مین سے ہرگز ہرگز
ایسا ہے ہی نہین برخلاف ان کسبی کامون کے کہ جنکو ہم سیکھ کر حاصل کرتے ہین۔ جیسے لکھنا پڑھنا
تیرنا۔ تیر پھینکنا۔ کشتی کرنا۔ مگدر پھیرنا۔ لیزم پھیرنا۔ پکانا۔ پیسنا۔ کوٹنا۔ کپڑا سینا۔ کپڑا کترنا۔ نجاری۔
لوہاری۔ سُنہاری۔ کاشتکاری۔ سپاہ گری۔ جانورون کی سواری۔ حلواگری۔ دواسازی۔ جراحی
وغیرہ وغیرہ سینکڑون کسبی کام ہین۔ جو ہم کرتے ہین۔ جب ہم سے پوچھا جائے۔ ہم فی الفوران کامون کے
کوایف واقعیہ اور قواعد مسلمہ کے بیان پر پوری قدرت رکھتے ہین۔ برخلاف ان قدرتی حرکات وسکنات
وافعال روزمرہ کے۔ اگرچہ کہ وہ کسبی کام بھی ان قدرتی حرکات وسکنات کے ہی معاونت وتائید سے
ہی حاصل ہوتے ہین۔ مگر تاہم تعلیم یافتگی کی حد خاص تک۔ اُن کے کوایف واقعیہ اور قواعد مسلمہ سے
ہم واقف رہا کرتے ہین اور انکی بیان پہ (اسی بنا پر) ہم قادر بھی ہین۔ مگر ان روزمرہ کے قدرتی
حرکات وسکنات طبیعیہ جبلیہ کے کوایف واقعیہ سے نہ تو ہم بالذات واقف ہین اور نہ ان کے
فوری بیان پر قادر ہین۔ پس بوضاحت تمام واضح ہوگیا کہ یہ امور وافعال طبیعیہ قدرتیہ جو ہمارے ارادے
کے ساتھ ہم سے سرزد ہوا کرتے ہین۔ فی الواقع ہم خود ہی ان کے کرنے والے ہرگز نہین ہین بلکہ

اُن کے کرنے والے دراصل وہی روحانیان ہین کہ جنکو خداوند کریم جل شانہ نے ہمارے اور ہمارے جداعلے کے لئے ساجد حقیقی یعنے مسخر اور زیر فرمان بنادیا ہے۔ جماد۔ نبات حیوان۔ انسان ان موالید اربعہ سے جو امور طبیعیہ۔ فطرتیہ۔ قدرتیہ کہ روزمرہ سرزد ہوتے ہین ان سب کے کرنے والے دراصل وہی روحانیات ہین جنکو خداوند کریم نے ان موالید اربعہ کے ارواح جبروتیہ کی خدمت کے لئے یعنے سجدۂ حقیقی کے لئے مامور کردیا ہے تُف ہے ہمارے اور تمہارے جھوٹے دعوؤن پر کہ ان امور طبعیہ روزمرہ کے سرزد ہونے والے افعال کی نسبت ہم اور تم اپنے طرف کرکے دعوے کرتے ہین کہ ہم نے ایسا کیا ویسا کیا۔ حالانکہ درحقیقت ان کے کرنے والے دوسرے ہین ایعزیز با تمیز اگر تو اس وقت یہ کہیگا کہ جب خداوند کریم نے ان روحانیات کو ہمارے لئے ساجد حقیقی ہی بنادیا ہے اور ہمارے زیر فرمان ہی کردیا ہے اور وہ بھی یہ سب کام ہمارے ارادے اور حکم کے مطابق ہی کرتے ہین تو اس بنا پر ہمارا اُن کامون کی نسبت کا اپنے طرف کرنا خداوند کریم سے کے قواعد مسلمہ فطرت سے برخلاف ہرگز نہ ہوا۔ ہان ہان۔ اس سمجھ کے ساتھ تمہارا اور ہمارا امور مذکورہ کی نسبت کو اپنے طرف کرنا بے شک قواعد مسلمہ فطرت کے مطابق اور موافق اور مناسب ہے ہی۔ مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ ہمکو یہ بھی حتماً لازمی ہے کہ ان ہماری فرمان بردار یعنے ہماری ساجد روحانیون کا خیال کرکے کچھ تو اپنے دل مین شرمائین اور بغیرت اختیار کرین اور عبرت لین۔ کیونکہ خدای پاک نے تو ان کو ایک ہی مرتبہ اُسْجُدُوا لِآدَمَ فرمایا۔ اُس ایک ہی مرتبہ کے فرمان کو مانکر نوع آدم کی ابتدا سے لیکر انتہا تک ایسی اطاعت دائمی اختیار کرلی کہ اپنی نوعیت اور حیثیت کے خلاف کی صورت مین بھی وہ بنی آدم کی فرمان بری سے ایک سر منہ نہین پھیرتے اور ہم (باوجودیکہ خدائی پاک نے ہم کو اشرف المخلوقات کا خطاب بخشا ہے اور خاص روحانیون کو ہماری فرمانبرداری مین مسخر گردانا ہے) باآنکہ ہمارے رسولؐ پاک کی معرفت سے پچاسون مرتبہ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَمَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ

وَالْجِنَّ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ وغیرہ وغیرہ بالتکرار والتاکید۔ خدای پاک نے حکم دئے مگر ہم ہین کہ ہمارے ایسے محسن آقا سے روگردان اُسکے لئے سجدۂ حقیقی کا اداکرنا تو رہا بالاے طاق پنجوقتہ سجدۂ ظاہری بھی نہین کرتے ہین۔ اور جب ہماری نفسانی خواہش کے مقابلہ مین کوئی حکم اُس کا یا اُسکے رسولِ پاک کا آجاتا ہے تو فی الفور ہماری خواہش نفس کی اتباع اور فرمان برداری کر لیتے ہین اور حکم خدا ورسولؐ کی کچھ بھی پروا نہین کرتے ہین۔ افسوس صد افسوس ہزار افسوس۔ ہمارے کفران نعمت آلہی کی کوئی حد بھی ہے جب خداوند کریم رب رحمان رحیم ہی ہماری عمر بھر کی سرکشی کو دیکھکر فرماتا ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَہٗ تو پھر خود ہی کہئے کہ ہم کس پرلے درجے کا فرنعمت احسان فراموش ہین الیعزیز ہمکو کچھ تو عبرت لینا چاہئے آخر ایک روز اس آقا کے روبرو ہمکو جانا پڑے گا ہی۔ لہٰذا طالب خدا کو چاہئے کہ ہمارے لئے روحانیون کے سجدۂ حقیقی کی ادائی کو دیکھکر کچھ تو عبرت لین اور ہوش وحواس اپنے کچھ تو درست کرین۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْن

اروَاح سُدُنہ

جماد ونبات وحیوان وانسان کی ارواح جبروتیہ کے زیر فرمان خدای پاک نے جن روحانیون کو کیا ہے۔ اُن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) **روح جمادی** یعنے پتھرون کی روح جبروتی کے لئے دو خادم ہین ایک مُخَفِّفَہ یعنے جسم کو ہلکا بنانے والی۔ روحانی دوسرا مُثَقِّلَہ یعنے جسم کو بھاری یعنے وزنی بنانے والی۔ روحانی پہلی روحانی کے اثر سے پتھر کا جسم ماپ مین بڑا۔ اور وزن مین کم ہوتا ہے اور دوسری روحانی کے اثر سے پتھر کا جسم ماپ مین چھوٹا اور وزن مین زیادہ ہوتا ہے **روح جمادی** اپنے اُن اصلی دو خادمون کے ذریعہ اور مدد سے انواع واقسام کے جمادات مین سے ہر ایک کے تعین کی قابلیت کے مطابق اُن اُن کے اجزا کو آپسمین ایک دوسرے کے ساتھ چپیدہ کر کے اُن کے اجسام کو

خارج میں موجود گردانتی ہے اور مشہود کرتی ہے۔

(۲) **روح نباتی**۔ یعنے درختوں کی روح جبروتی کے لئے خداوند کریم نے دس خادم دیئے ہیں۔ **غاذیہ** خوراک کی لینے والی روحانی **جاذبہ** لی ہوئی خوراک کو۔ اندر کھینچنے والی روحانی **ماسکہ** اندر کھینچی ہوئی خوراک کو تھام رکھنے والی روحانی **ہاضمہ** تھام رکھی ہوئی خوراک کو ہضم یعنے پخن کرنے والی روحانی **دافعہ** پخن کی ہوئی خوراک میں سے جوہر کے الگ کرنے کے بعد جو فضلہ یعنی تلچھٹ کہ بچ جاتا ہے اسکو باہر نکالکر پھینکنے والی روحانی **مقسمہ** خوراک سے جو جوہر کہ تیار کیا گیا ہے اُسکو جسم کے متفرق اجزا کے طرف باٹنے والی روحانی **محافظہ** جس عضو کا جو حصہ کہ ہوا اُسی عضو کو اُسکے پہونچانے کی حفاظت کرنے والی روحانی **نامیہ** حصہ پہونچے ہوئے جسم کو بڑہانے والی روحانی **مولدہ** بڑہنے والے حصہ کا جسم پیدا کرنے والی روحانی **مصورہ** نئے پیدا اور ظاہر ہونے والے جسم کو آگے جو صورت کہ دینے کی ہے وہی صورت دینے والی روحانی روح نباتی کی تابعداری میں اسکے ان دس خادموں کے علاوہ روح جمادی اور اُسکے دو خادم بھی ہیں۔ روح نباتی اپنے دس خادموں کو اور روح جمادی کو اور اسکے دو خادموں کو اپنی تابعداری میں لیکر انواع و اقسام کے نباتات میں سے ہر ایک کے تعین یعنے صورت نوعیہ کے مطابق اجسام نباتات کو اپنی تدبیر و تصرف و تاثیر سے خارج میں موجود اور مشہود گردانتی ہے۔

(۳) **روح حیوانی** یعنے جاندار چیزوں کی روح جبروتی کے لئے خدائے پاک نے چودہ خادم دیئے ہیں حواس خمسہ ظاہری۔ یہ پانچ روحانیاں ہیں۔ سامعہ سننے والی روحانی۔ باصرہ دیکھنے والی روحانی۔ شامہ سونگھنے والی روحانی۔ ذائقہ۔ مزہ چکھنے والی روحانی۔ لامسہ چھونے والی روحانی۔

حواس خمسہ باطنی یہ بھی پانچ روحانیاں ہیں حس مشترک متخیلہ۔ واہمہ۔ مصورہ۔ حافظہ ان دسوں روحانیوں کا بیان بھی اوپر گذر چکا ہے یہ دونوں قسم کی روحانیاں ملکر دس خادم ہوئے۔ ان کے علاوہ مخوفہ یعنے ڈر اور خوف کے پیدا کرنے والی روحانی **غاضبہ** غصہ کی پیدا کرنے والی روحانی ان دونوں روحانیوں کو قوای محرکہ یا ارواح محرکہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے سبب سے طبیعت میں ایکدم ایک حرکت

اور جنبش پیدا ہوجاتی ہے اور طبیعت کی حالت سابقہ مین اُنکی جنبش کے سبب سے فوراً تغیر واقع ہوجاتا ہے باعثہ[13] کام کا سبب پیش کر کے کام کے لئے اُبھارنے والی روحانی فاعلہ[14] اس اُبھارنے کے ساتھ ہی ساتھ کام کر دینے والی روحانی یہ چودہ[14] خادم روح حیوانی کے قبضۂ قدرت مین دیئے گئے ہین اور ان چودہ خادمون کے علاوہ روح نباتی اور اسکے دس[10] خادم اور روح جمادی اور اسکے دو[2] خادم یہ تیرا[13] خادم بھی روح حیوانی کے قبضہ مین مسخر ہین روح حیوانی اپنے خود کے چودہ خادمون کے ساتھ روح نباتی کو اور اسکے دس خادمون کو اور روح جمادی کو اور اسکے دو خادمون کے ساتھ اپنے تابعداری مین لیکر انواع واقسام کے حیوانات مین سے ہر ایک کی قابلیت کے مطابق اُن اُن کے اجسام کو اپنی تدبیر وتصرف کے ساتھ اور اثر کے ساتھ خارج مین موجود اور مشہود کر دیتی ہے

(۴) روح انسانی یعنے انسان کی روح جبروتی کے لئے خاص دو[2] خادم خدائے پاک دیئے ہین ایک[1] ناظرہ ہر کام مین اور چیز مین نظر اور غور کرنے والی سوچنے سمجھنے والی روحانی دوسری[2] عاملہ کام مین غور کرنے اور سمجھنے اور سوچنے کے بعد جو کچھ کہ سمجھ مین آگیا ہے اسکے مطابق باقاعدہ عمل مین لانے والی روحانی یہ دونون روحانیان گویا روح جبروتی انسان کے دو وزیران ہین ان کے ہاتھ کے نیچے روح حیوانی اور اُسکے چودہ[14] خادم اور روح نباتی اور اسکے دس[10] خادم اور روح جمادی اور اسکے دو خادم تابع فرمان اور مسخر کر دیئے گئے ہین وہ دونون وزیران روح انسانی کے ان تینون روحون اور ان کے چھبیس[26] خادمون کو ساتھ لیکر روح انسانی کے تابع فرمان ہین یہی تمام روحانیان اور سوائے ان کے ملائکہ صافات۔ زاجرات۔ ناصرات وغیرہ (جو اوپر بیان کئے گئے ہین) ہین جو حضرت آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے پر مامور ہوئے تھے اور حضرت آدمؑ کے لئے ان کے سجدہ کرنے کا ذکر بھی نص قرآنی مین آچکا ہے۔ روح انسانی کے قبضۂ اقتدار اور تصرف مین بحکم الٰہی یہ سب کے سب مسخر ہین تاکہ بروقت اُسکی اقتضا اور خواہش کے موجب فوراً اسکے حکم کی تعمیل کیا کرین چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ یہ مذکور روحانیان (جن کا قبضۂ اقتدار روح انسانی

مین مسخر ہونا بیان کیا گیا ہے) کبھی حکم روح انسانی کے بجالانے مین ہرگز دیری نہین کرتے ہین کیونکہ ان کو جو حکم الٰہی کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ہوا ہے مفاد اس کا یہی ہے کہ لطیفۂ روح انسانی کے روبرو تم اپنے کو ہیچ جانو اور اس کا ہرایک کہا مانو کیا تو نہین خیال کرتا کہ جب کبھی تیرا ارادہ کسی چیز کے طرف دیکھنے کا ہوتا ہے تو فوراً تیری آنکھ کھلجاتی ہے۔ اور اُس چیز کے طرف نظر دوڑا ہی دیتی ہے تجھکو خبر تک نہین ہوتی کہ تیری آنکھون کے پپوٹے کیونکر کُھل گئے۔ کِن کِن نسون اور رگون کی کھنچاوٹ سے پپوٹے کھلتے ہین۔ بدستور جب تو کسی کام کے لئے اپنے ہاتھ کو اٹھانا چاہتا ہے تو فوراً تیرا ہاتھ اوٹھ جاتا ہے حالانکہ تجھکو مطلقاً اس امر کی آگاہی نہین کہ کِن کِن نسون رگون پٹھون کی کھنچاوٹ سے ہاتھ اُٹھتا ہے تیرے ہر ہر عضو سے جو جو کام کہ روزمرہ قدرتی طور پر ہوا کرتے ہین اُن مین سے ہرایک کام پر تو غور اور انصاف کے ساتھ جانچ کر دیکھ اور خیال کر تو تجھکو صاف طور پر یقین حاصل ہو جائے گا کہ تیرے اعضائے جسمانی کی روزمرہ کی قدرتی حرکات وسکنات فی الواقع ایسے ہین کہ تو دراصل ان کی تدبیر سے واقف اور آگاہ ہی نہین نہ ان حرکات کی ماہیت اصلی سے تو خبر رکھتا ہے اور نہ ان کے کوائف واقعیہ سے تجھکو اطلاع ہے پھر تو اس پر سے قطعًا یہ ثابت ہوگیا کہ ان حرکات وسکنات وافعال طبیعیہ کے صادر کرنے والے دراصل وہی روحانیات ہین کہ جنکو خداوند کریم جل شانہٗ نے تیرے روح جبروتی کے زیر فرمان قبضۂ اقتدار مین اپنے حکم غالب الاثر اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کے ذریعہ سے مسخر بنا رکھا ہے۔ جن فرشتون نے کہ حضرت آدمؑ کو بحکم الٰہی سجدہ کیا تھا آج وہ سب اولاد آدم کے بھی سجدہ مین مشغول اور مصروف ہین ہی مگر دیکھنے کیلئے آنکھ چاہئے کہ وہ کیفیت جلوہ نما ہو جسکو اس چھپے ہوے رمز سے آگاہی نہین ہے وہ تو اس سجدۂ ملائکہ کی حقیقت کو صرف ایک کہانی سے زیادہ وقیع نہین جانتے ہین۔ خداوند کریم جل شانہٗ کے اس احسان جزیل سے وہ واقف ہی نہین ہین۔ پھر خدائے پاک کی شکر گذاری ہی ان سے کیونکر ادا ہو سکتی ہے ہرگز نہین ادا ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے جو خدای پاک فرماتا ہے قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ یعنے میرے بندون مین سے میرے شکر گذار بندے تھوڑے سے ہین۔

انسان کے اندر اُسکے جسم کے ذرات کا ایک دوسرے کے ساتھ باہم چسپیدہ ہو کر جمے ہوے رہنا انسان کے اندر **روح جمادی** کے اور اُس کے خدام کے موجود رہنے پر دلیل بین ہے اور اور انسان سے کھانا پینا۔ غذا کا معدہ مین جانا۔ ہضم ہونا۔ ہر ہر عضو کو جوہر غذا کا پہونچنا۔ جسم کا بڑھنا اور صورت سابقہ کا قائم رہنا وغیرہ یہ سب امور جو روزانہ مشہود ہوتے ہین سو انسان کے اندر **روح نباتی** کے اور اسکے خدام کے موجود رہنے کا گواہ واثق ہے اور انسان سے دیکھنا سُننا سونگھنا۔ چکھنا چھونا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کام کاج کرنا۔ ڈرنا۔ دوسرے پر حملہ کرنا۔ سونا وغیرہ امور جو روزمرہ پائے جاتے ہین سو انسان کے اندر **روح حیوانی** کے اور اُسکے خادمون کے موجود رہنے پر نہایت قوی اور مضبوط تر دلائل ہین اور انسان جو ہر چیز اور ہر کام کی ماہیت کو غور اور فکر کے ساتھ تلاش کرتا اور پاتا ہے سو یہ انسان کے اندر **قوت نظری** یا قوت ناظرہ یا قوت مدرکہ کے موجود رہنے کو قطعاً ثابت کرتا ہے اگر انسان مین یہ قوت یا روحانی نہ ہوتی تو انسان کا خداشناس ہونا تو درکنار ہی رہا۔ بلکہ کسی جسمانی چیز کے حالات کو بھی ہرگز نہ جان سکتا تھا۔ اور انسان مین ہر کام کی اصلیت کے معلوم ہو جانے کے بعد اس کام کو قواعد و ضوابط کے ساتھ پورا کرنے کی صفت جو پائی جاتی ہے سو یہ انسان کے اندر **قوت عاملہ** یا **قوت عملی** کے موجود رہنے کی زبردست شہادت ہے اگر انسان مین یہ قوت یا روحانی نہ ہوتی اس کا خداپرست بننا تو کیا بلکہ دنیا کا بھی کوئی کام باقاعدہ ہرگز نہ کرسکتا تھا۔

پھر تو روح انسانی کہ جسکو اللہ تعالےٰ نے خلافت کا مستحق بنا کر پیدا کیا ہے اپنے دونون وزیرون یعنے قوت ناظرہ اور قوت عاملہ کی حسن تدبیر کے ساتھ روح جمادی اور روح نباتی اور روح حیوانی کو اور اُن کے خادمون کو اپنے قبض و تصرف مین دائرہ اقتدار کے اندر لیکر خود آپ حضرت رسالت پناہ خاتم الانبیا **محمد** مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تابع مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (یعنے جو رسول کی اطاعت کرے اس نے بیشک اللہ کی اطاعت کی) کے حکم مین داخل مامور اور اپنے اوقات جاریہ کو اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (یعنے اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو

اُسکے رسولؐ کی) کے حکم کی تعمیل مین معمور رکھے تو لائق ہزار ہا تحسین اور سزاوار صد ہا آفرین ہے اُس کا پیدا ہونا اور مرنا دونون چیزین دنیا و آخرت دونو اسکے اچھے ہین۔ خلافت الٰہی اس کا منصب ہے ولایت و قطبیت اسی کا عہدہ ہے وہی ہے ولی کامل اور خدا کا واصل وہی ہے وجوب اور امکان کا۔ برزخ جامع فاضل ایجاد کائنات سے مقصود اصلی اُسی کا وجود باجود ہے بلکہ باعث ہستی و قیام عالم اسی کی ہستی و وجود ہے اور اگر برخلاف اسکے اپنے تمامی خدام اور وزیرون کو لیکر اپنے خالق رب رحمان رحیم سے اور اسکے رسولؐ کریم سے روگردان۔ سرکش و نافرمان نشۂ غرور خودی سے سرشار جد فرعون خود مختار بن گیا تو پھر شیطان رجیم سے بھی بڑھکر مردود لئیم خدا کی لعنت ابدی کا مورد اور اسکی پھٹکار کا مستحق خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ (یعنے برباد ہوگئی دنیا بھی اور آخرت بھی) کا پورا مصداق مورد نفرین جملہ عالم و آفاق ہو جاتاہے مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اللہ پاک ہی ہر مسلمان کو بالخصوص اور ہر آدمی کو علی العموم اس آفت عظیم سے بچاوے۔ اللہ کی پناہ اللہ کی پناہ خداوند کریم۔ رب رحمان رحیم ہمکو اور طریق کے سب بھائیون کو اپنی اور اپنے حبیبؐ کی اطاعت کی سیدھی راہ پر چلاوے اور ہمارے دلون مین اپنے غضب کا خوف اور اپنی رحمت کی امید دونون ساتھ ساتھ برابر رکھے اور ہماری ہستی ناقصہ کو اپنی ہستی کاملہ مین فنا گردان کر اپنی عنایت سے اپنے طرف سے بقاے نیک عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سوال عالم یعنے ماسوای اللہ یعنے مخلوقات کے اقسام اور ان مین سے ہر ایک کی تعریف اور حقیقت بفضلہ تعالیٰ پورے طور سے معلوم ہوگئی اور اس عالم کو عالم کہنے کی وجہ مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ اس عالم کے بیان پر سے اور اس حالات پر سے اسکے پیدا کرنے والے کی پہچان حاصل ہوجاتی ہے سو اس کی تشریح اور توضیح کیسی ہے۔ **جواب** جب تو نے جان لیا کہ عالم مین کل تین ہی طرح کی چیزین ہین۔ ایک جسمانی جو کثیف مادہ سے بنی ہوئی ہین جنکو عالم ناسوت کی چیزین کہتے ہین دوسری نورانی جو لطیف مادہ سے بنی ہوئی ہین جنکو عالم ملکوت کی چیزین کہتے ہین تیسری مجرد بسیط چیزین جو مادہ سے مجرد اور غیر مرکب ہین صرف ہستئین ہین

بے صورت و بے شکل بے چون بے چگونہ جنکو عالم جبروت کی چیزین کہتے ہین۔ الحاصل ان تین
طرح کی چیزون مین سے کوئی چیز کیون نہو جب تو اُن کی حالتون پر غور کریگا تو روزمرہ کے
تجربہ اور مشاہدہ پر سے معلوم ہوجائیگا کہ جن وجودیا ہین سے کہ یہ چیزین موجود ہین۔ یا موجود
کہلاتی ہین۔ وہ وجودیاہین ان کا ذاتی نہین ہے یعنے یہ چیزین ایسی نہین جو اپنے ذات
سے آپ موجود ہون اور اس امر کے جانچنے اور دریافت کرنے کا طریق یہ ہے کہ ہماری
حواس ظاہری سے جو چیزین کہ ہمکو محسوس ہوتی ہین ہم اُن کو پہلے جانچکر دیکھین کہ وہ
اپنی ذات سے آپ موجود ہین یا کہ نہین پس ہم جب محسوسات کے دریافت کے طرف متوجہ
ہوتے ہین تو اُن مین سے ہم ہر چیز کو ایک ایک پیمانۂ خاص مین مقیدّ اور محدود پاتے ہین۔ اور
شئے کا یعنے چیز کا کسی پیمانۂ خاص مین مقیدّ اور محدود ہونا منافی ہے اس امر کا کہ اُس کا وجود
اس کی ذات سے ہو اس لئے کہ جس چیز کا وجود خود اس کا ذاتی ہو وہ کسی طرح کے تقید کو اپنے
لئے ہرگز قبول نہین کرسکتی کیونکہ قید کو وہی چیز قبول کرتی ہے کہ جسمین اس قید سے تجاوز کرنے
کی قوت نہو اور علاوہ برآن محسوسات مین ہم جس چیز کو دیکھتے یا پاتے ہین تجربہ اور مشاہدہ ہمارا
گواہی دیتاہے کہ اس چیز کی ہستی کے لئے کئی قواعد وضوابط مستحکم ہین جن سے وہ چیز ہرگز تجاوز
نہین کرسکتی۔ چنانچہ جماد اور نباتات اور حیوان ان مین سے ہر ایک کی ہستی کے لئے جُداگانہ
قوانین مستحکمہ پائے جاتے ہین جنکی رعایت نہ کی جانے سے ان کی ہستی ہی خلل پذیر ہوجاتی ہے اور
بھی سوائے اس نوعیہ قوانین کے ان انواع مین سے ہر یک نوع کی ہستی کے لئے دوسرے
انواع کی ہستیون کے ساتھ بھی روابط مستحکمہ کے قوانین پائے جاتے ہین۔ یہانتک کہ اگر پوری
طور سے غور صحیح کیاجائے تو مشہود اور ثابت ہوتا ہے کہ عالم محسوسات کی کوئی نوع۔ بغیر دوسرے
انواع کے اکیلی ہرگز نہین رہسکتی پھر تو یہ تمام تقیدات اس امر کے شواہد واثقہ ہین کہ ان مین
سے کوئی شئی بھی اکیلی ہرگز نہین۔ جو اپنی ذات سے آپ وجود مستقل رکھتی ہو۔ اسلئے کہ ہر ایک
چیز کی ہستی قوانین مستحکمہ اور پیمانہای خاص کے ساتھ قطعاً مقیدّ ہے ہی اور یہ اُن کا تقیدُّ

ظہوری و معنوی قطعاً اس امر کا شاہد قوی ہے کہ جس وجود یا ہیں سے کہ یہ موجود ہیں اور موجود کہلاتے ہیں سو وہ وجود اُن کا ہرگز ہرگز ذاتی اور مستقل نہیں ہے کیونکہ انہیں سے ہر ایک کی محدودیت اور تقید ظاہری و باطنی خود ہی منافی ہے ان کے وجود مستقل کا جیسے کہ دلایل اوپر گذر چکے ہیں اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ ان کا وجود کہ جس سے یہ موجود ہیں ان کا ذاتی نہیں ہے تو پھر اسکے ساتھ ہی یہ تسلیم ہی کرنا لازم ہوگا کہ وہ وجود ان کو دوسرے کے طرف سے دیا گیا ہے پھر تو ثابت ہی ہوگیا کہ جس کے طرف سے ان کو وجود ملا ہوا ہے وہی ان کا رب ہے یعنے جس وجود سے کہ یہ اشیاے عالم موجود ہیں اور موجود کہلاتے ہیں۔ اور موجود نظر آتے ہیں سو وہ وجود دراصل پرتو ہے اُس حقیقت کاملۂ قدیمہ کا جو خود ہی مَا بِہِ الْمَوْجُودِیَّہ ہے اُسی حقیقت کاملہ واقعیہ مَا بِہِ الْمَوْجُودِیَّہ کا ہی نام نامی خُدا اور اَللّٰہ اور یَزْدَان اور بھگوان ہے جو اپنی ذات سے آپ موجود ہے بلکہ دوسروں کی موجودیت بھی اُسی کے وجود کے پرتو سے ہی ہے۔ یہی خلاصہ ہے اُس کا جو حدیث صحیحہ میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ وارد ہوا ہے کیونکہ جب بغور غایر تجسس کیا جاتا ہے تو اشیاے عالم کی حقیقت میں اخیر چلکر دو ہی چیزیں نکل آتی ہیں ایک پیمانجاتِ خاص اور اُن کے احکام خاص دوسرا وجود اور بس انہی دو چیزون سے تمام اشیاے عالم مرکب ہیں۔ ہر شئی کے لئے ایک پیمانہ خاص اور اسکے ساتھ احکام خاص ہیں وجود کی سرایت اُن میں ہونے سے وہ اشیا معہ احکام خاصہ خود موجود کہلاتے ہیں اور موجود بنتے ہیں یہی ہے وہ رمز جسکو باغ ارم میں جناب مستعان علی شاہ صاحب نے اس مصرع میں ادا کیا ہے ع صورتان بندہین صورت سے خدا ہے یعنے مخلوقات اور عالم جن کا نام ہے وہ دراصل پیمانجات خاصہ ہیں حق تعالےٰ و تقدس کے پرتو وجود سے احکام خاصہ کے ساتھ موجود فی الخارج ہوتے اور موجود خارجی کہلاتے ہیں یہی وجہ خاص ہے جو حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہ کو ہست نیست نما کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسا ہست ہی کہ اپنی ہستی کے پرتو سے ان صرف پیمانجات خاصۂ اعدام اضافیہ کو ہستی کے روپ میں

دکھا رہا ہے اور ان اشیاے عالم کو نیست ہست نما کہتے ہین کیونکہ یہ دراصل صرف تعینات عدمیہ ہین جو بذات خود نیست اور عدم ہین۔ اپنی ہستی عارضی سے (جو ان کو ہست حقیقی کے طرف سے ملی ہوئی ہے) ہست اصلی کا پتہ بتا رہے ہین اور جبکہ اشیاے محسوسہ بحواس ظاہر کا یہ حال ہے یعنے جسمانی چیزون کا یہ حال ہے تو پھر ملکوتی اور جبروتی چیزون کو بھی انہی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اشیائے جسمانی کا تو پیمانجات خاصہ ہونا خود ہی محسوس بحواس ظاہری ہے۔ اب رہین اشیاے ملکوتی او پر ظاہر ہے کہ وہ بھی تو صورت اور شکل رکھتی ہی ہین پھر تو ان کے حال کو بھی ان اشیائے جسمانی کے حال پر خیال کرنا کوئی امر بعید از قیاس ہرگز نہین۔ اب رہین اشیاے جبروتی جو بے صورت اور بے شکل ہین لیکن فی الواقع وہ بھی صرف تعینات ہی ہین ہستی کے۔ کیونکہ اگر ان کو فی الواقع تعین اور پیمانہ نہوتا تو پھر ان کا ظہور ملکوتی اور ناسوتی کیون پیمانہ کو قبول کرتا ہرگز نہ قبول کرتا۔ اور جب جبروت کے ان دونون ظہور یعنے ظہور ملکوتی اور ظہور ناسوتی مین بھی تعین اور پیمانہ موجود ہے تو پھر معلوم ہوگیا کہ روح جبروتی کو بھی پیمانہ اور تعین ہے ہی مگر وہان ظہور کے نہ رہنے کے سبب سے نہین نظر آتا۔ جیسے کہ تخم کے اندر اجزاء درخت کے سب پیمانہ جات موجود ہین ہی لیکن عدم ظہور کا موقع رہنے کے سبب نہین نظر آتے بدستور مقام جبروتی کا بھی وہی حال ہے۔ تو پھر اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ عالم ناسوت یا عالم ملکوت یا عالم جبروت ان مین کوئی چیز کیون نہو۔ دراصل اسکی حقیقت صرف ایک پیمانہ عدم اضافی ہے کہ جس مین وجود حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ کے پرتو کے سرایت کرنے سے اُس پیمانہ کے مطابق مع احکام خاصہ وہ چیز موجود فی الخارج ہو جاتی ہے۔ اور موجود خارجی کہلاتی یہی وجہ ہے جو عالم جبروت یعنے عالم ارواح کی چیزون کو افعال آلہیہ۔ اور عالم ملکوتی کے چیزون کو امثال اور عالم اجسام کی چیزون کو اُن کے آثار کہتے ہین۔ پس مخلوقات مین بھی تین چیزین ہین فعل آلہی اور اُس کا مثال اور اُسکا اثر خارجی آخر سے جو چیز کہ ظاہر مین موجود ہوئی ہے اُسکو مثال سے فیض پہونچتا ہے اور مثال کو فعل آلہی سے فیض پہونچتا ہے اور فعل کو ذات فاعل جل شانہ

سے فیض پہونچتا ہے اور ذات فاعل وہی حقیقت کاملہ مَا بِہِ الْمَوْجُودِیَّہ ہے کہ جسکے وجود کے پرتو سے یہ فعل اور مثال اور آثر فیض موجود فی الخارج ہوتے ہیں۔ پس اے طالب تو ہی انصاف اور غور صحیح کے ساتھ خیال کر کے دیکھ لے کہ تیری موجودیت کی حالتیں تیری حقیقت کے ساتھ (جو صرف ایک پیمانہ عدم اضافی ہے) تیرا رب کریم کہ جسکے وجود کے پرتو سے تو موجود ہوا ہے سو وہ زیادہ نزدیک ہے یا کہ تیرے جسم ناسوتی کی رگ گردن زیادہ نزدیک ہے۔ پھر تیرے رب کی خبر نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ پر تہ دل کے ساتھ کیوں نہیں ایمان لاتا ہی ہے وہ رمز جو کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎ خدا تجھ پاس تو ڈھونڈھے جنگل میں ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں (انتہٰی)۔

لاہُوت کا بیان

اے طالب صادق۔ جب تجھکو عالم یعنے ماسوای اللہ کی حقیقت اور اُسکے اقسام اور اُسکی ہر قسم کے حالتوں سے مجملاً آگاہی اور پہچانت حاصل ہوچکی تو تجھکو تیری ذات کی اور تیرے رب کی پہچانت بھی مجملاً گویا حاصل ہی ہوگئی۔ کیونکہ خودشناسی کے حصول کے ساتھ خداشناسی کا حصول بھی ایک لازمی چیز ہے ہی۔ چنانچہ اوپر کے بیان مذکور سے تجھکو اس بات کی خبر ہو ہی گئی ہے کہ مَیں صرف ایک تعین یعنے پیمانہ ہوں عدم اضافی کا کہ جس کے ساتھ چند خاص احکام متعلق ہیں۔ میرے رب کے وجود کے پرتو کی سرایت کے۔ اس پیمانہ میں ہونے کے سبب سے میں اپنے احکام و آثار خاصہ کے ساتھ موجود بنا ہوں اور موجود کہلاتا ہوں۔ تو پھر خلاصہ کلام یہی نکلا کہ مَیں یا اشیائے عالم یہ مرکب چیزیں ہیں۔ تعین عدمی اور وجود حق سے۔ وجود حق کے فیضان سے تعین عدمی اپنے احکام و آثار خاصہ کے ساتھ موجود بنا ہے اور موجود کہلا رہا ہے الیعزیز اس مقام پر ایک نکتہ کا اچھی طرح سے یاد رکھنا نہایت ضروری اور لازمی۔ بلکہ طالب خدا پر فرض ہے سو وہ نکتہ یہ ہے خودشناسی اور خداشناسی کے متعلق چار قول مشہور ہیں۔

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ خارج مین ذات بھی دو ہین اور وجود بھی دو ہین یعنے خدا کی ذات الگ ہے اور اس کا وجود الگ ہے۔ اور بندہ کی یعنے مخلوق کی ذات بھی الگ ہے اور اس کا وجود بھی الگ ہے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ خارج مین ذات بھی ایک ہی ہے اور وجود بھی ایک ہی ہے یعنی خدا کی ہی اکیلی ذات ہے اور اُسی کا اکیلا وجود ہے۔ بندہ یا مخلوق جسکو کہتے ہین وہ صرف وہم و قیاس ہے در اصل نہ تو اسکی کوئی ذات ہے اور نہ اسکا کوئی وجود۔ (۳) تیسرا قول یہ ہے کہ خارج مین ذات تو ایک ہی ہے۔ مگر اُسکے وجود دو ہین۔ ایک وجود متصف بکمال ہے سو وہ خدا کا وجود کہلاتا ہے دوسرا متصف بعیوب سو وہ بندہ کہلاتا ہے (۴) چوتھا قول یہ ہے کہ خارج مین ذات دو ہین مگر وجود ایک ہی ہے یعنے خدا کی ذات الگ ہے اور بندہ یا مخلوق کی ذات الگ ہے۔ مگر وجود ایک ہی ہے جو خدا کا وجود ہے اُس خدا کے وجود سے ہی بندہ بھی موجود ہوتا اور موجود کہلاتا ہے بندہ کے لئے وجود مستقل نہین ہے۔

اے طالب۔ جان لے ان چار قولون مین سے چوتھا قول ہی اہل حق کا قول ہے۔ باقی کے پہلے تینون قول باطل ہین ہرگز صحیح اور قابل تسلیم نہین ہین چنانچہ اُن اقوال ثلاثہ کے بطلان کے ثبوت کی توضیح یہ ہے۔

ابطال قول اوّل

اس قول اوّل کے باطل ہونے کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ پہلا قول تو یہی ہے کہ ذات بھی دو ہین اور وجود بھی دو ہین۔ اس قول مین دو ذاتون کا ہونا بے شک قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ ایک ذات کا وجودی ہونا اور دوسری ذات کا عدمی ہونا ممکن ہے اس لئے کہ اس صورت مین باہم جھگڑے اور مخالفت کی کوئی صورت ہرگز نہین ہے کیونکہ جو ذات کہ عدمی ہوتی ہے وہ اپنی ذات سے غیر موجود ہی رہتی ہے اور جب تک دو موجود مستقل نہون تب تک جھگڑا اور مخالفت ممکن ہی نہین اسی بنا پر خدا پاک اپنے کلام مین فرماتے ہین لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنے آسمان و زمین مین یعنے عالم مین دو مستقل یا ایک سے زیادہ مستقل خدائین ہوتے تو آسمان و زمین خود ہی قایم نہ ہوتے بلکہ پیدا اور موجود ہی نہوتے دونو خداؤن کی باہمی مخالفت کے سبب سے

عالم کا نظام بالکل برباد ہی ہو جاتا۔ پس مستقل وجود والی دو ذاتوں کا ہونا قطعاً باطل ٹھہر گیا
اور اس باہمی منازعت اور مخالفت کے علاوہ دوسری وجہ بھی مستقل وجود والے دو
ذاتوں کے ہونے کے محال اور غیر ممکن ہونے کی یہ ہے کہ ان دو ذاتوں کی اثنینیت
(یعنی ان کا دو ہونا) اور ان میں سے ہر ایک کی معدودیت (یعنے گنتی) یہ دونوں باتیں
ان میں سے ہر ایک کی محدودیت (یعنے ایک حد خاص کے اندر مقید ہونے) کو ثابت
کرتی ہین کیونکہ جس ظرف مین کہ یہ دو نو فرض کئے جائیں اس ظرف کا ان دونوں پر محیط ہونا
لازمی ہے اور جب تک کہ ایک کا حد ختم نہولے تب تک دوسرے کا شروع ممکن ہی نہیں
مثلاً جب کہیں کہ اس طبق مین دو آنب رکھے ہوئے ہین۔ تو اس قول کے سننے سے فوراً
یہ سمجھا جائے گا کہ جس طبق مین کہ وہ دونوں آنب رکھے گئے ہین اُس طبق کا چوڑا پن
کم از کم اتنا تو ہے کہ اس مین دو آنب رکھے جا سکتے ہین اور ظاہر ہے کہ دو آنب کا رکھا جانا
اسی وقت ممکن ہوگا کہ ایک آنب کے رکھے جانے کے بعد دوسرے آنب کے رکھے جانیکے
لئے اس طبق مین جگہ باقی رہے تو پھر اس سے یہ بات قطعاً ثابت ہوگئی کہ ان دونو آنبوں
مین سے ہر ایک آنب ایسا ہے کہ اسکے جسم کے لئے شروع بھی ہے اور آخر بھی ہے یعنے اُس
آنب کا جسم ایک پیمانہ اور ناپ (یعنے اتنا لمبا ہے اتنا چوڑا ہے) رکھتا ہے جس سے اُسکے
جسم کا شروع اور آخر معلوم ہو جاتا ہے اور جب ان دو آنبوں مین سے ہر ایک آنب کا ایک
حد اور پیمانۂ خاص کے اندر مقید ہونا ثابت ہوگیا تو پھر اسکے ساتھ ہی یہ بات ثابت ہوگئی کہ
ان دونوں مین سے ہر ایک کا وجود ان کی صفت ذاتی نہین ہے بلکہ عارضی یعنے دوسرے
کسی کے طرف سے ملی ہوئی ہے اسلئے کہ کسی حد خاص کے اندر مقید ہونے کو وہی چیز قبول
کر سکتی ہے کہ جس مین اُس حد سے تجاوز کرنے آگے بڑھجانے کی قوت نہ موجود ہو کیونکہ اگر اُس
کی ہستی مین اس حد سے تجاوز کرنے کی قوت ہوتی۔ تو وہ اس حد کے اندر مقید ہو جانے کو کیونکر
قبول کر سکتی ہرگز قبول نہ کرتی اس لئے کہ ایک حد خاص کے اندر مقید ہونے کو قبول کرنا عیب اور

نقص کی صفت ہے اور جو چیز کہ اپنی ذات سے آپ موجود ہو وہ ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک اور منزہ رہتی ہے پھر تو ثابت ہوگیا کہ وجود مستقل رکھنے والی دو ذاتوں کا ہونا اور پایا جانا محال قطعی ہے ہی۔ اور خدا کے وجود کا اقرار کرنے والے لوگ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کے سوا دوسری چیزیں بھی موجود مستقل یعنے اپنی ذات سے آپ موجود ہیں کیونکہ یہی خیال ان کا ہوتا تو پھر خدا کے وجود کے اقرار کی اُنہیں ضرورت ہی کیا تھی تو پھر خدا کے وجود کے اقرار کرنے والوں کو لامحالہ قبول ہی کرنا ہوگا۔ کہ بندہ کی یا مخلوق کی ذات عدمی ہے جو اپنی ذات سے وجود نہیں رکھتی۔ اور جب بندہ کی ذات کا عدمی ہونا مسلم ٹھیرا تو دو مستقل ذات اور دو مستقل وجود کا قول باطل ہوگیا ہی۔

ابطال قول دوم۔ دوسرے قول کے باطل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دوسرا قول تو یہی تھا کہ ذات بھی ایک ہی ہے اور وجود بھی ایک ہی ہے۔ اس قول کا ابطلان اس طرح پر ہے کہ جب یہ فرض کرلیا گیا کہ خارج میں ایک ہی ذات ہے اور ایک ہی وجود پھر تو اسوقت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم عالم کی چیزوں میں روزمرہ کے مشاہدہ سے طرح طرح کے عیوب اور نقصانات کو پاتے ہیں تو پھر اُن نقصانات اور خرابیوں کا مرجع کون ہے۔ کیونکہ سارے علما اور فضلا اور حکما اور عرفا اور بزرگون کے نزدیک بالاتفاق یہ بات تسلیم کی گئی ہوئی ہے کہ خدا ایک ایسی چیز کا نام ہے۔ جو ہر طرح کے عیب و نقص سے پاک ہے اور تم اس امر کے قائل ہو کہ خارج میں خدا کی ہی اکیلی ذات موجود ہے۔ اور تمامی عقلا و علما و حکما بالاتفاق کہتے ہیں کہ خدا ہر طرح کے کمال سے متصف۔ اور ہر طرح کے عیب و نقص سے پاک ہے تو پھر خارج کی چیزوں میں۔ اندھاپن۔ بہراپن۔ گونگاپن۔ لنگڑاپن۔ لولاپن۔ نو پیدا ہونا مرجانا۔ فنا ہوجانا۔ سوجانا۔ بھوکا ہونا۔ غمگین ہونا۔ حاجتمند ہونا۔ بےعقل ہونا۔ بوڈھا ہونا۔ سڑجانا گلنا۔ مٹ جانا۔ جل جانا۔ پھٹ جانا۔ ٹکڑے ہونا۔ ناطاقت ہونا۔ کانپنا۔ تھرتھرانا۔ تھک جانا۔ ماندہ ہونا۔ بیمار ہونا۔ تکلیف میں پڑنا۔ دُکھ اٹھانا۔ شرمندہ ہونا۔ لوٹ جانا۔ بھول جانا بھول جانا۔ رونا۔ عاجز ہونا۔ شکست کھانا۔ وغیرہ وغیرہ لاکھوں طرح کی صفات ناقصہ جو عالم کی چیزوں میں

تجربہ اور مشاہدہ سے روزمرہ پائی جاتی ہین آخران کا رجوع کس کے طرف کیا جاویگا کیونکہ یہ مسئلہ تمامی عقلاء کے نزدیک مسلم ہے کہ صفتون کا تحقّق بغیر ذات کے ممکن نہین اور ظاہر ترہے کہ خدائی پاک کی ذات تو ہر طرح کے نقصان وعیب سے پاک اور منزّہ ہے ہی اُسکے طرف توان پائے جانے والے عیوب ونقص کا رجوع کیا جانا قطعاً محال اور غیر ممکن ہے۔ ہوہی نہین سکتا پھر تو لامحالہ تسلیم ہی کرنا ہوگا کہ ان صفات ناقصہ ومعیوبہ کا مرجع بھی کوئی ایک ذات ناقصہ ہوگی ہی۔ کیونکہ بغیر ذات کے صفات کا قیام ہرگز ہو نہین سکتا۔ اور جب عالم کے چیزون مین صفات ناقصہ معیوبہ موجود اور روزمرّہ کے تجربہ اور مشاہدہ سے مشہود ہین ہی۔ تو پھر خارج مین دوسری ایک ذات عدمیہ کے وجود کا اقرار کرنا لازمی ہی ٹھہرا۔ تاکہ اِن صفات ناقصہ کا مرجع اسکے طرف کیا جاے تو پھر دوسرے قول کا رد بھی ہوہی گیا۔ کہ خارج مین ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ابطال قول سوّم۔ تیسرے قول کے باطل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ تیسرا قول تو یہی تھا کہ ایک ذات ہے اور وجود دو ہین۔ اس قول کا بطلان تو اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ جب مان لیا گیا کہ خارج مین ایک ہی ذات موجود ہے تو اُس کے موجود رہنے کے لئے ایک ہی وجود کافی ہے پھر دوسرے وجود کے فرض کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت ہی نہ رہی اور بالفرض جب دوسرا وجود فرض کیا جاتا ہے تو یہ وجود دو حال سے خالی نہین ہو سکتا یا تو اس پہلے وجود کا عین ہوگا یا اُس کا مغائر اور مبائن ہوگا۔ صورت اولے مین اُسکو دوسرا وجود ماننا قطعاً فضول ہے ہی۔ اور جو مغائر ومبائن ہے پہلے وجود کا تو اس وجود کے ساتھ کونسی ذات متصف قرار دیجائیگی کیونکہ پہلی ذات تو پہلے وجود سے متصف ہے ہی اور ظاہر ہے کہ ایک ذات ایک وقت مین دو وجود مغائر ومبائن سے متصف ہو نہین سکتی۔ تو پھر واضح ہوگیا کہ ایک ذات اور دو وجود کا قول ابطل اباطیل ہی ہے جب یہ تینون قول باطل ہوگئے اور ان کا بطلان بخوبی ظاہر ہوگیا تو پھر ثابت ہوگیا کہ چوتھا قول ہی دراصل صحیح اور حق اور مطابق واقع کے ہے۔ پس دراصل ممکنات۔ مخلوقات عالم کی چیزین یہ مرکب چیزین ہین جو تعینات اعدام اضافیہ اور فیضان وجود حق عزوجل سے یعنے ان دونون کے

باہمی امتزاج سے بنی ہوئی ہین یہی وجہ ہے جو عالم کی اشیا مین صفات وجودیہ اور صفات عدمیہ دونون پائی جاتے ہین ان چیزون مین جو کچھ صفات وجودیہ اور ان کے کمالات اور خوبیان کہ ہین اُن سب کا مرجع اصلی وہی ذات حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ ہے۔ کیونکہ وہ سب اُسی فیاض علی الاطلاق کے طرف سے آئے ہوئے ہین۔ یہی وجہ ہے جو خدائے پاک فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کیونکہ تعریف وستایش کے موجب صفات وجودیہ اور ان کے کمالات اور خوبیان ہی ہین اور عیوب ونقایص جو کچھ کہ انہین پائے جاتے ہین ان سب کا مرجع دراصل وہی تعینات عدمیہ ہین کیونکہ عدم ہی ہے جو تمامی عیوب اور نقص کا سرچشمہ ہے جیسے کہ وجود کمال وخوبیون کا معدن ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدائے پاک فرماتا ہے۔ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اسلئے کہ تمامی برائیون اور عیوب کا سرچشمہ ہی عدم ہے پس ایطالب جبکہ تجھکو تیرے ذات کی یعنے تعین عدمیہ کی پہچانت کے حاصل ہونے کے سبب سے اسقدر تجھکو پہچانت آگئی کہ یہ میرا تعین عدمی جس وجود کے سبب سے کہ موجود بنا ہے وہ میرے رب کا ہی وجود ہے نہ کہ میرا اسی کا اسم ذات اَللّٰہ ہے اور اصطلاح عارفین مین اسی کو لاھوت بھی کہتے ہین اور جس طرح پر کہ مخلوق مین تین مرتبہ جان اور دل اور جسم کے یا جبروت اور ملکوت اور ناسوت کے ہین اُسی طرح پر تیرے رب اور خالق مین بھی تین مرتبہ ذات اور علم اجمالی اور علم تفصیلی کے ہین یعنی پہلا مرتبہ کُنہ ذاتِ حق کا ہے۔ دوسرا مرتبہ اسکے علمِ اجمالی کا ہے تیسرا مرتبہ اسکے علم تفصیلی کا ہے۔ کنہ ذات کے مرتبہ کو لاتعین کا مرتبہ اور علم اجمالی کے مرتبہ کو تعین اوّل کا مرتبہ اور علم تفصیلی کے مرتبہ کو تعین ثانی کا مرتبہ ہاہے کہتے ہین۔ یہی تین مرتبہ لاہوت کے ہین۔ ان تینون مرتبونکو مراتب داخلی اور مخلوقات کے تینون مرتبونکو مراتب خارجی کہتے ہین

مراتب داخلی

سوال حق سبحانہ تعالےٰ شانہ کے مراتب ذاتی وعلمی کو لاھوت کیون کہا گیا۔ جواب زبان عربی مین

لفظ لَا کے معنے نہین کے ہوتے ہین اور ھُوْ کے معنے وہ کے ہوتے ہین جو غائب کے واسطے
موضوع ہے۔ اگرچہ اسم اشارہ بعید کی جگہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ مگر اصل مین غائب کے واسطے ہی
موضوع ہے۔ پھر تو اس لحاظ سے لفظ لَاھُوْت کے معنے یہ ہوے کہ وہ چیز جو غائب نہین ہی
یا وہ چیز کہ جسکے طرف وہ کہکر اشارہ حسی نہین کیا جاسکتا چونکہ خداے پاک کی ذات غائب
نہین ہے اور ایسی بھی نہین ہے کہ جسکے طرف وہ کہکر اشارہ حسی کیا جاسکے کیونکہ غیر محدود
چیز کے طرف اشارہ حسی نہین کیا جاسکتا لہذا اسکو لاہوت کہا گیا۔ اور چند لوگون کا کہنا یہ ہے
کہ اَللّٰہ اس لفظ مین سے۔ الف لام تعریف کو نکالدیا۔ لفظ لَاہْ بچا اُسکے آخر مین وَ تَ
زیادہ کر کے جیسے کہ ملک کے ساتھ وَ تَ زیادہ کر کے ملکوت کہا گیا ہے اُسی طرح پر لاہوت
کہا گیا۔ اس حیثیت سے لفظ لاہوت کے معنے اللّٰہ کے ہی ہوے اگرچہ کہ اس خیال پر یہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ لفظ اللّٰہ سے اَلف لَام تعریف کے نکالدینے سے لفظ اِلٰہ باقی رہتا ہے
نہ کہ لَاہْ تو پھر وَ تَ کے زیادہ کرنے کی صورت مین الٰاہوت لفظ ہوگا نہ کہ لاہوت لیکن
جواب دیا جاسکتا ہے کہ لفظ اَلْاِلٰہْ مین سے ثقالت کے خیال سے جب ہمزہ مکسورہ محذوف
کر دیا گیا ہے تو پھر اُسکو دوبارہ لاکر ثقیل گردلننے کی کوئی ضرورت نہین چنانچہ اسی بنا پر لغت
عربی مین لَاہ کے معنے خدا تعالےٰ کے لکھے ہین لہذا اُسی ثقالت کے خیال سے لاہوت
کہا جاتا ہے الحاصل لاہوت اس ذات پاک مقدس کا نام ہے۔ جو بذات خود موجود ہے
اور معدوم ممکن کو اپنے وجود کے پرتو سے موجود بنا سکتی ہے کیونکہ وہ ذات مقدس خود ہی وہ
حقیقت کاملہ ہے جو مابہ الموجودیہ ہے یعنے وہ۔ وہ حقیقت ہے کہ جسکے سبب سے موجودیت پائی
جاتی ہے۔ اور حضرت قطب الاقطاب شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی اصطلاح کے مطابق خود ہی وجود مطلق
یعنے ایسا مطلق ہے جو اطلاق کے قید سے بھی منزہ ہے اسی ذات مقدسہ کو لاہوت کہتے ہین اور
اُسی کا اسم ذات اَللّٰہ ہے جل جلالہ اس ذات مقدس کی ماہیت دائرہ ادراک انسانی کے
باہر کی چیز ہے چنانچہ حدیث شریف مین آچکا ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ احْتَجَبَ عَنِ الْعُقُوْلِ کَمَا احْتَجَبَ

عَنِ الْأَبْصَارِ یعنے تحقیق کہ اللہ پاک چھپگیا ہے عقلون سے۔ جیسے چھپگیا ہے آنکھون سے
لیکن اُس ذات مقدس کا آنکھون سے اور عقلون سے یہ چھپ جانا اسلئے نہین ہے کہ وہ
عقلون اور آنکھون سے بہت دور کے فاصلہ پر ہے یا کہ بڑے بڑے موٹے سے موٹے
پردون کے اندر چھپا ہوا ہے نہین ہرگز ہرگز یہ وجہ نہین۔ بلکہ اس کا چھپ جانا اُسکے
نہایت درجہ کی قربت اور نہایت ہی پرلے درجہ کی لطافت کے سببسے ہے۔ پس ذات حق
سبحانہٗ وتعالےٰ شانہٗ ایک نہایت درجہ کی لطیف اور پاک اور ایسی نہایت درجہ کی قربت کی
چیز ہے کہ جسکو اُسکے شدت قرب وشدت لطافت کے سببسے ظاہر کی آنکھین نہین دیکھ سکتین
اسی طرح پر انسان کی عقل بھی اُسکو یعنے اسکی ماہیت کو نہین پا سکتی اور نہین پہچان سکتی
اسی مرتبہ کو یعنے مرتبۂ ذات کو ہی اَحدیّت صرف اور کنہ ذات اور وجود بحت اور
ذات بحت اور ہست محض اور غیب الغیب اور غیب ہوّیت وغیرہ کہتے ہین
احدیت صرف۔ خالص یکتاپنا۔ کنہ ذات۔ ذات کے بھید یا ماہیت کا درجہ۔ وجود بحت
خالص وجود۔ ذات بحت۔ خالص ذات۔ ہست محض۔ خالص ہیپن۔ غیب ہوّیت۔ وہ چھپی
حقیقت یا ذات کہ جس پر مجازاً ہو کا لفظ بولا جاتا ہے۔ غیب الغیب۔ چھپا ہوا غیب کا درجہ۔
احدیّت ذاتیہ۔ ذات کا یکتاپنا۔ اَزَلُ الْآزَال۔ سب ازلون کا ازل۔ ازل اس زمانہ کو کہتے
ہین کہ جسکا شروع نہ ملے۔ ذات ہویت وہ ذات کہ جس پر مجازاً ہو کا لفظ بولا جاتا ہے وجود مطلق
ایسا مطلق ہیپن جو مطلق ہونے کے قید سے بھی پاک ہے۔ مُنْقَطِعُ الْاِشَارَات۔ وہ مرتبہ کہ جسکے
طرف اشارۂ حسی نہین کیا جاسکتا ہے۔ اور چونکہ یہ مرتبہ صرف ہستی محضہ کا ہے۔ اسمین کسی طرح کا
ظہور نہین لہذا اسکو باطن وجود بھی کہتے ہین۔ عدم عدم نین کا نین پن یعنے خالص ہیپن۔ بطن
بطون۔ سب باطنون کا باطن۔ اوّل الاوّل۔ سب اوّلون کا اول۔ سب سے پہلا مرتبہ آخر الآخر
سب آخرون کا آخر۔ سب سے پچھلا باقی رہنے والا مرتبہ وغیرہ وغیرہ کہتے ہین۔ غیب الغیوب سب غیبونکا
غیب سب سے زیادہ چھپا ہوا بھی کہتے ہین۔ یہ مرتبہ کنہ ذات کا یعنے ذات کی ماہیت اور بھید کا ہے

جو آج تک کسی پر منکشف نہیں ہوا۔ نہیں کھلا۔ اور نہ آیندہ کسی پر منکشف ہوسکتا کھل سکتا ہے شریعت کی زبان میں یعنے قرآن پاک اور احادیث صحاح اور کلام بزرگان اسمین خدائے پاک کی تنزیہ اور تقدیس یعنے پاکی بیان کرنے کی جو کچھ باتین کہ مذکور ہین وہ سب اسی کنہ ذات کے مرتبہ کے لئے ہین تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَصِفُوْنَ بلند ہے اللہ ان تعریفون اور باتون سے جو لوگ کرتے ہین اور عقائد اہل سنت وجماعت کی معتبر کتابون مین بھی جو باتین کہ خدائے پاک کی تنزیہ اور تقدیس یعنے پاکی کے بیانین وارد ہین وہ سب کی سب اسی مرتبۂ کنہ ذات کے لئے ہین سعدی شیرازی نے اسی مقام کے لئے کہا ہے ع کُنہ او راجز او نہ داند کس ٭ یعنی اُسکے ذات کے بھید کے مرتبہ کو سوائے اُسکے دوسرا کوئی بھی نہین جان سکتا۔ اور خدائی پاک بھی انسان کو اپنے کنہ ذات کے مرتبہ کی کیفیت ماہیت کے تلاش کرنے سے اور اسمین فکر کرنے سے اُسکی وسکی ذات کی ماہیت ہے کیا۔ اور کیا حقیقت ہے منع فرماتا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ یعنے اللہ پاک اپنی ذات مین فکر کرنے سے تمکو ڈراتا ہے۔ یعنے خدا کی ذات مین فکر نہ کرو کہ اسکی ماہیت کیا ہوگی۔ اس کنہ ذات کے مرتبہ کو لا تعین علمی کا مرتبہ اور تعین ذاتی کا مرتبہ کہتے ہین قرآن وحدیث وکتب عقائد اہل سنت وجماعت مین اس مرتبہ کی تنزیہ اور تقدیس یعنی پاکی اس طرح پر بیان کی گئی ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے اور صحیح حدیث مین آیا ہے کہ اللہ پاک کی نعمتون اور صنعتون مین فکر وغور کرو لیکن اسکی ذات مین فکر مت کرو کہ اسکی ذات کی ماہیت کیا ہے وہ کیسی ہے تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ گلشن راز ۵ در آلا فکر کردن شرط راہ است ٭ ولے در ذات حق محض گناہ است ٭ یعنے خدا کی معرفت کے حاصل کرنے کیلئے اُس کی صنعتون کے کمال مین اور اُسکی دی ہوئی نعمتون مین فکر کرنا شرط ضروری ہے بغیر اسکے معرفت نہین حاصل ہوسکتی۔ مگر اسکی ذات کے باب مین فکر کرنا کہ کیا ماہیت اسکی ہوگی وہ کیسی ہوگی۔ بالکل سخت گناہ اور بہت بیجا بات ہے۔ بہت بڑی گمراہی کا سبب ہے۔ عقاید تنزیہیہ ذات حق سبحانہ وتعالے شانہ کے پاکی کے باب مین کفی کے عقاید حقہ صحیحہ یہ ہین۔

هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وہ اللہ اکیلا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ دوسرون سے پرستش اور پوجا لینے کے لائق سوائے اسکے دوسرا کوئی نہین اَللّٰہ کے اکیلے رہنے اور دوسرون سے پرستش اور پوجا لینے کے لائق سوائے اسکے دوسرے کے نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ واجب الوجود ضروری ہین والا ہے یعنے وہ ایسا ہے کہ اُسکا وجود خود اسی کی ذات سے ہے کسی دوسرے نے اُسکو موجود نہین کیا کیونکہ اسکی ذات ہی وہ چیز ہے کہ جسکے سبب سے موجودیت پائی جاتی ہے اس سبب سے اُسکو مابہ الموجودیہ کہتے ہین پھر تو ثابت ہوگیا کہ دوسرون سے پرستش اور پوجا لینے کے لائق وہی ہے کیونکہ سوا اسکے دوسری تمام چیزین اسی کے وجود کے فیضان سے موجود ہوئی ہین اسلئے کہ سوا اسکے اپنی ذات سے آپ وجود یعنے ہستی رکھنے والی کوئی چیز ہے ہی نہین۔ اس صورت مین ایک اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب اسکے ہی وجود سے دوسری یہ سب چیزین موجود ہوئی ہین تو اُسکی ذات محل حوادث ہوئی۔ اور جب وہ محل حوادث بنیگی تو حوادث کے عیوب سے اُس کا معیوب ہونا لازمی ہوا۔ اور بالاتفاق یہ بات تسلیم کردہ شدہ ہے کہ جو چیز کہ واجب الوجود ہوتی ہے وہ کسی طرح کے عیب سے معیوب نہین ہوتی تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگرچہ کہ فی الواقع اسی کے وجود کے فیضان سے یہ سب چیزین موجود ہوئی ہین لیکن ان نوپیدا حادث چیزون کا تقوم اسکی صفتون کے ساتھ متعلق ہے۔ نہ کہ اسکی ذات کے ساتھ یہی ہے جو کہا گیا ہے وَلَا یَقُوْمُ بِذَاتِہٖ حَادِثٌ یعنے وہ اللہ پاک ایسا ہے کہ کوئی حادث یعنے نوپیدا چیز اس اللہ پاک کی ذات کے ساتھ متقوم نہین ہے بلکہ تمامی حادث چیزون کا تقوم اُسکی صفتون کے ساتھ ہے نہ کہ اسکی ذات کے ساتھ حضرات صوفیۂ کرام علیہم الرحمہ مین سے طائفۂ شہودیہ کے پیشوا امام مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ طائفۂ وجودیہ کے پیشوا شیخ اکبر علیہ الرحمہ سے اسی مسئلہ کے بنا پر الگ ہوگئے اور اس قول کے قائل ہوگئے کہ مراقبۂ توحید کے غلبہ کے سبب سے سالک کے شہود مین وحدت کا ظہور ہوتا ہے فی الواقع وجود کے درجہ مین وحدت نہین ہے اور اپنے شیخ الشیوخ علاؤ الدولہ سمنانی کی اتباع سے اپنے مکتوبات مین یہ لکھدیا کہ ع مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ اس مصرع کا فارسی ترجمہ

ضرب المثل گویا یہ ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ اور اصل ترجمہ عربی مصرعہ کا یہ ہے
خاک کے وجود کو اُس رب پاک کے وجود کے ساتھ نسبت ہی کیا ہے۔ ان دونوں کے درمیان
کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ عقائد اہل سنت وجماعت کا مسلم مسئلہ ہے کہ اللہ کی ذات
پاک کے ساتھ کوئی حادث چیز متقوم ہے ہی نہیں اور وجود کی وحدت سے ذات حق سبحانہ وتعالی
شانہ کی تنزیہ وتقدیس میں فرق آتا ہے۔ اس فقیر حقیر پُر تقصیر نے جب مکتوبات مذکورہ حضرت
مجدد میں مصرعہ مذکور دیکھا۔ اور قول مذکور کی تفصیل مکرر ستہ کرر کئی مقام پر دیکھی تو نہایت ہی متردد
ہو کر بوساطت روح پاک حضرت مرشدی قطب الوقت سید شاہ رکن الدین قادری علیہ الرحمۃ
جناب باری عز اسمہ میں ملتجی ہوا فوراً عالم غیب سے یہ قطعہ سنائی دیا کہ کوئی کہہ رہا ہے ۔

لَوْلَمْ یَکُنْ سِرٌّ فِی التُّرَابِ ... لِرَبِّ التُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ
لَمَا خَلَقَ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھُمْ ... وَخَاتِمَھُمْ قِطْعًا مِنَ التُّرَابِ
فَقَوْلُ مَا لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ ... عَجَبٌ عَجِیْبٌ عِنْدَ اُولِی الْاَلْبَابِ

ترجمہ اس قطعہ عربیہ کا یہ ہے۔ اگر مٹی کے اندر اس مٹی کے رب کا جو درحقیقت رب الارباب ہے
کوئی سر مخفی نہ ہوتا تو وہ رب الارباب یقیناً اپنے تمامی انبیاء کو اور ان کے خاتم کو (جو فی الواقع
اُس رب کے نائب مناب ہیں) کبھی مٹی سے پیدا ہی نہ کرتا جب اُس نے اپنے نائبین کو اور
اُن کے خاتم کو مٹی ہی سے خدا نے پیدا کیا ہے تو پھر یہ قول کہ (تراب کو اُس رب الارباب کے ساتھ
کیا تعلق ہے) اہل الباب سلیمہ کے نزدیک نہایت ہی عجیب وغریب ہے اور اُسکے ساتھ ہی یہ
بھی نظر آیا کہ حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی کتاب فتوحات اس احقر کے روبرو کھلی ہوئی ہے
اور یہ قول یعنے عبارت مجھکو دکھائی جا رہی ہے جسکا مفاد یہ ہے کہ عالم مثال کی حقیقت سے جبتک
پوری واقفیت نہو مسئلہ توحید کا انکشاف پورا ہو نہیں سکتا۔ پھر تو یہ احقر سمجھ گیا کہ حضرت
مجدد علیہ الرحمہ اور حضرت سمنانی علیہ الرحمہ کا یہ فلتہ علمیہ ہے۔ جو حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمہ کے مشرب
کو عقائد مسلمہ اہل سنت وجماعت کے خلاف میں خیال کیا حالانکہ شیخ اکبر کی توحید وجودی مسئلہ عقائد

حقہ سنت وجماعت وَلَایَقُوْمُ بِذَاتِہٖ حَادِثٌ کے ہرگز خلاف مین نہین اسلیئے کہ وجود کی وحدت ذات عبد کو ذات رب ہرگز نہین گردانتی حضرت شاہ کمال الدین صاحب فرماتے ہین ؎ صوفیہ کا یاد رکھ قاعدۂ کلیہ + رب نہ کبھی عبد ہو عبد نہ ہوجائے رب +

وحدۃ الوجود کی حقیقت یہ ہرگز نہین ہے کہ مرتبہ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کی تنزیہ و تقدیس مین کچھ سرمو بھی خلل پیدا ہوسکے۔ حاشا وکلّا وحدۃ الوجود کا مسلک ایسا ہے کہ جسکی بنا پر نہ تو خدا کبھی بندہ بن جاسکتا ہے۔ اور نہ بندہ کبھی خدا بن سکتا ہے۔ عبد اور رب ان دونو مین غیریت کی جہت کے ثبوت کے باوجود رشتۂ عینیت مستحکم رہتا ہے کیونکہ ذات ممکن کی عدمیہ ہے۔ اور نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ اہل شہود یعنے طائفہ شہودیہ باوجود اسکے کہ وہ خود بھی ممکن کی ذات کو عدمی بتلاتے ہین پھر بھی وجودیہ مشرب پر ایراد کیا کرتے ہین۔ لفظ وحدۃ الوجود خود ہی نادی باعلے صوت ہے۔ کہ وجود ایک ہے نہ کہ ذات بھی ایک چنانچہ پہلے اس سے قول دوم کا ابطال اچھی طرح سے کردیا گیا ہے۔ ہان اگر ذات دو نہوتے تو البتہ اعتراض بجا ہوتا اور جب کہ ممکن کی ایک ذات تسلیم کی گئی ہے تو پھر تنزیہ وتقدیس ذات واجب تعالےٰ و تقدیس مین فرق کے آنے کی گنجایش ہی نہین رہی پس واضح ہوگیا کہ وَلَایَقُوْمُ بِذَاتِہٖ حَادِثٌ وحدۃ الوجود کے مشرب کے خلاف مین ہرگز نہین اور جب یہ بحث طے ہوچکی اور ذات حق کا فی الواقع مابہ الموجودیہ ہونا کسی طرح کے نقص کے عاید ہونے کے بغیر ثابت ہوگیا۔ تو پھر دوسرے مسائل تنزیہ کا بیان کیا جاتا ہے لَیْسَ بِجِسْمٍ یعنے ذات حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ جسم نہین ہے۔ اور جسم کی تعریف پہلے ہی سے معلوم ہوچکی ہے کہ وہ طول وعرض وعمق یعنے ابعاد ثلاثہ کی رکھنے والی اور جہات ستہ کے اندر مقید رہنے والی چیز ہے ولا جوہر اور خدا کی ذات جوہر بھی نہین ہے اور جوہر عقائد کی کتابون مین ایسے چھوٹے ٹکڑے کو کہتے ہین کہ جسمین پھر کر دو ٹکڑے نہین بن سکتے۔ فلسفیون اور حکیمون اور علمائے متکلمین کا خیال ہے کہ عالم تمام ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون سے بنا ہے کہ جن مین سے پھر کر دو ٹکڑے نہین ہوسکتے اور چونکہ ان چھوٹے ٹکڑون مین جسم بننے کی

قابلیت ہے کم از کم تین ٹکڑون کے باہم ملجانے سے ادنے درجہ کا جسم بن جاتا ہے۔ اور جسم اور جوہر یہ دونون حادث اور فانی ہین اور جو چیز کہ حادث اور فانی ہوگی وہ ہرگز خدائی کے قابل نہین دالاعرض اور خود ذات حق عرض بھی نہین ہے کیونکہ عرض ایسے چیز کو کہتے ہین جو اپنی ذات سے قیام اور ٹکاؤ نہین رکھتی اسکے قیام کے لئے کوئی نہ کوئی جسم چاہئے ہی جیسے کہ رنگ اور بو اور مزہ بغیر کسی نہ کسی جسم کے ہرگز قیام نہین رکھہ سکتے اور جو چیز کہ اپنی ذات سے آپ قیام نہین رہ سکتی وہ ہرگز خدائی کے قابل اور لایق نہین ہے۔

جاننا چاہئے کہ حکیمون کے نزدیک جوہر کے پانچ قسم ہین کیونکہ وہ حال ہوگا یا محل ہوگا۔ یا ان دونو سے مرکب ہوگا۔ پس محل ہیولے ہے اور حال صورت اور مرکب جسم ہے۔ اور جو حال بھی نہو محل بھی نہو۔ اور ان سے مرکب بھی نہو۔ اسکو جوہر مفارق کہتے ہین سو اسکو جسم کے ساتھ تدبیر اور تصرف کا علاقہ ہے تو نفس کہتے ہین۔ اور جو تاثیر کا علاقہ ہے تو عقل کہتے ہین۔ اور عرض کے اقسام ۹ ہین مقدار کی حالت اسکو کم کہتے ہین۔ اتنا او تنا الفاظ کا مفہوم جس پر صادق آتا ہے۔ اگر متصل ہے تو کم متصل کہتے ہین۔ اگر منفصل ہے تو کم منفصل کہتے ہین جیسے خط۔ سطح۔ طول۔ عرض۔ عمق متصل ہے۔ دو۔ چار۔ دس۔ پندرہ۔ وغیرہ اعداد منفصل ہین۔ کیفیت کی حالت اسکو کیف کہتے ہین ایسا ویسا الفاظ کا مفہوم جسپر صادق آتا ہے اگر یہ حالت نفس کے ساتھ علاقہ رکھتی ہو تو کیف نفسانی کہتے ہین۔ رحم۔ غصہ۔ شرم وغیرہ اگر جسم کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے تو کیف محل کہتے ہین۔ تلوار کی تیزی۔ ریشم کی نرمی۔ پتھر یا لوہے کی سختی۔ وغیرہ اگر خصوصیت کے طور پر ہے تو کیف مخصوص کہتے ہین رنگ۔ مزے۔ بو وغیرہ زمان کی حالت۔ اب۔ تب الفاظ جسکے لئے کہے جاتے ہین۔ اسکو متی کہتے ہین۔ گہن چاند کا یا سورج کا ظہور کی حالت اسکو وضع کہتے ہین۔ قیام۔ جلوس وغیرہ نسبت کی حالت۔ باپ ہونا۔ بیٹا ہونا۔ اسکو اضافت کہتے ہین۔ احاطہ کی حالت اسکو ملک کہتے ہین۔ آدمی کو عمامہ یا جبہ وغیرہ سے جو حالت کہ پیدا ہوجاتی ہے۔ مکان کی حالت یہان وہان الفاظ بولے جاتے ہین اسکو این کہتے ہین۔ ستارون کا شرفیاب ہونا۔ اثر دینے کی حالت

اسکو فعل کہتے ہین۔ کاٹ تلوار کی۔ چُبنا سوئی کا وغیرہ اثر کو قبول کرنے کی حالت اسکو انفعال کہتے ہین۔ کٹ جانا لکڑی کا وغیرہ۔

وَلَا مُصَوَّرٍ اور وہ ذات حق تعالے شانہٗ صورت بنائی گئی ہوئی یعنے صورت والی نہین ہے یعنے وہ صورت نہین رکھتی ہے کیونکہ صورت رکھنے والی چیز ایک پیمانۂ خاص کے اندر مقید ہوتی ہے اور جو چیز کہ کسی پیمانہ کے اندر مقید ہو وہ ہرگز خدائی کے لایق نہین وَلَا مَعْدُوْدٍ اور اُس کی ذات گنتی مین آئی ہوئی چیز بھی نہین ہے اسلئے کہ اُسکو شروع اور آخر نہین۔ اور جس چیز کو شروع اور آخر نہو وہ ہرگز گنتی مین نہین آسکتی۔ وَلَا مَحْدُوْدٍ اور اُسکی ذات کسی حد کے اندر مقید بھی نہین ہے کیونکہ اُسکو شروع اور آخر نہین ہے اور جو چیز کہ شروع اور آخر نہین رکھتی وہ ہرگز کسی حد کے اندر مقید نہین ہوسکتی وَلَا فِیْ جِھَۃٍ اور اُسکی ذات کسی جہت کے اندر مقید نہین ہے یعنے جہات ستہ مین سے کوئی جہت بھی اُسکو چوطرف سے گیری ہوئی نہین ہے کیونکہ وہ شروع آخر رکھتی ہی نہین ہے۔ وَلَا فِیْ مَکَانٍ اور اُسکی ذات کسی جگہ کے اندر بھی مقید نہین ہے۔ وَلَا فِیْ زَمَانٍ اور اُسکی ذات کسی زمانہ کے اندر بھی مقید نہین ہے۔ اور زمانہ تین ۳ ہین۔ ایک زمانہ مَاضِی یعنے گذر گیا ہوا وقت دوسرا زمانہ حَال یعنے موجود وقت۔ اور تیسرا زمانہ مُسْتَقْبِل یعنے آگے آنے والا وقت۔ ان تینون زمانے مین سے کوئی زمانہ بھی اُسکو چوطرف سے گھیرا ہوا نہین ہے۔ یہ تمام باتین یعنے صورت والی ہونا۔ معدود ہونا۔ محدود ہونا۔ جہت مین مقید ہونا۔ مکان مین مقید ہونا۔ زمانہ مین مقید ہونا۔ جسم کے لوازم سے ہین اور جب خدا کی ذات جسم ہونے سے ہی پاک ہے تو پھر یہ تمام عیوب۔ ہرگز اسکو لگ سکتے ہی نہین۔ اور ان تمام عیوب سے پاک رہنے کی خاص وجہ یہی ہے کہ وہ واجب الوجود بلکہ وہ خود مایہ الموجودیت ہے اسی لئے ان مذکور عیوب و نقصانات سے وہ پاک ہے وَلَا مِثْلَ لَہٗ اور اُسکی ذات کے ساتھ تمامی صفتون مین برابری کرنے والی رکھنے والی کوئی دوسری چیز نہین ہے۔ وَلَا ضِدَّ لَہٗ اور اُسکی ذات کے لئے اُسکی غیر جنس سے ہوکر اُس کا خلاف کرنے والا نہین ہے جیسے کہ آگ اور پانی یہ دونون آپسمین ایک دوسرے کے غیر جنس ہین اور ایک

دوسرے کے خلاف مین اثر رکھتے ہین وَلَا نِدَّ لَہٗ اور اُسکی ذات کے لئے اُسکا ہم جنس ہوکر اُسکا خلاف کرنے والا بھی نہین ہے جیسے کہ آپسمین خلاف کرنے والے دو آدمی کہ ایک ہی جنس والے رہکر ایک دوسرے کا خلاف کرتے ہین وَلَا ظَهِيْرَ لَہٗ اور اسکے لئے کوئی دوسرا پشتیبان یعنے پیچھے سے مدد کرنے والا بھی نہین۔ کیونکہ وہ کسی کی مدد کا حاجت مند نہین ہے۔ وَلَا مُعِيْنَ لَہٗ اور اُسکے کوئی کمک دینے والا بھی نہین ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے کی کمک کی حاجت رکھتا ہی نہین ہے یہ دونون باتین یعنے اُس کا کوئی پشتیبان نہونا۔ اور اس کا کوئی کمک دینے والا نہونا اس لئے کہ وہ خود پوری طاقت اور قدرت رکھنے والا ہے لہذا کسی کی پشتیبانی اور کسی کی کمک کی حاجت اُسکو ہرگز نہین ہے اور ظاہر کہ جو چیز دوسرے کی کمک اور پشتیبانی کی محتاج ہوگی وہ ہرگز خدائی کے لایق نہین ہوسکتی۔ وَلَا شَرِيْكَ لَہٗ اور اُسکے لئے کوئی ساجھے دار یعنے ساتھ رہکر کام کرنیوالا نہین ہے کیونکہ وہ خود ہر کام کے کرنے کی پوری طاقت رکھنے والا ہے اسلئے کہ وہی شخص دوسرے کو اپنا شریک بناتا ہے کہ جسمین پوری طاقت اور قدرت نہو۔ وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِہٖ اور وہ اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک نہین ہوجاتا۔ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملکر ایک ہوجانا پانچ طور پر ہوتا ہے پانی اور دودھ کا باہم ملنا اس طرح کے ملنے مین بعد مل جانیکے ہر ایک کا پہلا وزن برابر باقی رہتا ہے اور ہر ایک کے لئے پہلے کے اوتنی ہی جگہ بھی ضروری ہوتی ہے۔ پانی اور نمک کا باہم ملنا اسطرح کے ملنے مین دونون کا پہلا وزن تو برابر ہی رہتا ہے۔ مگر مجموعہ پہلے کے نسبت کرتے کم جگہ مین آجاتا ہے۔ پانی اور چونہ کا باہم ملنا اس طرح کے ملنے مین پہلا وزن باقی نہین رہتا کم ہوجاتا ہے مگر مجموعہ کے لئے پہلی کی نسبت کرتے زیادہ جگہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بھونٹے پارہ کا دوسرے دھاتھ کے ساتھ باہم ملنا کہتے ہین کہ اس طرح کے ملنے مین پہلا وزن تو برابر باقی رہتا ہے۔ مگر ایک کا جسم مفقود ہوجاتا ہے ایک کی ہی جگہ مین وہ مرکب سما جاتا ہے۔ دو چیزین باہم اس طرح سے مل جانا کہ بعد ملنے کے ایک کا وزن بھی اور جگہ بھی بالکل باقی نہ رہے جسمانی دو چیزون مین۔ اس پانچون طرح کا باہم ملنا محال قطعی ہے۔ غیر کے ساتھ ملنے کے ان پانچون طور مین سے کسی طور سے بھی خدائے پاک

اپنے غیر سے ملکر ایک نہین ہو سکتا اس لئے کہ اُس خدا کے لئے غیر ہے ہی نہین۔ کیونکہ غیر کا ہونا منحصر ہے ضدّ اور ندّ اور شریک مین۔ اور پہلے یہ گذر چکا کہ اُسکے لئے یہ تینون نہین ہین اور صحیح بخاری کی حدیث مین آچکا ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ یعنے اللہ ہی تھا اور اُس کا غیر (اُسکے ساتھ) نہین تھا۔ پھر وہ اپنے غیر کے ساتھ ملے تو کیونکر اگر اسوقت مین یہ کہا جائے کہ یہ حالت تو عالم کے پیدا ہونے کے پیشتر کی مذکور ہے نہ کہ بعد کی تو کہا جائے گا کہ حدیث مذکور کے الفاظ سے جو بات کہ ثابت ہوتی ہے سو یہی ہے کہ اُسکے ساتھ اپنی ذات سے مغائر و مستقل وجود رکھنے والی کوئی چیز نہین تھی کیونکہ وجود مغائر و مستقل رکھنے والی چیز کو ہی غیر کہتے ہین جیسے کہ اظہر من الشمس ہے کہ بکر غیر ہے زید کا۔ اور خالد غیر ہے محمود کا۔ زمین غیر ہے آسمان کی گھوڑا غیر ہے بیل کا۔ پتھر غیر ہے درخت کا وغیرہ وغیرہ کیونکہ حدیث مذکورہ مین محاورہ زبان کے قاعدہ کے مطابق لفظ مَعَہٗ کے مقدر ماننے سوائے گزیرا ہی نہین۔ اسی بنا پر دوسری روایت مین کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ کے بھی الفاظ مروی ہوے ہین رَأَیْتُ زَیْدًا وَکَانَ بَکْرٌ مَعَہٗ مین نے زید کو دیکھا اسکے ساتھ بکر بھی تھا۔ اور رَأَیْتُ زَیْدًا وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ بَکْرٌ مین نے زید کو دیکھا۔ اور بکر اُسکے ساتھ نہین تھا۔ ان دونو محاورہ روز مرہ کے جملون پر سے ادنیٰ سا صاحب عقل سلیم بھی جانتا ہے کہ حضرت مخبر صادق نے جو وقت کی یہ خبر دی ہے کہ کَانَ اللّٰہُ جملہ معطوف مین بھی اُس وقت کی خبر دے رہے ہین کہ وَلَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ نہ کہ دوسرے کسی وقت کی اور جبکہ ہر دو جملے معطوف و معطوف علیہ ایک ہی زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہین تو پھر شرکت کے ظاہر کرنے والے لفظ مَعَہٗ کے مقدر ماننے کے سوائے کوئی چارہ ہی نہ رہا۔ اور جب کہ حدیث مین مَعَہٗ کا لفظ موجود مقدر ہے ہی۔ بلکہ بخاری کے قدیم نسخون مین بھی موجود ہے اور مولانا بحر العلوم نے شرح مثنوی شریف مین اسی حدیث شریف کو بخاری ہی سے لفظ مَعَہٗ کے ساتھ ہی نقل کیا ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑا کہ لفظ غیر سے وہی غیر مقصود ہے۔ جو اللہ پاک کے وجود کے مغائر و مبائن وجود سے موجود ہو۔ جیسے کہ زید کا وجود۔ بکر کے وجود سے مغائر و مبائن ہے۔ یا پتھر کا وجود۔ درخت کے وجود سے مغائر و مبائن ہے اور زمین کا وجود آسمان کے وجود سے مغائر و مبائن ہے

الحاصل حدیث مذکور کا مضمون صحیح یہی ہے کہ خدا کا کوئی غیر وجود مستقل و مغائر وجود حق سے
حق کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ بیشک یہی صحیح مضمون ہے حدیث مذکور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا
تو پھر کیا کوئی خدا پرست آج کے روز یہ کہہ بھی سکتا ہے کہ آج کے روز عالم اور عالم کی چیزیں
وجود مستقل و مغائر وجود حق سے حق تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں حاشا وکلا کسی اہل ایمان کو اس
کلام کے کہنے کی ہرگز جرأت نہیں ہو سکتی تو پھر بوضاحت تمام ثابت ہو گیا کہ آج بھی خدا کے لئے
کوئی ایسا غیر جو اُسکے وجود سے مغائر و مباین وجود مستقل رکھتا ہو ہرگز موجود نہیں ہے۔ اور ایسے ہی
غیر کا نام ضد یا ند یا شریک ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے غیر کا وجود انہی تینوں ضد و ند و شریک میں
منحصر ہے۔ اور ثابت ہو گیا ہے کہ یہ تینوں اُسکے لئے ہیں ہی نہیں تو پھر اُسکے لئے غیر ہی کہاں سے
آسکتا ہے کہ جسکے ساتھ وہ ملکر ایک ہو سکے ہرگز ہرگز کسی غیر کے ساتھ ملکر اُس کا ایک ہو جانا
یا غیر کے اندر اس کا حلول کرنا اور آنا ممکن ہی نہیں محال قطعی ہے۔ اسی وجہ سے یہ عقیدہ بھی رکھنا
چاہئے ہی کہ وَ لَا یَحُلُّ فِیْہِ اَیْ فِیْ غَیْرِہٖ یعنے اور وہ خدا اپنے غیر کے اندر نہیں اترتا ایک
چیز کا دوسری چیز کے اندر اترنا دو طور کا ہوتا ہے۔ گھڑے کے اندر پانی کا اُتر آنا۔ اس میں حال کو
محل چوطرف سے گھیرا ہوا رہتا ہے اور ہر دو کے صحیح و سالم رہتے ہوئے ایک کو دوسرے سے
جدا کرنا ممکن رہتا ہے۔ پتہ کے اندر رس کا یا کھوپرے کے اندر تیل کا اترنا۔ اس قسم میں ہر ایک کے
ذرہ ذرہ میں دوسری چیز بھری رہتی ہے۔ ایک کے طرف اشارہ حسی کرو تو دوسرے کے طرف
واقع ہوتا ہے ایک کا سالم رہتے ہوئے دوسرے کا جدا کرنا غیر ممکن ہوتا ہے۔ ان دونوں طرح
کے حلول میں سے کسی طور پر بھی خدا اپنے غیر کے اندر نہیں اُترتا کیونکہ اسکے لئے غیر فی الواقع ہے ہی
نہیں کہ اپنے غیر میں وہ اُتر آئے اتحاد اور حلول یہ دونوں جسمیت کے لوازم سے ہیں۔ اور جو چیز
کہ جسم نہ ہو۔ اور جسمیت کے لوازم سے مبرا ہو وہ کبھی حلول و اتحاد کی صفت سے متصف ہو سکتی ہی
نہیں الحاصل ان تمام عیبوں اور نقصانوں سے خدائے پاک عزوجل کی ذات مقدس اور پاک
اور منزہ ہے۔ خدائے پاک کی ذات مقدس کی یہ تمام صفات تنزیہیہ جو عقائد اہل سنت و جماعت کی

مستند و معتبر کتابون مین دلائل قویہ کے ساتھ ثابت کئے گئے ہین۔ نص قرآنی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ سے ثابت قطعی ہین کیونکہ مخلوق سے یہ ہرگز ممکن نہین کہ خالق کے ذات کی ماہیت کو یا اُسکے مراتب تقدس کو اپنی ناقص سمجھ سے پاسکے ہرگز یہ ہو نہین سکتا تو پھر مخلوق کو اپنے خالق کی پہچانیت کے اور اسکے صفات کمالیہ کے اور اُسکے مراتب تقدس کے معلوم کرلینے کے لئے کلام خالق سے ہی تجسس کرنے کے سولے دوسری راہ ہی نہین ہے اور تمام کلام پاک آکی مین اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس کے متعلق کوئی قول معرّف سوا اس کریۂ مذکورہ کے نہین ہے۔ اور اس قول مین جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اپنی تعریف بیان فرمائی ہے فی الواقع اسکی تعریف حقیقی وہی ہے اور نفس الامر مین غور کیا جائے تو بات بھی یہی ہے تمامی عرفا اور علما اور حکما اور عقلا خدا کی تعریف اور پہچانت کے بیان کرنے مین دفترون کے دفتر بڑی بڑی کتابین لکھ دی ہین۔ وہ سب کے سب اس ایک دو تین لفظی کریمہ کی تفسیر ہی ہین۔ نہایت ہی آسانی کے ساتھ ہر فرد بشر کی سمجھ مین آنے کے لائق اللہ پاک نے اپنی پوری کامل تعریف حقیقی اس چھوٹی سی چھوٹی کریمہ مین بیان فرمادی ہے کہ **خدا ایسی چیز ہے کہ اُس کی جیسی کوئی دوسری چیز نہین**۔ کوئی عارف یا کوئی عالم یا کوئی فقیہ یا کوئی محقق اس سے بڑھکر عمدہ جامع اور مانع قول معرّف ہرگز ہرگز نہین کہہ سکتا۔ جو کچھ کہ کہا جائیگا سب اسی کی تشریح یا تفسیر ہوگی جو اپنی اپنی لیاقت علمی کے مطابق کی جائیگی **قصیدۂ امالیہ** مین اسی طرز کی تعریف بیان ہوئی ہے ع وَرَبُّ الشَّیْءِ شَیْءٌ لَا کَاَشْیَا یعنے شئی کا رب بھی ایک شئی ہے لیکن دوسرے اشیاء کے جیسا نہین ہے تو خلاصہ یہی نکلا کہ اشیای عالم کا رب اور خالق بھی ایک شئی ہی ہے لیکن وہ ایسی شئی ہے کہ دوسری کوئی شئی اُسکی جیسی نہین پس اسی نص پر سے علمائے اہل سنت وجماعت نے دوسرے اشیا یعنے مخلوق چیزون مین جو عیوب اور نقص کہ پائے جاتے ہین اُن سے حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کی تنزیہ اور تقدیس ثابت کی لَیْسَ بِجِسْمٍ سے لیکر وَلَا یَحُلُّ فِیْہِ تک جو صفات تنزیہیہ کہ بیان کئے گئے ہین وہ سب کے سب اسی کریمہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ سے ماخوذ ہین گویا اسی کریمہ کی تفسیر اور توضیح ہین کتاب وسنت مین خدای پاک کی صفات تنزیہیہ و تشبیہیہ

جو آئے ہین کریمۂ مذکورہ ان سب کے حقائق واقعیہ کے جامع ہے اس کریمۂ مذکورہ کے یا اسکے
ترجمہ کے مخفی بھید سے جس شخص کو کہ آگاہی حاصل ہو گئی اُسکے نزدیک تنزیہ کے باوجود تشبیہ
بھی ثابت ہے اور تشبیہ کے باوجود تنزیہ بھی ثابت ہے ہی صفات تنزیہیہ ہی کا اقرار
صفاتِ تشبیہ کے ساتھ اتصاف کا مانع نہین اور اسی طرح پر صفاتِ تشبیہ کا اقرار صفات تنز
کے ساتھ اتصاف مین خلل انداز نہین۔ یہی ہے صراط مستقیم پیشوایان دین۔ سلف صالحین
فَھَم مَن فَہِمَ وجَہِلَ مَن جَہِلَ لیکن یہ اسرار بجز مرشد کامل سے تلقین حاصل کرنے کے صرف
علم رسمی کے سیکھ لینے سے ہرگز نہین حاصل ہو سکتے۔ لیکن مرشد کامل کی پہچان یہی ہے کہ
اسکی تلقین و تعلیم عقائد مسلمۂ اہل سنت وجماعت کے خلاف مین نہو۔ اور شریعت غرا کا کوئی حکم
ظاہری ٹوٹتا نہو یعنے اس تلقین و تعلیم مین اوامر و نواہی شرعیہ کی تعمیل سے بے پرواہی پائی
جاتی ہو بلکہ احکام شرعیہ کی پابندی کے موید اور اُن کی مشید ہو۔ یہی ہے سیدھی راہ طالب خدا
کی جس پر سے وہ اپنے منزل مقصود کو پہونچ سکتا ہے۔ اگر اس راہ کو چھوڑا تو پھر وہ کہین کا
بھی نہ رہا اُس پر یقیناً وہی مثل مشہور کچا صوفی پکا ملحد صادق ہی ہو جائیگی۔ دینی بھائیونکو
خدا ہی اس بلا سے بچائے آمین ثم آمین۔

اِطلاعِ ضروریہ۔ یہان پر ایک بات کا جتا دینا نہایت ہی ضروری بلکہ واجبات سے ہے۔
سو وہ یہ ہے۔ کہ باوجود اسکے کہ یہ تمام اوصاف تنزیہیہ جو ہر طرح کے عیب و نقص سے حق تعالے
شانہ کی تنزیہ اور تقدیس کے باب مین اوپر لکھے گئے ہین۔ قرآن پاک کی آیات قطعیہ اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ سے۔ اور تمامی ائمۂ مجتہدین ظاہری و باطنی کے اقوال متفق
علیہا سے۔ اور علماے اہل سنت وجماعت کے معتبر اور معتمد کتب عقائد سے ثابت اور صحت کو
پہنچے ہوے نہایت ہی دلائل قویہ کے ساتھ ضبط کئے ہوے ہین۔ مگر پھر بھی آج کل کے بعضے
نادان عقائد و ایمان سے انجان ملحد درویشان۔ غافل فقیران بے علم و صحبت پیرزادے اور
بنے پیرے مشائخان معرفت کا دم مارتے خود کو موحد وقت یکتاے زمان بتاتے۔ طالبان خدا کی

رہزنی مین سعی کامل کرتے اپنے گمراہی کو ہی صراط مستقیم جانکر عقائد شرعیہ اور طریقۂ صوفیہ کے برخلاف بیچارے انجان مریدون طالبون کو کچھ ایسا اُلٹا پلٹا سمجھا دیتے ہین کہ تھوڑا سا رہا سہا سُنا سُنایا ایمان بھی اُن کا رخصت ہوے ہی جاتا ہے وہ انجان بیچارے ان کا پیالہ پیکر ان کے ارشاد و تعلیم سے الحاد و زندقہ کے گڑھے مین بے ساختہ مُنہ کے بل گرجاتے ہین۔ اور یہ خوش طبع حضرات اُن کا کھا پی کر اُن کے روپیون سے اپنے جیب بھر لیکر اُن کے دین و ایمان کو بھی ساتھ لئے ہوے چلتے ہو جاتے ہین مَعَاذَ اللہ اللہ ہی کی پناہ خدائے پاک ہی ان بے سمجھون سے اچھی طرح سمجھے اور بیچارے طالبون کو اس مہلک ایمان ارشاد کفر و طغیان کی آفت عظیمہ بلائے بے درمان سے بچادے آمین ثم آمین

بعضے ارشادات باطلہ

بعضے حضرات یہ فرماتے ہین کہ رمیان سینہ بسینہ آیا ہوا معرفت کا راز یہ ہے کہ جس طرح پر کہ پہلے سُہنا چاندی اپنی ذات سے آپ موجود تھے بعد مین طرح طرح کے زیورات متعددہ کی صورتون سے خود ہی متصور ہوگئے۔ اب اگر زیورات سے الگ سہنے چاندی کو ڈھونڈو تو ہرگز نہین مل سکتے زیورات ہی کی صورتون مین سہنا چاندی موجود ہین جب زیور اپنی حقیقت اصلیہ کو جان لے۔ تو فوراً اسکو معلوم ہوجائے گا سُہنا چاندی جسکو کہتے ہین سو وہ مین ہی ہون۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ پہلے آپ ہی آپ موجود تھا اپنے کمال کے ظاہر کرنے کے لئے خود ہی عالم کی چیزونکی صورتون سے متصور ہوگیا۔ اب اگر عالم کی چیزون سے خدا کو الگ ڈھونڈو تو وہ کیونکر ملسکتا ہے ہرگز نہین مل سکتا کَانَ اللہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ اللہ ہی تھا اور کوئی چیز اُسکے ساتھ نہین تھی اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ آج بھی ہر چیز پر وہی محیط ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سب چیزین فنا ہوجائینگی۔ مگر تیرے رب کی ذات یہ سب آیتین اسی مثال مذکور پر صادق ہین کہ نہین دیکھ لو۔ کیونکہ جب زیورات گلا دیئے گئے تو پھر سہنا چاندی اپنی اصلی حالت پر باقی

رہجاتے ہین یہی ہے مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ کا رازِ مخفی جو مرشدون سے سینہ بسینہ
چلا آتا ہے پس تم ہی خدا ہو یہ ظاہر ہے کے علما اس رمز کو نہین جانتے ہین اسلئے زمین پر ٹکرین
مارتے اپنا سر پھوڑتے ہین مفت مین بھوکے مرتے ہین یہ سب شریعت کے احکام عوام لوگون کیلئے
ہین۔ خاص لوگون کے یہ اسرار ہین جو تم نے جان لیا۔ بس تم خاص اشخاص ہوگئے۔ پھر تمہارے لئے
کوئی گناہ ہے ہی نہین کیونکہ تم خود وہی ہو جو لوگ کہ خدا کو الگ اور بندہ کو الگ سمجھتے ہین شریعت کے
احکام ان کے لئے ہین۔ جب اس چھپے بھید سے واقف ہوگئے تو پھر تم پر شریعت کا کوئی حکم ہے ہی نہین

اور چند حضرات آسمان اور زمین کے بیچ مین جو خالی کہ نظر آتا ہے اُسی کو خدا بتلاتے ہین۔ کیونکہ پہلے
سب خالی ہی خالی تھا کوئی چیز نہین تھی بعد مین اُسی کے اندر سب چیزین بن گئین۔ اور جب یہ سب
چیزین فنا ہوجائینگی تو پھر وہی خالی ہی خالی باقی رہجائیگا۔ اور کئی مذکور آیتین سب اُسی خالی پر
صادق کرکے دکھلاتے ہین پھر سمجھاتے ہین کہ خالی جو ہے سو وہ ہی خدا ہے۔ دیکھو ہر چیز خالی ہی
خالی کے بغیر کوئی چیز نہین ہوسکتی اس لئے وہی خالی دراصل خدا ہے۔

اور تھوڑے لوگ انسان کی روح کو خدا بتلاتے ہین اور کہتے ہین کہ روح خدا کا امر ہے۔
آیۂ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ پیش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جب روح خدا کا امر ہے۔ اور امر
صفت ہے آمر کی۔ اور صفت ہرگز موصوف سے جُدا نہین ہوسکتی۔ پھر تو ثابت ہوگیا کہ روح انسانی
ہی خدا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ جب روح ہی نہین تو پھر کچھ بھی نہین اور بیت پیش کرتے ہین ؎

جنے جی کو سمجھا سو سمجھا اوسے — ولے جی سمجھنے کو آتا کسے ہے

اور چند مرشدان عشق کو خدا بتاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ جو کچھ کہ ابتک ہوا ہے۔ اور آج ہو رہا ہے
اور آئندہ ہوگا بھی یہ سب عشق ہی کی بدولت ہے اور عشق ہی کا ظہور ہے کُنۡتُ کَنۡزًا مَخۡفِیًّا فَاَحۡبَبۡتُ
اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ مین ایک خزانہ چھپا ہوا تھا پس مین نے چاہا کہ پہچانا جاؤن تو پھر مین نے
مخلوقات کو پیدا کیا۔ اور حضرت میرزا بیدل کا یہ شعر پیش کرتے ہین ؎

سرِ حُبِّ ازلی در ہمہ اشیا ساری است — ورنہ بر گل نہ زدے بلبلِ بے دل فریاد

یعنے ازل کا عشق ہکی۔ تمام چیزون کے اندر سرایت کیا ہوا ہے ہنین تو پھول کی محبت مین بلبل کے رازی کرنے کی کوئی وجہ دوسری ہے ہی ہنین۔ پس جسکو عشق کہتے ہین وہی خدا ہے سارا منڈان اُسی کا ہے اور بعض پیران فرماتے ہین کہ انسان کی آنکھون مین جو پتلی کہ نظر آتی ہے سو وہی خدا ہے کیونکہ وہ اگر ہنین تو پھر کچھ بھی ہنین اور اس پر حضرت مولانا روم کا یہ مصرع پیش کرتے ہین ع در نظر رَو در نظر رَو در نظر + یعنے نظر کے اندر گھُس جا۔ نظر کے اندر گھس جا۔ پس یہی نکتہ معرفت کا ہے اسکو نہ بھولنا۔ اور بھی بعض حضرات کے ارشادات اس طرح کے ہین کہ ان فحش اور بیہودہ باتون کو لکھنا آدمیت کی شان سے بھی بعید ہے بلکہ شریف آدمی اپنی زبان پر بھی ہرگز ہنین لاسکتا جو وہ ناگفتہ بہ ہین اس لحاظ سے وہ یہان ہنین لکھی گئین۔ الحاصل یہ ہے پیرے حضرات مشائخین و پیرزادے علم ظاہر اور علم باطن ان دونون سے ناواقف رہتے ہوے دوسرون کو گمراہ کرنے پر آمادہ ہے۔ جاننے والون سے سیکھنے کو عیب سمجھتے کے باعث بقولے ؎ قبلۂ جان راچو پنہان کردہ اند + ہر کسی رو جانبے آوردہ اند + اور کریمۂ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً یعنے اُن لوگون نے اللہ کے سواے دوسری چیزون کو اللہ مان لیا ہے۔ کے مطابق جو چیز اپنی نظر مین جم گئی سمجھ مین بس گئی بس اُسی کو خدا ٹھیرالیا ہے جیسے کہ حضرت حافظ شیرازی فرماتے ہین ع چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند + خداوند حقیقی ہادی تحقیقی اپنے فضل و کرم سے اُن سب کو اور ہم کو راہ راست پر لگادے اور رکھے آمین ثم آمین۔

ان ارشادات کی برائیان

ارشاد اوّل کی برائیان متعدد صورتون مین ایک چیز کے ظہور کرنے کی تمثیل یعنے مثال اگرچیکہ سُہنے اور زیورات مین پائی جاتی ہے لیکن اُسمین نقصانات یہ ہین۔ سُہنا خود بخود زیورات کی صورتون مین متصور ہو نہین ہوسکتا۔ بلکہ اس امر کے لئے سُنار اور اس کا عمل۔ اور اسکے آلات اور اسباب کی ضرورت ہے۔ زیورات پر جو عمل کہ واقع ہوتا ہے۔ اُس کا اثر سُہنے پر پڑتا ہے۔ گرم ہوتا ہے۔ گھڑے جاتا ہے۔ ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ جوڑے جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سُہنا زیورات کی

صورتون سے متصور ہونے کے پیشتر مطلق تھا لیکن متصور ہو جانے کے بعد خود مقید بنگیا۔ اور ہر ایمان اور عقل سلیم والا جانتا ہے کہ خدائے پاک ان تینون طرح کے عیبون سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی کا حاجت مند ہے نہ وہ مقید ہو سکتا ہے۔ نہ دوسرے کسی کا اثر اس پر پڑ سکتا ہے وہ تو ہر طرح کے عیوب اور نقص سے پاک اور منزہ مانا گیا ہے۔ اور فی الواقع ہر عیب و نقص سے پاک اور منزہ ہے ہی۔

ارشاد دوم۔ کی برائیان خاکی کو خدا ماننا تو ابطل اباطیل مین سے ہے۔ وہ تو عناصر خمسہ مین سے ایک عنصر ہے۔ جو ام العناصر کہلاتا ہے۔ اور عالم اجسام مین کی ایک چیز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی جسمانی چیز خدائی کے لائق ہرگز نہین۔

ارشاد سوم۔ کی برائیان روح تو ایک مخلوق چیز ہے۔ حدیث صحیح وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِاَلْفَیْ عَامٍ۔ اللہ نے روحون کو جسمون سے دو ہزار برس کے پیشتر پیدا کیا ہے اور کوئی مخلوق ہرگز خدا نہین مانا جا سکتا۔ کیونکہ اُسکی ہستی قدیم نہین ہے۔ اور سوائے اُسکے انسان کی روح کو خدا ماننا۔ یہ ہندو گیانیون اور جوگیون کا مذہب ہے۔ نہ کہ اسلام کا وہ انسان کی روح کو خدا ایک جزو مانتے ہین۔ اُن کی صحبت کے اثر سے ہندوستان کے چند مشائخین مین یہ خیال پھیل گیا ہے اسلام اس کا سخت سے سخت مخالف ہے کیونکہ خدا کو وہ مرکب نہین بتاتا۔ اور مرکب کو وہ خدائی کے لائق نہین گردانتا ہے۔ اور علاوہ بر آن لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کو خدا کا وصف خاص بتا رہا ہے۔

ارشاد چہارم کی برائیان عشق کو خدا ماننا بھی سراسر باطل ہے کیونکہ عشق ایک صفت ہے ذات موصوف کے بغیر وجود ہی نہین رکھ سکتی جو چیز کہ خود ہی موجود بخود نہو ہرگز خدائی کے لائق نہین سوائے اسکے فَاَحْبَبْتُ صیغۂ متکلم ہے پس ذات متکلم کہ یہ الفاظ جسکے فرمودہ ہین وہ بیشک خدا مانا جا سکتا ہے۔ اور ہے بھی وہی خدا نہ کہ عشق صرف جو اسکی ایک صفت ہے جو بدون ذات متکلم کے ہرگز قیام اور وجود نہین رکھتی۔

ارشاد پنجم کی برائیان آنکھون مین نظر آنے والی پتلی کو خدا ماننا تو ایسی سخت گمراہی ہے کہ

اُس سے بڑھکر کوئی گمراہی ہے ہی نہین۔ آنکھ کا دیدہ تو ایک مصفّٰی آئینہ کے جیسی چیز ہے جو چیز کہ اُسکے روبرو ہوگی اس کا عکس آنکھ مین نمودار ہوگا گھوڑا روبرو ہے تو گھوڑا۔ بکرا روبرو ہے تو بکرا۔ پتھر روبرو ہے تو پتھر۔ درخت روبرو ہے تو درخت۔ انسان روبرو ہے تو انسان کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ عاقل بھی اشیا کے عکس کو خدا نہین مان سکتا۔ اگر عکس کو ہی خدا کہو گے تو پانی اور آئینہ مین جو عکس نظر آتے ہین اُنکو بھی خدا ماننا ہوگا ہی۔ اور فوٹو کو بھی خدا ماننا لازم ہوگا کیونکہ وہ بھی عکس ہی ہے یہ کیسی سخت گمراہی ہے کہ عکس جن چیزون کا کہ آئینہ مین یا آنکھ مین گرتا ہے وہ تو خدا نہ مانی جائین مگر اُن کا عکس خدا مانا جائے۔ اللہ کی پناہ اور اگر یہ مطلب لوگے کہ آنکھون مین جو دیکھنے کی قوت ہے سو وہ خدا ہے تو یہ بھی بالکل باطل بات ہے کیونکہ وہ حواس خمسہ ظاہری مین سے ایک حاسّہ ہے۔ اور اگر اس حاسّہ کو خدا مانوگے تو دوسری حاسونکو بھی خدا ماننا لازمی ہوگا ہی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب حاسّے خدا کی مخلوق روحانیان ہین جنکا بیان اوپر تفصیل کے ساتھ گذر گیا۔ الحاصل اِن بے پیرے ملحدون بے علم پیرزادون مشایخون کو اس امر کی تاک خبر نہین کہ خدا ایک ایسی کامل اور مقدس چیز کا نام ہے جو ہر طرح کے عیب اور نقصان سے پاک ہے اور منزّہ ہے اور تمامی کمال کی صفتون کے ساتھ متصف ہے۔ اور ان مذکور ارشادون سے ہر ایک ارشاد سراسر عیبون سے۔ عیب دار اور بطلان سے بھرا ہوا ہے جیسے کہ اُن مین سے کچھ تھوڑا سا بیان اس کا ظاہر کیا گیا پس طالب خدا کو چاہئے کہ ایسے بے پیرے مشایخون بےعلم مرشدون پیرزادون کی صحبت سے بالکل پرہیز کرین حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان جو عالم کو۔ اور عالم کی چیزون کو خدا کا مظہر اور اُسکے اسما وصفات کے مظاہر کہتے ہین سوان بے پیرے پیرون اور مشایخون اور پیرزادون کی ارواح کو بھی اس رمز کی واقفیت سے مَس تک نہین اسمین کوئی شک نہین کہ کریمۂ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا کے مطابق خود ہی گمراہ رہتے ہوئے بیچارے مریدون کو بھی گمراہ بنادیتے ہین۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظِ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنِیْنَ خدا ہی ان ہٹ دھرم بےسمجھون کو اچھی طرح سمجھے۔

عارفان ۔ باللہ ۔ صوفیان معارف دستگاہ کے نزدیک کسی طرح کے عیب سے معیوب نہوتے ہوے مظاہر کونیہ مین خدائی پاک کی ذات مقدس کے کمالات اسمائی وصفاتی کے ظہور فرمانے کا بیان یہ ہے کہ ای طالب صادق جان لے کہ حق سبحانہ وتعالے شانہ (مظاہر کونیہ مین اپنی کمالات اسمائی وصفاتی کے ظہور فرما ہونے کے پیشتر) اپنے درجۂ کمال ذاتی یعنے ذات کی کمالیت کے مرتبہ مین آپ ہی آپ اپنے اسمائے کاملہ وصفات کاملہ کے ساتھ عالم اور اسکی تمام چیزون سے غنی مطلق یعنے بالکل بے پرواہ تھا۔ اسکواس مرتبہ مین اپنی ذات کا اور اس ذات کے کمالات کا بھی مشاہدہ حاصل تھا اور اپنے اسماوصفات کا اور ان کے کمالات کا بھی مشاہدہ حاصل تھا ہی اپنے غیر سے کسی طرح کی اُسکو کوئی حاجت ہی نہین تھی اور نہ تو اب اسکو اپنے غیر سے کوئی حاجت ہے اور نہ آیندہ ہوسکتی ہے ۔ ہر طرح کے نقص وعیب سے اور احتیاج وہ ہمیشہ کے لئے پاک اور مقدس اور منزّہ ہے ہی وہ خدائے پاک اپنے اس مرتبۂ کمال ذاتی مین آپ ہی شاہد یعنے دیکھنے والا اور آپ ہی مشہود یعنے دیکھا گیا ہوا۔ اور اپنے مین آپ ۔ اپنے سے آپ ہی ممتاز یعنے تمیز کیا گیا ہوا اپنے غیر سے بالکل بے نیاز یعنے بے حاجت تھا۔ اور اب بھی ہے اور آیندہ رہیگا بھی ۔ کیونکہ اسکے لئے کوئی غیر ہے ہی نہین جیسے کہ امام بخاری کی حدیث صحیحہ مین کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ اور دوسری روایت مین کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ وارد ہوچکا ہے اور اوپر ثابت کردیا گیا ہے کہ اُس حق سبحانہ کے لئے نہ تو ضد ہے اور نہ ند ۔ اور نہ شریک اور یہ ظاہر ہے کہ غیر کا وجود انہی تین مین منحصر ہے ۔ پس کسی وقت مین اُس حق سبحانہ وتعالے کو غیر سے حاجتمندی ہو بھی تو کیونکر ۔ ہرگز نہین ہوسکتی یہی ہے مرتبہ **کمال ذات غنای مطلق** کا کہ جسمین خدای پاک تمامی عالمون اور اُن مین کی کل چیزون سے بالکل غنی مطلق ہے ۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اسی مرتبۂ کمال ذاتی کی شان ہے اور اَنَا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ اسی مرتبہ کی جلالت قدر کا نشان ہے پھر حق سبحانہ وتعالے شانہ نے اپنے **کمال اسمائی** کے (یعنے اپنے اسمای پاک مین جو کمال کہ موجود تھا سو اس کمال کے) تقاضا کے سبب سے اپنی ذات پاک مین

جو کمال کہ موجود تھا سو اس کمال کے) تقاضا کے سبب سے اپنی ذات پاک مین جو کُنتُ کنزاً مَخفِیاً کی مصداق تھی حبّ اصلی حقیقی کو فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفُ کے لباس مین جلوہ افگن پاکر جس طرح پر کہ "مرتبۂ کمال ذاتی غنای مطلق کے درجہ مین اُسکو یعنے حق تعالےٰ کو اپنے ذاتی شیونات اور ذاتی اعتبارات کا (شیون یہ لفظ جمع ہے شان کی اور اعتبارات یہ لفظ جمع ہے اعتبار کی) اور کونی شیونات۔اور کونی اعتبارات کا مشاہدہ مقام وحدت یعنے دائرۂ وحدت مین اجمال کے ساتھ یعنے بغیر تفصیل کے اور مقام الوہیت یعنے دائرۂ الوہیت مین تفصیل کے ساتھ حاصل تھا" اُسی طرح پر اپنی قوت ایجادیّہ (پیدا کرنے کی قوت) اور قدرت تخلیق (پیدا کرنے کی طاقت) سے اپنے صُوَرِ علمیّہ مفصّلہ کو یعنے اپنے علم ازلی مین یعنے دائرۂ الوہیت کی قوس تحتانی (نیچے کی کمان) مین علمی صورتین کہ مفصل موجود ہین سو اُن صورتون کو ظاہر وجود کے یعنے دائرہ الوہیت کی قوس فوقانی (اوپر کی کمان) مین کہ جسمین حق سبحانہ کے اسما وصفات تفصیل کے ساتھ موجود ہین منعکس کروایا یعنے (ظاہر وجود کے آئینہ مین اپنے صور علمیّہ کا عکس ڈلوادیا) یا اپنے اسما وصفات کے کمالات کو جو دائرۂ الوہیت کی قوس فوقانی مین تفصیل کے ساتھ موجود ہین ظاہر علم کے آئینہ مین یعنے دائرۂ الوہیت کی قوس تحتانی مین جو صور علمیّہ کہ ہین اُن آئینون مین منعکس کروایا (یعنے ظاہر علم کے آئینون مین اپنے اسما وصفات کے کمالات کا عکس ڈلوادیا) پس پہلی تقریر کے مطابق صور علمیۂ آئینہ کے ظلال وعکوس ظاہر وجود یعنے اسما وصفات کے آئینون مین انعکاس پائے ہوے ہین یعنے عکس بنکر نظر آرہے ہین ظلال یہ لفظ جمع ہے ظلّ کی۔اور ظلّ کے معنے چھاؤن اور سائے اور پرچھائین کے ہین۔عکوس یہ لفظ جمع ہے عکس کی۔اور عکس کے معنے آئینہ مین نظر آنیوالی صورت کے ہین یا پانی یا اور کسی صاف چیز مین نظر آنیوالی تصویر کے ہین۔انہی ظلال وعکوس کو عالم اور ماسوای اللہ کہتے ہین۔جسکے اندر۔جبروت۔ملکوت۔ناسوت تینون داخل ہین یہی ظلال وعکوس ہین جنہون نے وجود مطلق کو محجوب کرڈالا یعنے چھپا دیا ہے یہی ظلال وعکوس ہین

جو مَعْلُوْمُ الْاِنِیَّۃ اور مَجْہُوْلُ الْکَیْفِیَّۃ کہلاتے ہین کیونکہ انکا ہَیْن اور مِیْن نظر آتا ہے اسلئے معلوم الانیت کہلائے۔ اور چونکہ ان اصلی حقیقت کہ یہ کیونکر موجود ہوے کیسے بنگئے سو انسانکی عقل اُسکو ہرگز نہین پاتی ہے اسلئے اُن کو مجہول الکیفیت کہا گیا۔ یہ ہے مظاہر کونیہ مین حق سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء وصفات کے کمالات کے ظہور فرما ہونے کا بیان کہ جسکی بنا پر حق سبحانہ وتعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس یعنی پاکی مین کسی طرح کا کوئی خلل ہرگز نہین پیدا ہوا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ عکوس کے ظاہر ہونے کے سبب سے آئینہ ہرگز ملوث یعنے ناپاک نہین ہوتا۔ نہ تو آئینہ ان عکوس کے ساتھ ملکر ایک ہوجاتا ہے اور نہ وہ عکوس آئینہ کے اندر اُتر آتے ہین کیسطرح کے حلول واتحاد کے پائے جانے کے بغیر اور کسی طرح کے عیب ونقص سے ذات حق کے معیوب ہونے کے بغیر۔ پہلی تقریر کے مطابق صور علمیہ آلہیہ کے حقائق پر اور دوسری تقریر کے مطابق اسماء وصفات آلہیہ کے کمالات پر آئینون کی حیثیت یعنے لیاقت کے موافق ایک عالم کا عالم ظہور پایا ہوا ہے پس عالم یعنے ماسوے اللہ یا تو صور علمیہ آلہیہ کے احکام وآثار کا نام ہے جو ظاہر وجود کے آئینہ مین نمودار ہوے ہین۔ یا۔ اسماء وصفات آلہیہ کے کمالات کے پرتون کا نام ہے جو ظاہر علم کے آئینہ مین جلوہ گر ہوے ہین۔ اس مین نہ تو حلول کا کوئی دخل ہے اور نہ اتحاد کی کوئی گنجایش۔

مثال اس پر ایک مثال قریب الفہم جلد سمجھ مین آنے کے لایق یہ ہے کہ ایک پادشاہ اپنے زیور جلال وجمال کے ساتھ آراستہ ہوکر شاہی خلعت پہنکر اپنے تخت سلطنت پر رونق بخش اور زینت فرما ہے۔ اور اُسکے اطراف متعدد (کئی ایک) آئینہ مختلف (الگ الگ) رنگون کے الگ الگ پیمانون کے لگے ہوے ہین۔ پھر تو بالضرور ان آئینون مین اُس پادشاہ کا اور اُسکے زیور اور پوشاک وغیرہ کا عکس اور ظل نمودار ہوگا ہی لیکن مثلث یعنی تین کونی آئینہ مین مثلث ہی اور مربع یعنے چارکونی آئینہ مین مربع ہی۔ اور سرخ رنگ والے آئینہ مین سرخ ہی اور سبز رنگ والے آئینہ مین سبز ہی عکس نمودار ہوگا۔ پھر تو الگ الگ آئینون مین الگ ہی حیثیت

حالت کے ساتھ بہت سے ظلال وعکوس اس اکیلے پادشاہ کے نمودار ہو جائینگے مگر ان ظلال وعکوس کی کثرت (بہتات) کے سبب سے اُس پادشاہ کی وحدت مین (ایک پنے مین) ہرگز کوئی خلل نہین آسکتا۔ بلکہ وہ اپنی ذات سے ان ظلال وعکوس کے نمودار ہونے کے پیشتر جیسا کہ اکیلا تھا اب بھی یعنے ان بہت سے ظلال وعکوس کے نمودار ہو جانے کے بعد بھی اُسی طرح پر اکیلا ہی ہے اور ان ظلال وعکوس مین آئینون کی قابلیت کی بناء پر جو عیوب ونقصانات کہ ظاہر ہوے ہین ان کا رجوع ہرگز ہرگز اُس پادشاہ کے طرف ہو نہین سکتا۔ بلکہ وہ پادشاہ پہلے جیسا کہ بے عیب اور متصف بکمال تھا۔ اب بھی ویسا ہی بے عیب اور متصف بکمال ہے ہی۔ ان ظلال وعکوس کے تمامی عیوب اور نقصانات سے فی الواقع وہ منزہ اور قطعًا پاک ہے ہی۔ کیونکہ یہ نقصانات آئینون کی حیثیت کی بنا پر ظاہر ہوے ہین پھر ان کا رجوع ہرگز اُس پادشاہ کے طرف ہو نہین سکتا۔ اور سوائے اسکے نہ تو پادشاہ نے ان نوپید مختلف صورتون کے اندر حلول کیا ہے اور نہ یہ مختلف صورتین اسکے ساتھ ملکر ایک ہو گئین ہین باوجودیکہ شخص اپنی حالت اصلی پر قائم ہے بآن۔ ان تمامی نوپید مختلف صورتون مین اُسی کا ظہور ہے۔ شخص اور عکس ان دونون مین عینیت (یگانگت یکپنا) اور غیریت (دوئی۔ الگ الگ ہونا) یہ دونون باتین بھی حقیقی اور واقعی ہین غیریت کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ شخص کی صورت اصلی کے علاوہ آئینون کی صفائی کے سبب سے نور وجود کے لامکان مین صدہا ظلی اور عکسی صورتین موجود اور نمود ہو گئی ہین۔ وہ اصل ہے۔ یہ اُسکے ظل۔ وہ شخص ہے۔ یہ اُسکے عکس۔ وہ قدیم ہے یہ سب حادث نوپیدا وہ واجب قائم بالذات ہے۔ یہ ممکن قائم بالغیر۔ وہ کامل ہے۔ یہ ناقص۔ وہ بے عیب ہے یہ معیوب۔ وہ اپنے سے آپ موجود ہے۔ یہ دوسرے کے یعنے شخص کے وجود سے موجود ہین۔ وہ مفیض یعنے فیض دینے والا ہے۔ یہ مستفیض یعنی دوسرے سے فیض لینے والے۔ وہ موثر یعنے اثر دینے والا ہے یہ متاثر یعنے اُسکے اثر کو قبول کرنے والے وغیرہ وغیرہ اور عینیت کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ ان ظلی اور عکسی صورتون کی حقیقت دراصل وہی صورت اصلی ہے۔ ہر ہر ذرہ ان ظلی صورتون کا بغیر اس اصلی صورت کے ہرگز وجود ہی نہین رکھتا ہے۔ بلکہ دراصل

اُسی اصلی صورت کے ہی ہیں سے یہ ظلی صورتیں موجود اور ہے کہلاتی بھی ہیں۔ اور یہیں بھی یہی وجہ ہے جو اُس اصلی صورت کو ہست نیست نما کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس اصلی صورت کے ہیں سے ہی یہ ظلی صورتیں جو در اصل نیست تھیں نمود میں آگئیں۔ اور موجود بن گئیں۔ اور اسی وجہ سے ان ظلی صورتوں کو نیست ہست نما بولتے ہیں۔ اسلئے کہ ان کی نمود اور بود کے دیکھنے کے سبب سے اس ہست اصلی کا پتہ لگ جاتا ہے کیونکہ یہ تو اپنی ذات سے معدوم ہیں۔ پھر تو ثابت ہوگیا کہ جو کچھ ظہور اور ہیں کہ ان صورتوں میں ہے وہ سب اُسی اصلی صورت سے اور اُسی اصلی صورت کا ہے یہی جہت عینیت کی ہے کہ جسکے تصور کے قیام اور پختگی اور دوام کے سبب سے یہ ظل اپنی اصل کے طرف پورا مجذوب یعنی کھینچا گیا ہوا ہوکر اپنے اصل کے فیضان سے مالامال ہوکر بطور خرق عادت کے اَنَا الْاَصْلُ کا (میں ہی اصل ہوں) دعوے کرنے لگ جاتا ہے اور بیان کی ہوئی وہی پہلی جہت ہی غیریت کی۔ کہ جسکے سبب سے یہ ظل بندہ ماموور (یعنے وہ بندہ کہ جس پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے کہ یہ کرو وہ نہ کر) اور فاعل مختار (یعنے کام کرنے طاقت دیا گیا ہوا) کہلاتا ہے اور اپنے صاحب اور آقا کی فرمانبرداری سے معزز اور نافرمانی سے خوار و ذلیل اور ثواب و عذاب کا مستحق کہلاتا ہے۔ اے طالب صادق۔ تجھکو اس مثال پر سے صاف معلوم ہوگیا ہوگا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ اپنی ذات سے واحد برحق ہے کسی طرح پر کسی طرح کے تغیر اور تبدل کو اُسکی ذات پاک میں ہرگز دخل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے آپ موجود اور اکیلا ہے۔ نہ وہ کسی کا جزو ہے۔ اور نہ اُس میں سے اجزا نکلتے ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وہ اللہ اپنی ذات سے اکیلا ہے۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ ہر طرح کے عیب و نقص سے بالکل پاک ہے۔ ہر طرح سے مطلق بے نیاز ہے۔ کسی سے کسی طرح کی اُسکو کوئی حاجت ہی نہیں ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ نہ اس نے کسی کو جنا۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ یعنے وہ جنا گیا بھی نہیں۔ اور کسی کو خود نے بھی نہیں جنا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور اسکے لئے کوئی کفو یعنے ہم سر ہے ہی نہیں تاکہ خدا اُسکے ساتھ اپنا رشتہ جوڑے۔ اور جبکہ حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ وَلَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ تو پھر اُس کے لئے کوئی کفو یعنے ہمسر اور بی بی۔ اور بچے۔ کیونکر تسلیم کئے جاسکتے پھر تو واضح ہوگیا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا

اور حضرت مریم کو خدا کی بی بی اور یہودیان حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا مانتے ہین باطل قطعی ہے اور بہ ظاہر ہے کہ رشتہ داری احتیاج کی بڑی دلیل ہے اور محتاج ہرگز ہرگز قابل خدائی کے نہین ہے ماسوی اللہ یعنے عالم جبروت۔ عالم ملکوت۔ عالم ناسوت۔ یہ تینون کے تینون مخلوق اور حادث یعنے نئے سے پیدا کئے گئے ہوے ہین۔ قدیم نہین ہین۔ پہلے سے تے نہین اور فنای علمی (آدمی کے سمجھ مین فنا ہوجانے) کو اور فنای عینی (یعنے خارج مین فنا ہوجانے) کو قبول کرنے والے بلکہ فنا ہونے والے ہی ہین۔ اسی لئے تمامی اہل سنت و جماعت کے علماے سب اس پر متفق ہین۔ کہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ یعنے تمام عالم اور اسمین کی چیزین سب نو پیدا شدہ ہین پہلے سے نہین تھے وَهُوَ قَابِلٌ لِلْفَنَاءِ وہ عالم اور اسکی کل چیزین فنا کو قبول کرنے والے یعنے فنا ہوجاتے ہی ہین وَلَهُ صَانِعٌ اور اُس عالم کے لئے ایک اُسکا بنانے اور پیدا کرنے والا ہے۔ جسنے اسکو بنایا پیدا کیا۔ تمام عالم اور اُسمین کی کل چیزین اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین قَدِیْمٌ وہ عالم کا بنانے پیدا کرنے والا قدیم ہے یعنے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا بھی کیونکہ وہ واجب الوجود اپنی ذات سے آپ ہستی اور ہستی رکھنے والا ہے کیونکہ اسکی ذات ہی خود وہ چیز ہے جسکو مابہ الموجودیۃ کہتے ہین وَاحِدٌ وہ عالم کا پیدا کرنے والا اپنی ذات سے آپ اکیلا ہے دوسرا کوئی اسکا ساتھی نہین کیونکہ اس کے لئے کوئی غیر ہے ہی نہین مُتَّصِفٌ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ وہ عالم کا صانع کمال اور خوبی کی تمامی صفتون کے ساتھ متصف ہے کمال کی تمام صفتین اسمین پائی جاتی ہین موجود ہین وَمُنَزَّهٌ عَنْ جَمِیْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ النُّقْصَانِ زوال اور ہر طرح کے عیب کی صفتون اور نشانیون سے منزہ اور پاک ہے کیونکہ عیوب اور نقصانات اور خرابیان یہ سب لوازم عدم سے ہین اور خدا کی ذات مقدس خود ہی وہ چیز ہے جسکو مابہ الموجودیت کہتے ہین تو پھر کسی طرح کا کوئی عیب و نقص اسکے طرف ہرگز منسوب ہوہی نہین سکتا۔ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ عالم کے پیدا ہونے کے پیشتر بھی خدا اکیلا ہی موجود مستقل تھا اسکے ساتھ کوئی دوسری چیز وجود مستقل رکھنے والی نہین تھی اَلْاٰنَ عَلٰی مَا عَلَیْهِ کَانَ آج یعنے عالم کے ہونے کے بعد بھی وہ اُسی اپنی پہلی حالت پر ہی کہ آج بھی اُسکے ساتھ وجود مستقل رکھنے والی کوئی دوسری چیز نہین خدای پاک

اُس پہلی حالت مین کچھ بھی تغیر و تبدل نہین ہوا پس عالم تمام ایعنے جبروت و ملکوت و ناسوت)
اُس اللہ پاک جل شانہ کے اسماوصفات کاملہ کے کمالات کے طرح بطرح رنگ برنگ ظہور ہی کا نام
ہے جو ظاہر علم کے آئینہ مین جلوہ گر ہے یا صور علمیہ آعیہ کے طرح بطرح رنگ برنگ کے احکام و آثار کا نام ہے
جو ظاہر وجود کے آئینہ مین جلوہ گر ہین وہی ایک نور محض ہے جس نے اپنے صفتون کے کمالات
کے ساتھ مختلف آئینون مین ظہور کیا ہے اُسی ظہور کا نام عالم ہے حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا وہی
ایک نور وجودی ہے جو عالم کی ساری چھوٹی بڑی لطیف و کثیف مرکب و بسیط چیزون کی ذاتون پر
فائض (فیض کا جاری کرنے والا) ہے۔ اور ہر ہر جسم و جان مین ساری (سرایت رکھنے والا) ہے
اسکے قبضہ قدرت مین سارا عالم مسخر ہے جیسے تیرا ایک جان ہے۔ تیرے سارے جسم اور اعضا
پر اس کا نور وجود فائض ہے اور تیرے جسم کے ہر ہر ذرہ مین ہر ہر رگ و ریشہ مین اُسکا فیضان ساری
ہے تیرا سارا جسم اور تمامی اعضا اُسی سے مستفیض (فیض پانے والے) اور اُسی کے قبض و تصرف مین
مسخر ہین پھر تو اس بیان پر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ خداے پاک حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ
باوجودیکہ غیب الغیب ہی دائرۂ ادراک کے پرے ہی مگر در اصل ان سب کا اصل وہی ہے۔ اور یہ سب کچھ جو پائے
جاتے ہین اُسی کے ظلال و عکوس ہین جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ
کیا تو نے نہین دیکھا کہ تیرے رب نے ظل کو کیسا دراز کیا ہے۔ اگر ان ظلال و عکوس پر نظر غور
کی جاے تو ان مین اس رب الارباب کی نشانیان بخوبی نظر آتی ہین کیونکہ یہ اس کا وعدۂ صادقہ ہے
سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ ہماری تلاش کرنے والون کو ہم اپنی نشانیان عالم
آفاق مین بھی اور اُن کی جانون ذاتون مین بھی دکھاتے اور بتلاتے ہین۔ تاکہ اُن کو یقین حاصل ہو جائے
اور بر پور اظاہر ہو جائے کہ وہی حق ہے چنانچہ اسکے ساتھ ہی وہ فرماتا ہے حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ
الْحَقُّ یہان تک کہ ظاہر ہو جاے اُن پر کہ وہی حق ہے پس ثابت ہو گیا کہ تحقق اور ہین سوائے
حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کے ہرگز ہرگز دوسرے کو نہین ہے۔ پس جان لے۔ اور مان لے۔ کہ حق ہی
حق ہے۔ اور اُس کا غیر ہی باطل۔

ای عزیز جان لے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ کی ذات پاک اور اسکے اسما و صفات کے اصل ہونے اور مخلوقات کے ظل ہونے کی تمثیل کا بیان اسطرح پر ہے کہ حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ موجود ہی بالذّات اور تو بھی موجود ہے مگر بالغیر وہ حَیّ یعنے زندہ ہے بالذّات۔ تو بھی زندہ ہے۔ مگر بالغیر وہ علیم یعنے جاننے والا ہے بالذّات تو بھی جاننے والا ہے مگر بالغیر وہ مُرید یعنے ارادہ کرنے والا ہے بالذات تو بھی ارادہ کرنے والا ہے مگر بالغیر وہ قدیر یعنے قدرت رکھنے والا ہے بالذات تو بھی قدرت رکھتا ہے مگر بالغیر وہ سمیع یعنے سننے والا ہے بالذات تو بھی سُنتا ہے مگر بالغیر اور وہ بصیر یعنے دیکھنے والا ہے بالذات تو بھی دیکھتا ہے مگر بالغیر وہ کلیم یعنے بولنے والا ہے بالذات تو بھی بولتا ہے مگر بالغیر پھر تو ظاہر ہو گیا کہ حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہ کی ذات اصل ہے اور تیری ذات اُسکی ظل اور اُسکے صفات کاملہ اصل ہین۔ اور تیرے صفات ناقصہ اُس کے ظل تیری ذات مین اور تیری صفتون مین جو جو کہ ظہور ہے سو وہ اُسی حق سبحانہ کی ذات کا اور اُسکی صفات کا ہی ظہور ہے۔ مگر تعیّن کے نقص اور عیب کے ساتھ کیونکہ تو عدم اضافی اور وجود حق ان دو سے مرکب ہے۔ اور حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہٗ خود ہی موجود مطلق اور ہستی خالص ہی۔ تیری ذات مظہر ہے اُسکی ذات کی۔ اور تیرے صفات مظہر ہین اسکے صفات کے تجھ مین جو نقص ہے وہ تعیّن عدمی کا ہے۔ اور تجھ مین جو کمال کہ ہے۔ وہ وجود حق کا ہے یہی ظلیّت کا رمز ہے جسکو مولانا جامی علیہ الرحمہ نے اس رُباعی مین بیان فرمایا ہے

دانا بہر بصیرت و بینا بہر بصیر	گویا بہر زبان و توانا بہر توان
جامی کشیدہ دار زبان را کہ سر عشق	رمزے است کش نگو ہی حدیثے است مدان

یعنے وہ حق سُبحانہ و تعالےٰ شانہ۔ ہر جاننے کے پردہ مین جانتا اور ہر دیکھنے کے پردہ مین دیکھتا ہے۔ اور ہر بولنے کے پردہ مین بولتا اور ہر قدرت رکھنے والے کے پردہ مین قدرت رکھتا ہے ای رجامی اپنی زبان کو قید مین رکھ خاموش رہ کیونکہ یہ عشق الٰہی کا بھید ایک ایسا بھید ہے کہ نہ کسی سے کہنے کے قابل ہے اور نہ کسی کو سنانے کے قابل یعنے لوگ اسکے سمجھنے کی قدرت نہین رکھتے ہین کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھینگے۔

الغرض عالم و اشیاے عالم کے تعینات و اشکال ہین حق سُبحانہ و تعالیٰ شانہ کے ظہور فرما ہونے سے

نہ تو اُسکی ذات مقدس مین کسی طرح کا تبدل پیدا ہوا اور نہ اسکے صفتون مین کوئی تغیر واقع ہوا۔ اس ظہور فرما ہونے کے پیشتر اُسکی ذات اور صفتون کی جو حالت کہ تھی بعد ظہور فرما ہونے کے بھی۔ اُسکی ذات اور صفات۔ اُسی حالت کاملہ پر ہین۔ جو نقصانات اور عیوب کہ ان ظلال و عکوس مین پائے جاتے ہین وہ اُنہی ظلال و عکوس کے طرف منسوب ہین۔ نہ کہ حقتعالی کی ذات کے اور اسکی صفتون کے طرف جلسے کہ تیرے روبرو کے جسشی آئینہ مین جو تیری صورت کہ۔ موٹی۔ تیڑہی۔ بانکی۔ نظر آتی ہے سو وہ موٹاپن۔ تیڑھاپن۔ بانکاپن۔ اُسی صورت منعکسہ (عکس اُٹھی ہوئی) کے طرف ہی فی الواقع منسوب ہے۔ نہ کہ تیرے طرف کیونکہ دراصل تیری اصلی صورت مین یہ عیوب ہرگز نہین ہین۔ یہ عیوب تو آئینہ کی حقیقت کی بنا پر ظاہر ہوے ہین پھر تیرے طرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہین ہرگز نہین ہو سکتے اگرچہ اُس صورت منعکسہ مین از سرتا پا تیرا ہی ظہور ہے مگر باآن عیوب صرف وہ صورت منعکسہ ہی۔ کہ تیری اصلی صورت۔ ای طالب اگر تجھکو کچھ بھی سمجھ ہے تو اللہ تعالی شانہ مین اور عالم مین غیریت (دوئی) اور عینیت (یکپنا) اُن دونون جہتون کے پانے اور اُن مین تمیز کرنے کے لئے یہی مثال ازبس کافی اور ان دونون جہتون کے بیچ مین اپنے کو متوسط یعنے بیچ کے رستہ پر چلنے والا۔ بنا رکھنے کے لئے یہ مثال مذکور بہت اچھی طرح سے وافی۔ (کام پورا کرنے والی) ہے اللہ تعالے شانہ تجھکو سیدھی سمجھ اور بزرگون کی پیروی عنایت فرماوے۔ اور سیدہی راہ پر چلا دے آمین ثم آمین یا رب العالمین

ایعزیز جب تو نے مراتب داخلی مین سے پہلے مرتبہ کُنہ ذات کو جان لیا۔ کہ وہ مرتبہ غیب الغیب ذات حق کی اصلی حقیقت کا مرتبہ ہے۔ اُسکو اَحدیتِ صرف۔ ذاتِ بحت منقطع الاشارات (وہ مرتبہ کہ جسکے طرف اشارہ نہین کیا جا سکتا) مرتبہ عمی (وہ مرتبہ کہ جسکے پہچاننے مین آدمی کی عقل بالکل اندہی ہے) لاتعینِ علمی (وہ مرتبہ جس مین علم کا کوئی تعین نہین) وغیرہ بھی کہتے ہین یہ مرتبہ تنہا اپنی اصلیت کی حالت کے ساتھ (یعنے جس حال پر کہ فی الواقع ہے) آج تک کسی پر منکشف اور مشہود نہوا ہے اور نہ آیندہ بھی کسی پر منکشف اور مشہود ہو سکتا ہے۔ اس مرتبہ کا کشف ہرگز ہرگز کسی پر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خود خدا صاحب زبان رسول مقبول سے کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فرماتا ہے پھر وہ کسی پر منکشف اور مشہود ہو تو کیونکر ہو۔ اور اسی وجہ سے اس کنہ ذات کے مرتبہ مین فکر کرنے خوض کرنے سے حق نے

نہ تو اُسکی ذات مقدس مین کسی طرح کا تبدل پیدا ہوا اور نہ اسکے صفتون مین کوئی تغیر واقع ہوا۔ اس ظہور فرما ہونے کے پیشتر اُسکی ذات اور صفتون کی جو حالت کہ تھی بعد ظہور فرما ہونے کے بھی۔ اُسکی ذات اور صفات۔ اُسی حالت کاملہ پر ہین۔ جو نقصانات اور عیوب کہ ان ظلال و عکوس مین پائے جاتے مین وہ انہی ظلال و عکوس کے طرف منسوب ہین۔ نہ کہ حقتعالی کی ذات کے اور اسکی صفتون کے طرف جیسے تیرے روبرو کے جیسی آئینہ مین جو تیری صورت کہ۔ موٹی۔ تیڑہی۔ بانکی۔ نظر آتی ہے سو وہ موٹا پن۔ تیڑھاپن۔ بانکاپن۔ اُسی صورت منعکسہ (عکس اُٹھی ہوئی) کے طرف ہی فی الواقع منسوب ہے۔ نہ کہ تیرے طرف کیونکہ در اصل تیری اصلی صورت مین یہ عیوب ہرگز نہین ہین۔ یہ عیوب تو آئینہ کی حقیقت کی بنا پر ظاہر ہوے ہین پھر تیرے طرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہین ہرگز نہین ہوسکتے اگرچہ اُس صورت منعکسہ مین از سرتاپا تیرا ہی ظہور ہے مگر یا اُن عیوب سے وہ صورت منعکسہ ہی۔ کہ تیری اصلی صورت **ای طالب** اگر تجھکو کچھ بھی سمجھ ہے تو **اللّٰہ** تعالی شانہ مین اور **عالم** مین **غیریت** (دوئی) اور **عینیت** (یکپنا) اُن دونون جہتون کے پانے اور اُن مین تمیز کرنے کے لئے یہی مثال ازبس کافی اور ان دونون جہتون کے بیچ مین اپنے کو متوسط یعنے بیچ کے رستہ پر چلنے والا۔ بنا رکھنے کے لئے یہ مثال مذکور بہت اچھی طرح سے وانی۔ (کام پورا کرنے والی) ہے اللہ تعالی شانہ تجھکو سیدھی سمجھ اور بزرگون کی پیروی عنایت فرماوے۔ اور سیدہی راہ پر چلادے آمین ثم آمین یارب العالمین

ایعزیز جب تونے مراتب داخلی مین سے پہلے مرتبہ کنہ ذات کو جان لیا۔ کہ وہ مرتبہ غیب الغیب ذات حق کی اصلی حقیقت کا مرتبہ ہے۔ اُسکو اَحدِیتِ صِرف۔ ذاتِ بحت مُنقطِعُ الاشارہ (وہ مرتبہ کہ جسکے طرف اشارہ نہین کیا جاسکتا) مرتبہ عَمٰی (وہ مرتبہ کہ جسکے پہچاننے مین آدمی کی عقل بالکل اندہی ہے) لَاتَعیُّنِ عِلمی (وہ مرتبہ جس مین علم کا کوئی تعین نہین) وغیرہ بھی کہتے ہین یہ مرتبہ تنہا اپنی اصلیت کی حالت کے ساتھ (یعنے جس حال پر کہ فی الواقع ہے) آج تک کسی پر منکشف اور مشہود نہ ہوا ہے اور نہ آیندہ بھی کسی پر منکشف اور مشہود ہو سکتا ہے۔ اس مرتبہ کا کشف ہرگز ہرگز کسی پر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خود خدا صاحب زبان رسول مقبول سے کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فرماتا ہے پھر وہ کسی پر منکشف اور مشہود ہو تو کیونکر ہو۔ اور اسی وجہ سے اس کنہ ذات کے مرتبہ مین فکر کرنے خوض کرنے سے حق نے

منع فرمایا ہے۔ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اور خود رسول مقبول فرماتے ہین لَاتَفَکَّرُوْا فِی ذَاتِہٖ اور حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ✣ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ✣ تو ان در بلاغت بہ سحبان رسید ✣ نہ در کنہ بیچون سُبحان رسید ✣

ترجمہ۔ اس بھنور مین (مرتبہ کُنہ ذات کی فکر مین) ہزارون کشتیّن (بہت سے فکر کرنے والے) ایسے غرق ہوگئین (ڈوب گئین) کہ کسی کشتی کا ایک تختہ بھی پار نہ لگا (اس دریافت اور تلاش مین سر پٹک کر آخر فنا ہوگئے مرگئے۔ مگر کسی کو بھی کوئی پتہ نہین لگا کہ ذات حق کی ماہیت کیا ہے بلکہ وہ سب حیرت مذموم مین گرفتار ہو کر فنا ہی ہوگئے) آدمی فصاحت وبلاغت کے باب مین سحبان وائل کے مرتبہ تک بھی ایک وقت پہونچ سکتا ہے لیکن سبحان یعنے خدائی پاک کی ذات کے کنہ کے علم کو ہرگز نہین پہونچ سکتا۔ سحبان وائل عرب کے ایک بہت ہی بڑے فصیح بولنے والے زبردست عالم شخص کا نام ہے۔ مشہور ہی کہ یہ شخص ملک عرب مین ایسا زبردست مشہور فاضل تھا کہ جب ایک مرتبہ ایک لفظ اُس کی زبان سے سُنا گیا۔ تو پھر ایک برس کے پورے گذر جانے تک وہ لفظ دوبارہ اسکی زبان پر نہین آتا تھا جب ضرورت پڑے تو دوسرا ہی لفظ اُسکی جگہ پر استعمال کرتا تھا اگرچہ صدہا مرتبہ اس لفظ کے بولنے کی ضرورت واقع ہوا کرے لیکن وہ لفظ نہین بولتا تھا۔ بلکہ اُس معنے کو ادا کرنے والا دوسرا لفظ ہی اُسکی جگہ پر بولتا تھا اس پر سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہی معنے کے ادا کرنے والے کسقدر الفاظ اُسکی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی خیال کیا جاسکتا ہے کہ زبان عرب کسقدر وسیع ہے اور ایک ایک ہی معنے ادا کرنیوالے الفاظ اس زبان مین کسقدر کثرت سے پائے جاتے ہین۔ اور میسر آسکتے ہین۔ الحاصل مرتبہ کنہ ذات کا آجتک تہا نہ کسی پر منکشف ہوا ہے اور نہ آیندہ کسی پر منکشف ہوسکتا ہے اسی وجہ سے تو اس مرتبہ کو گنج مخفی۔ مرتبۂ عمی۔ غیب الغیب کہتے ہین حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ خود ہی فرماتے ہین مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ تو پھر دوسرے کی کیا مجال کہ اس مرتبہ کے کشف سے سرفراز ہوسکے حاشا اللہ یہ تعین مرتبہ ذاتی کا ہے۔ تعین علمی کا نہین۔ اس کا نام لاتعین علمی ہے پھر اس مرتبہ کی کنہ حقیقت کا علم جو کسی کو آئے تو کیونکر آئے وَرَاءُ الْوَرَاءِ کا مقام اور مرتبہ ہے

یعنے وہ مرتبہ جو انسان کی ادراک کے دائرہ کے باہر کی چیز ہے۔
لیکن اس مرتبۂ کنہ ذات کے ظہور کے مرتبہ کمال ذاتی کے اندر دو ہین ایک تعین اوّل دوسرا تعین ثانی۔ تعین اوّل کو دائرۂ وحدت اور تعین ثانی کو دائرۂ الوہیتیہ کہتے ہین ان دونو مرتبون مین حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کے علم کا ظہور ہے۔ پہلے مین اجمال کے ساتھ۔ دوسرے مین تفصیل کے ساتھ۔

تعین اوّل دائرۂ وحدت

تعین اوّل۔ دائرۂ وحدت یہ وہ مرتبہ ہے کہ جس مین حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کا اپنی ذات کو اور اپنے اسماء وصفات کو اور اپنے تمامی مخلوقات کی حقیقتون کو اجمال کے طور پر ایک کی دوسرے سے تمیز و تفریق کے بغیر جاننا ثابت ہے جیسے کہ تخم کا اپنے تخم۔ ہونے کی ہی حالت مین اس امر کا جاننا کہ مین تخم ہون۔ اور مجھ مین سارا درخت پوشیدہ ہے۔ پیڑ۔ موڑ۔ پتہ۔ ڈالی۔ پھول۔ بینده۔ پھل۔ وغیرہ یہ سب اجزا مجھ مین اجمال کے طور پر بغیر تفصیل اور باہمی تمیز کے موجود ہین۔ یہی مذکور ہے گلشن راز کے اس شعر کا ۵
ہمہ با ہم بہم در ہم سرشتہ ٭ ملک در دیو و شیطان در فرشتہ ٭ یعنے اس مقام مین سب آپس مین ایک دوسرے کے اندر ایسے گھسے ہوے ہین۔ کہ دیکھنے والا اس حالت کا خیال کرکے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس مقام مین ملک دیو کے اندر۔ اور شیطان فرشتہ کے اندر باہم ایک دوسرے کے اندر داخل اور مخلوط ہین (ملے ہوے) جسطرح کہ تخم کے اندر۔ کانٹا۔ پھول۔ پھل۔ آپسمین ایک دوسرے کے اندر ملے ہوے اور گھسے ہوے ہین کہ گویا۔ کانٹا پھول کے اندر ہے۔ اور پھول کانٹے کے اندر اس تعین اوّل کے ہی مرتبہ کو نہان خانۂ جمع (آپسمین ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوے پوشیدہ رہنے کا گھر) مقام جمع الجمع (سب ایک جگہ رہنے کا مقام) بھی کہتے ہین کیونکہ اس مقام مین حقائق کونیہ (مخلوقات کی حقیقتین) اور حقائق الٰہیہ (اللہ کے اسماء وصفات) یہ سب آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ بغیر تفصیل اور باہمی تمیز کے باہم ملے جلے موجود ہین۔ اجمال کے طور پر یعنے عالم کی حقیقتین اور خدا کے اسماء وصفات دونون اس مقام پر آپس مین بغیر تفصیل کے باہم ملے ہوے ہین۔ پس لا تعین ذات کا مرتبہ ہے

اور تعین اوّل اُس ذات کے علم اجمالی کا مرتبہ ہے۔ ذات وہ حقیقت ہے کہ جسکے ساتھ صفتوں کا لگاؤ ہو۔ اور صفت ذات کے ظہور کا تنوع ہے۔ پھر تو ذات مظہر ہوئی۔ اور علم اس کا مظہر (مُظہر ظہور کرنے والا۔ مظہر ظہور کرنے یا ظاہر ہونے کی جگہ) ذات قائم بخود ہے۔ علم قائم بذات ذات مجہول مطلق (بالکل نہ پہچانے جانے والی چیز) اور علم معلوم مطلق (اچھی طرح پہچانے جانے والی چیز) ذات کو انیت یعنے مَین پن ہے۔ یعنے مَین کہنا ذات کا خاصہ ہے علم کو انیت یعنے مَین پن نہین۔ یعنے ذات اَنَا کا لفظ کہہ سکتی ہے۔ مگر علم اپنے لیئے انا کا لفظ نہین کہہ سکتا۔ کیونکہ مَین کہنا اُسکو سزاوار ہے جو اپنی ذات سے آپ موجود اور قائم ہو۔ اور ذات تو اپنے سے آپ موجود ہے اور علم اپنے سے آپ موجود نہین بلکہ ذات کے سبب سے ذات کے ساتھ موجود ہے۔ مگر یہان پر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اَنَا یا مَین کہنا اگرچہ ذات ہی کا حق اور اُسی کا خاصہ ہے مگر درجۂ ذات مین یہ انیت اُسکی مستور اور بے ظہور ہے۔ ذات کا اَنَا یا مَین کہنا۔ درجۂ علم مین ہی نظر آتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کیونکہ کہنا بھی تو ایک فعل یعنے کام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی کام بغیر علم کے ظاہر ہو ہی نہین سکتا۔ پس ذات کا اَنَا یا مَین کہنا علم کے درجہ مین علم سے ہی ظاہر ہوتا ہے نہ کہ ذات کے درجہ مین اور جب کہ تعین اوّل مین حق سبحانہ وتعالے شانہ کا اپنی ذات کو اور اپنے اسما و صفات کو اور حقائق ممکنات یعنے آگے ہونہار چیزون کی حقیقتون کو بالاجمال جاننا ثابت ہے تو پھر علم مین اور معلومات مین تمیز کرنے کیلئے خود ذات ہی کا دونو کے درمیان مین آنا لازم ہوگا کیونکہ دو چیزون کو ایک کے دوسرے سے جدا کرنے کیلئے کسی چیز کا ان دونو کے درمیان مین آنا نہایت ضروری ہے ہی۔ اور ظاہر ہے کہ جب دائرہ کے درمیان مین کوئی خط فاصل آگیا تو دائرہ کا دو قوسون کی صورت مین ہو جانا لازمی ہو ہی گیا۔ لہذا اس تعین اوّل کے دائرہ مین جسکو دائرہ وحدت کہتے ہین دو قوس اور ایک قاب کا فرض کیا جانا واجب ہوگیا۔ اور چونکہ علم مین خدا کے اور اُسکے معلومات مین تمیز کرنے والی چیز سوائے اُسکی ذات کے اور کوئی ہے ہی نہین۔ اسلیئے اس دائرہ کے دونون قوس کے مابین ذات ہی کا بصورت قاب واقع ہونا لازمی آیا۔ اور بھی چونکہ معلوم کا وجود یعنے علم مین آئی ہوئی چیز کا

وجود، علم کے وجود کے سبب سے ہی ہوا کرتا ہے۔ لہذا علم کے مرتبہ کو، معلوم کے مرتبہ کی نسبت کرتے مقدم اور برتری ماننا لازم ہوا۔ پھر تو ان سب باتوں کے ہی لحاظ سے۔ دائرۂ وحدت میں صفت علمی کے اقتضا (خواہش یا تقاضا) کے مطابق۔ قوسِ فوقانی میں فقط علمِ ذات ہی کا تھا۔ بغیر کسی اعتبار کے۔ اور قوس تحتانی میں فقط معلومات الٰہیہ کا ہی اجمال کے ساتھ۔ بغیر کسی طرح کی تفصیل وتمیز کے۔ اور ان دونوں قوسوں کے مابین۔ یعنے علم اور معلومات کے درمیان میں ذات حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا ہی تھا جو خود ہی عالم ہے۔ اون دونو یعنے علم ومعلومات کی۔ قاب یعنے برزخ کی صورت میں ثابت ظاہر ہوگیا۔

پس تو اچھی طرح سے یاد رکھ کہ دائرۂ وحدت کی قوس فوقانی کو احدیت کہتے ہیں۔ ذاتِ حق سبحانہ کا۔ فقط علم ہی علم بلا اعتبارات (بغیر کسی اعتبار کے) معتبر یعنے فرض کیا گیا ہے۔ اور قوس تحتانی کو واحدیت کہتے ہیں۔ اس میں۔ ذات حق سبحانہ کا۔ علم مع الاعتبارات (اعتباروں کے ساتھ) علم حق۔ یعنے حق سبحانہ کے معلومات) بغیر باہمی تفصیل وتمیز کے۔ معتبر یعنے فرض کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان میں خود ذات حق سبحانہ ہی۔ جو اِن دونوں کی عالم یعنے جاننے والی ہے۔ قاب یعنے برزخ (درمیان کی چیز) کی صورت پر۔ واقع ہے۔ اس قوس تحتانی میں اس دائرۂ وحدت کی حقایق الٰہیہ یعنے حق سبحانہ کے اسمار وصفات اور ان کے کمالات۔ اور حقائق کونیہ یعنے۔ اُن اسمار صفات الٰہیہ کے کمالات سے۔ بعد میں پیدا کئے جانے والی مخلوقات کی حقیقتیں۔ یہ دونو۔ اقبال کے ساتھ دوسرے سے تمیز کئے جانے کے بغیر۔ باہم آپس میں ملے ہوئے ہیں ثبوت اس کا یہ ہے کہ۔ جب ذاتِ حق سبحانہ کو اپنے آپ کو۔ اور اپنے اسمار وصفات کی بھی۔ قطعاً۔ جانتی اور پہچانتی ہے۔ تو پھر اون اسمار صفات میں جو کمالات کہ ہوں۔ ذاتِ حق کو اون کا بھی معلوم رہنا۔ ایک ضروری امر قابل تسلیم ہی ٹہرا اور جب حق سبحانہ کو اپنے اسمار وصفات کے کمالات سے آگہی ہے ہی۔ تو پھر اون کمالات اسمار وصفات حقتعالیٰ سے۔ بعد میں جن مخلوقات کا ظہور ہونے والا ہے۔ اون کے حقائق کا علم بھی۔ حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کو پہلے ہی سے۔ حاصل رہنا لازمیات سے ہی ٹہرا۔ کیونکہ فعل یعنے کام کا صادر ہونا۔ بغیر علم اور ارادہ کے اضطرار کی نشانی ہے جیسے کہ زیادہ بوڑھے آدمی ہاتھ پاؤں اور سر کا۔ جو اسکے ارادہ اور اختیار کے بغیر ہوا کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ۔ یہ اضطرار کی صفت بہت ہی بُری

نقص اور سخت عیب ہے اور حق سبحانہ کی ذات مقدس تو ہر طرح کی عیوب اور نقصانات سے پاک اور منزہ مانی گئی ہے پھر تو تسلیم ہی کرنا پڑا کہ دائرۂ وحدت کی قوس تحتانی مین یعنے واحدیت کے مقام مین حقائق الہیہ۔ اور حقائق کونیہ۔ ان دونون طرح کے معلومات بالاجمال۔ بغیر کسی طرح کی تفصیل اور تمیز کے باہم ملے جلے ہوے موجود ہین اور اُسی بنا پر اس مقام کو **واحدیت** اور **مقام جمع الجمع** اور **نہانخانۂ جمع** اور **احدیت الجمع** وغیرہ کہتے ہین اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مقام واحدیت مین صرف حقائق کونیہ کو **شیونات ذاتی** اور **حروف علوی** اور **حروف اصلی** وغیرہ بھی کہتے ہین۔ شیونات۔ اور شیون۔ یہ دونون لفظ جمع ہی شان کی اور شان کے معنے قابلیت اور حالت مجملہ کے ہین۔ جو بعد مین ظہور کرنے والی ہو۔ یعنے بعد مین ظہور کرنے والی قابلیت۔ جو مجمل طور پر پوشیدہ رہتی ہے اُسی کو شان کہتے ہین اور اس دائرۂ وحدت مین وسط دائرہ یعنے دائرہ کے بیچ کے حصہ کو۔ فوقانی اور تحتانی دونون قوسون کے اعتبار سے **قاب قوسین** اور **برزخ اول** اور **برزخ کبریٰ** کہتے ہین (قاب کمان کے دونون گوشون کے بیچ کے فاصلہ کو کہتے ہین۔ قوس کمان کو کہتے ہین۔ توسین دو کمان واحدیت۔ ایک پنا دکھانے والا ہونا اکیلا ہونا۔ احدیت بالکل اکیلا ہونا۔ وحدت ایکپنا) قوس فوقانی کو احدیت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہان صرف علم کے سواے اور کوئی چیز ملحوظ ہی نہین ہے اور قوس تحتانی کو واحدیت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہان علم کے ساتھ اعتبارات لاحق ہین لیکن معلومات مین سے ایک کو دوسرے سے کسی طرح کی کوئی تمیز و تفریق نہین ہے۔

یہان پر اور ایک بات کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے سو وہ یہ ہے کہ اس درجہ تعین اول مین حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ کے علم ہین اور اُسکے معلومات مین ذات حق کو جو خود ہی ان دونون کی عالم ہے جبتک کہ برزخ کے طور پر بصورت قاب فرض کیا جاتا ہے۔ تب تک قوس فوقانی۔ قوس تحتانی سے ممتاز تمیز کیا ہوا خیال کئے جاتے ہین۔ اور جب کہ ذات حق کو علم اور معلومات ان دونون کے درمیان مین برزخ کے مانند قاب کی صورت پر نہ فرض کرین تو سارا پورا دائرہ ایک ہی حقیقت واحدہ رہجاتا ہے

اور دراصل ہے بھی یہی بات کیونکہ یہ سب تفریق و تفصیل صرف طالب کے سمجھانے کے لیئے کی گئی ہے
ورنہ دراصل وہان یعنے تعین اول کے مقام مین صرف ایک علم کے سواے۔ دوسری کوئی شئی ہی ہی
کہان اعتبارات مذکورہ بالا صرف علم سے تا ہ شئی یعنے ظاہر اور پیدا ہین اور علم بھی تو کوئی شئی خارجی
نہین بلکہ داخلی چیز ہے اسلیئے کہ وہ ایک صفت ہے۔ اور صفت۔ موصوف کے وجود سے کوئی وجود علٰحدہ
نہین رکھتی۔ اور دیکھے بھی تو کیونکر اسلیئے کہ صفت ذات کے ظہور کے ایک تنوّع کا نام ہے نہ کہ
اور کچھ۔ پھر تو واضح ہوگیا کہ مقام مذکور مین دراصل سوائے حقیقت واحدہ کے کوئی اور چیز ہی ہی
نہین لہٰذا اسی لحاظ سے یعنے درمیان سے قاب کے نکل جانے اور قوسین کی تمیز کے اُٹھ جانے کے
لحاظ سے ہی اس تعین اول کو۔ دائرۂ وحدت کہتے ہین۔ اور بھی اسی حالت کے اعتبار سے
یعنے قاب کے اُٹھ جانے اور قوسین کے نکل جانے کے ہی اعتبار سے مقام او ادنیٰ اور حقیقت محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہین اس مقام کے اس نام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ بیان
کرتے ہین کہ ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا علیہ الصلواۃ والسّلام کا عروج بوقت معراج
اس مقام تک ہوا ہے اور دوسرے کسی پیغمبر کا عروج یہانتک نہین ہوا۔ کیونکہ کیفیت معراج کے
بیان مین اللہ پاک سورۂ نجم مین فرماتا ہے فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ یعنے پہونچے آنحضرتؐ
یہانتک کہ ہوگئے دو قوس کے درمیان کے فاصلہ پر یا اُس سے بھی نزدیک ہوگئے۔ لیکن صاحب قلب
سلیم جانتا ہے کہ اس مقام کی یہ وجہ تسمیہ بھی اگرچہ ہو سکتی ہے کیونکہ اَوْ اَدْنیٰ کا فعل آنحضرتؐ سے ہی
سرزد ہوا ہے نہ کہ دوسرے کسی سے لیکن۔ یہ نکتہ بعد الوقوع کہا جا سکتا ہے نہ کہ قبل الوقوع۔ اسلیئے
کہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ بوقت معراج بالخصوص آنحضرتؐ کے ہی اس مقام تک پہونچ سکنے کیلیئے
بھی تو آخر کوئی وجہ چاہیئے ہے۔ یہ فقیر بہت روز تک اس رمز کی تجسّس مین حیران و پریشان
رہا بہت سے رسالجات و کتب مستندۂ عرفای کرام کی ورق گردانی کی۔ لیکن کہین اس رمز کا
سراغ بھی نہ لگا۔ اور بہت سے بزرگون سے بھی استفسار کیا مگر اس عقدۂ لاینحل کا حل کہین میسر نہ ہوا
آخر الامر مایوس ہو رہا جب فقیر بحکم آلہی رسالہ تحفۃ المرسلہ کی شرح کے لکھنے پر آمادہ ہوا اور اسی مقام

یعنے تعینِ اول کے بیان کے لکھنے کا وقت آیا نہایت ہی متردد ہو کر جناب باری عزاسمہ مین بتوسط روحانی حضرت مرشد پاک قدس سرہ العزیز. بعجز وانکسار زاری کے ساتھ التجا کی اُسوقت پر فضل الٰہی نے دستگیری فرمائی. اور بتوسط روح پر فتوح حضرت شیخ فضل اللہ برہان پوری مؤلف و مصنف رسالہ تحفۃ المُرسَلہ دروازہ فیضان کا افتتاح ہوا. فقیر حقیر ہاتھ مین قلم پکڑا ہوا بیٹھا ہی ہے اور دریاے تفکر مین غریق ہے کہ اس وجہ تسمیہ کی تشریح کیا ہو گی یکایک غیب سے ایک آواز سنائی دی کہ کوئی کہہ رہا ہے ع اَلَا کُلُّ شَانٍ حَامِدٌ وَ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ ؎ فقیر سمجھ گیا اور سجدہ شکر ایزدی ادا کیا اور حضرت مؤلف تحفۃ المرسلہ و حضرت مرشدی و مولائی کی جناب مین ایصال ثواب کیا. برسون کا عقدۂ لاینحل اس ایک مصرعہ غیبیہ سے حل ہو گیا پس یاد رکھو کہ دراصل اس مرتبہ تعین اوّل دائرۂ وحدت کو (رفع قاب کی صورت مین) حقیقت محمدیؐ کے نام مبارک سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لفظ مُحَمَّدٌ صیغہ ہے اسم مفعول کا مصدر تحمید سے. اور ثلاثی مجرد اس کا حمد ہے. اور حمد کے معنے سرہانے اور تعریف کرنے کے ہین. اور سرہانا اور تعریف کرنا دراصل کسی کو نفع کے پہونچنے کے بغیر صدور و ظہور اس کا غیر ممکن ہے قطعاً کیونکہ فطرۃ انسانی اسکی گواہ ہے کہ جب تک اسکو کسی کے طرف سے کچھ نفع نہ پہونچے. یا پہونچنے کی امید نہو تب تک ہرگز ہرگز اسکی حمد یا تعریف اسکی زبان پر جاری نہو گی. اور نظر غور سے جب دیکھا جائے تو اس درجۂ تعین اول دائرۂ وحدت مین مخلوقات جو خارج مین معدوم بالذات ہین سوا اُنکے لئے بارگاہ خداوندی سے زمانہ آیندہ مین بوقت مقررہ حسب مشیت ایزدی وجود خارجی کے عنایت کئے جانے کی خوش خبری. یا مژدہ. یا نوید. موجود ہے. اسلئے کہ قوس تحتانی مین اس دائرہ وحدت کے حقایق کونیہ وجود علمی ازلی کے لباس مین جلوہ گر بالاجمال ہین. گو کہ ہنوز بہ تفصیل اُن کا تعین و تقرر نہین ہوا ہے ذات باری عزاسمہ کے طرف سے ان کو یہ جو نعمت بشارت دیگئی اس نعمت پر یعنے بدلے اس نعمت کے حقائق کونیہ پر اپنے محسن جل احسانہ کی حمد و ستایش اس مقام مین بھی واجب ٹہری اور حدیث صحیحہ مین وارد ہو چکا ہے لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِیَّتِیْ اس حدیث قدسی مین خدای پاک ہمارے حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے میرے پیارے اگر تم میرے

منظور نظر نہوتے یعنے تمہارا پیدا کرنا مجھے منظور نہوتا تو مین اپنی ربوبیت کے منڈان کو ظاہر ہی نہ کرتا اور دراصل ہے بھی بات یہی کہ تمام عالم مین بجز آنحضرتؐ کی حقیقت کی صورت نوعیہ کے کوئی خلیفۃ اللہ نہ آجتک ہوا ہے نہ آیندہ ہو سکتا ہے کیونکہ خود آدم اور جملہ اولاد آدم پیدا ہی کیے گئے ہین حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ پر جیسے کہ کچھ شمہ اس رمز کا پہلے بیان کیا گیا ہے یہی وجہ تھی جو آنحضرت تمامی بنی آدم کے طرف جو آپ ہی کے نام مبارک کے مظاہر تھے رسول گردانے گئے اور بھی یہی وجہ تھی جو حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسےٰ تک علےٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام باوجودیکہ یہ سب اللہ کے طرف سے فی الواقع رسول بناکر بھیجے گئے تھے مگر پھر بھی کسی کے نام نامی کے ساتھ بعد جملہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے لفظ رسول اللہ نہین لگایا گیا۔ حضرت آدم صفی اللہ کے ساتھ۔ حضرت نوح نجی اللہ کے ساتھ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ساتھ۔ حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کے ساتھ۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے ساتھ۔ جملہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ ساتھ پکارے گئے۔ مگر آنحضرت محمد جن پر کہ نبوت و رسالت ختم کیگئی آپ اکیلے ہی جملہ مذکور لا الہ الا اللہ کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ کرکے پکارے گئے۔ ۵

بے سر و بے دست و بے اشکم و پائے	نافریدہ ہیچ مرسل را خدائے
با محمد پس رسالت گشت خاص	نیست آز ابا دگر ہیچ اختصاص
آدمؑ و نوحؑ و براہیمؑ خلیلؑ	موسیٰؑ و داؤدؑ و عیسائے جلیل
مظہر نام محمدؐ بودہ اند	زین سبب شان از رسل فرمودہ اند

اور بھی یہی وجہ ہے جو ان چھیون پیغمبرون کے مبارک نامون کے اعداد وسیط کے مجموعہ کے برابر ہی آنحضرتؐ کے نام مبارک کے اعداد جمل ہین۔ مگر یاد رہے کہ حساب مذکور مین لفظ آدم کا پہلا الف متحرک بھی محسوب ہے۔ اور علاوہ بر آن حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت اَن اعرف فخلقت الخلق کی تفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اَیْ خَلَقْتُ مُحَمَّدًا (یعنے پیدا کیا مین نے محمد کو) فرمایا ہے۔ الحاصل جبکہ عالم کے پیدا کرنے سے مقصود اصلی حق سبحانہ کا صرف آپ ہی کا پیدا کرنا تھا

توپھر ثابت ہوگیا کہ دائرۂ وحدت کے مقام پاک مین شان محمدیؐ کی برکت ہی سے۔ اور طفیل ہی سے تمامی شیونات اشیای عالم کے کسوت وجود علمی ازلی کی بخشش سے مشرف ومعزز ہوے اور شان محمدی کا اس مقام مین جیسے کہ اپنے رب کریم کی حمد وثنا کے ساتھ رطب اللسان علمی ہونا ایک امر لازمی ہے ہی۔ بدستور تمام شیونات عالم کا آپ کی حمد وستایش مین زبان علمی کا کھولنا بھی حتمی لازمی ٹھراہی۔ پھر مقام ہذا مین شان محمدی کا تمامی شیونات اشیاے عالم کے طرف سے محمدؐ ہونا یعنے تعریف کئے گئے ہوے ہونا واجب اور ثابت ہی ہوگیا۔ اسی بنا پر اسی لحاظ سے اس تعین اول دائرۂ وحدت کا نام۔ قاب ذات کے درمیان سے اٹھ جانے کی صورت مین حقیقتہ محمدیہ کرکے رکھا گیاہے اور فی الواقع یہ امر مطابق واقع کے بھی ہے۔ اور عقل سلیم اسکو تسلیم بھی کرسکتی ہے

دائرۂ وحدت کی صورت

قوس فوقانی احدیت مین فقط علم ذات بغیر کسی اعتبار کے ہے

احدیت

(قوس فوقانی)

اسمین ذات حق کا صرف علم ہی علم ہے کسی طرح کا کوئی اعتبار داخل نہین

قاب کی صورت مین ذات حق درمیانمین برزخ کبریٰ ذات حق سبحانہ وتعالے **قاب قوسین** برزخ اول۔ برزخ کبریٰ

اسمین علم ذات با اعتبارات ہے حقائق الہیہ حقائق کونیہ دونو مجمل ہین

(قوس تحتانی)

واحدیت

قوس تحتانی واحدیت مین اجمالی طور پر علم ذات با اعتبارات ہے بغیر تفصیل کے

درمیان سے قاب کے اٹھ جانے اور قوسین کے نکل جانے کی صورت مین دائرۂ وحدت۔ مقام او ادنیٰ۔ حقیقت محمدی ہے

تعین ثانی۔ دائرۂ الوہیت

دوسرا مرتبہ تعین ثانی کا جسکو دائرۂ الوہیت بھی کہتے ہین یہ وہ مرتبہ ہے کہ جسمین حق سبحانہ وتعالے شانہ کا اپنی ذات کو اور اپنے اسما کو صفات کو۔ اور ان اسما وصفات کے کمالات سے بعد مین پیدا کئے جانیوالے

تمامی مخلوقات کے حقائق کو تفصیل کے طور پر ایک کو دوسرے سے جُدا جُدا ممتاز جاننا ثابت ہے
جیسے نجار یعنی بڑھائی کا اپنے علم مین جاننا کہ مین ہون اور یہ میرا ہنر اور میرے آلات ہین اور یہ میرے
اس ہنر اور آلات سے بنکر تیار ہونے والی چیزین ہین پورا دائرہ کا دائرہ یعنے دائرۂ الوہیت
پورے کا پورا دائرۂ وحدت کی قوس تحتانی واحدیت کی تفصیل ہی۔ کیونکہ اس مقام مین یعنے مقام
واحدیت مین حقائق آلہیہ۔ اور حقائق کونیہ یہ دونون باہم یعنے آپسمین ایک دوسرے سے بغیر تفصیل
کے ملے ہوے تھے ہذا اُسکی تفصیل کیلئے اس پورے دائرہ ہی کی ضرورت ہوئی یہان بھی حقائق
کونیہ کو۔ حقائق آلہیہ سے جدا کرکے دیکھنے والی اور ان دونون کو ایک دوسرے سے تمیز کرنیوالی
سوائے ذات حق سُبحانہ تعالے شانہ کے اور کوئی دوسری چیز ہے ہی نہین اسلئے ذات حق کا ہی
قاب کی صورت سے درمیان مین آکر دائرہ کو دو قوس بنا دینا لازمی ٹہرا۔ اور چونکہ حقائق کونیہ کا وجود
حقائق آلہیہ کے کمالات کے ظہور کے بغیر۔ محال قطعی ہے ہٰذا حقائق آلہیہ کا مرتبہ۔ حقائق کونیہ کے
مرتبہ پر مقدم رہنے کے سبب سے اس دائرہ کی قوس فوقانی مین اسماء صفات آلہیہ کی تفصیل کا اور قوس
تحتانی مین ان اسماء وصفات الہیہ کے ظہور سے بعد مین پیدا کئے جانے والے مخلوقات کے حقائق کا
یعنے اُنکی علمی صورتون کی تفصیل کا تقرر پانا لازمی ہی ٹہرا۔ اور ان دونون قوسون کے درمیان۔ خود اُن
دونون کی عالِم یعنے جاننے والی ذات حق سُبحانہ کا قاب کی صورت مین برزخ واقع ہونا بھی ضروری ہوگیا
پس ان سب امور کے لحاظ سے ہی دائرۂ الوہیت یعنی تعین ثانی کی قوس فوقانی کو ظاہر وجود
اور بحر الوجود کہتے ہین اسمین حق سبحانہ تعالیٰ شانہ کے اسماء وصفات اپنے کمالات کے ساتھ بالتفصیل
ہین اور اس دائرہ کی قوس تحتانی کو ظاہر علم اور بحر العلم کہتے ہین اسمین ان اسماء وصفات آلہیہ
کے کمالات کے ظہور کی بنا پر بعد مین جو مخلوقات کہ پیدا ہونے والے ہین سو ان کے صور علمیہ یعنے
علم کی صورتین تفصیل کے ساتھ ایک دوسرے سے ممتاز ہین (تمیز کئے گئے ہوے) چونکہ اس قوس
تحتانی مین ممکنات کے حقائق یعنے علمی صورتین بالتفصیل ہین۔ اسلئے اس قوس کا نام ظاہر علم
اور بحر العلم رکھا گیا ہے۔ اور قوس فوقانی مین حق تعالے کے اسماء وصفات ہین۔ تفصیل کے ساتھ اور

ظاہر ہے کہ اسما فرع ہین صفات کے۔ اور صفات اُن کے اصل اسلئے کہ صفت کے ظہور کے بعد نام پکارا جاتا ہے مثلاً جب تجھ سے کتابت کا فعل صادر ہوگا تب تجھکو کاتب یعنے لکھنے والا کرکے پکارا جائے گا۔ اور پھر ظاہر ہے کہ صفت کمال ذات کے ایک ظہور خاص کا نام ہے در اصل نہ کہ اور کچھ۔ اور ذات حق در اصل قطعاً وجود بمعنے ما بہ الموجودیت ہی پس صفات آلٰہیہ در اصل وجود بمعنے ما بہ الموجودیت کے ظہورات متنوعہ کا ہی نام ٹہیرا۔ پھر قوس فوقانی مین جبکہ وجود بمعنی ما بہ الموجودیت ظہورات متنوعہ کے سوائے کوئی دوسری چیز ہی نہین ہے لہذا اس قوس کا نام ظاہر وجود اور بحر الوجود رکھا گیا۔ کیونکہ اُسمین وجود بمعنی ما بہ الموجودیت کے ظہورات متنوعہ کے سوائے دوسری کوئی چیز ہے ہی نہین۔ جیسا کہ قوس تحتانی مین علم کے ظہورات متنوعہ کے سوائے دوسری کوئی چیز ہے ہی نہین اور ان قوسون کے ایک دوسرے ممیز ہونے کے اعتبار سے۔ ان کی ممیز اور فرق کرنیوالی ذات حق کو قاب قوسین۔ برزخ ثانی۔ برزخ صغری بھی بولتے ہین اس تعین ثانی مین بھی قاب کے درمیان سے اُٹھ جانے اور قوسین کے نکل جانے کی حالت مین پورا دائرہ ایک ہی حقیقت بنجاتا ہی اس حالت کو **حقیقت انسانی** اور **حقیقت** سائر انبیا کہتے ہین۔ اور وجہ اسکی یہ کہی جاتی ہے کہ سوائے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا علیہ الصلواۃ والسلام کے دوسرے تمام پیغمبرون علیہم السلام کا اور اور کامل انسانون کا عروج یہانتک ہی ہے اور پُر ظاہر ہے کہ یہ علمی نکتہ بعد الوقوع ہی ہے نہ کہ قبل الوقوع۔ اور در اصل بات یہ ہے کہ لفظ انسان مشتق ہے دو لفظ اُنس اور نسیان سے اُنس کے معنے دوستی کے ہین۔ اور نسیان کے معنے بھول جانے کے ہین اور اس تعین ثانی مین ثبوت ہے ذات حق سبحانہ کی الوہیت کا جیسا کہ اُسکا بیان آگے آتا ہے اور صورت نوعیہ حقیقت محمدیہ کے افراد کا ظہور اس مقام مین بالتفصیل ہے ہی۔ تو پھر مطیع اور عاصی دونو قسم کے افراد کے صور علمیہ کے اس مقام مین موجود رہنے کے سبب سے اس مقام کو حقیقت انسانی کے لفظ کے ساتھ موسوم کرنا ہی مناسب ہوا کیونکہ جس فرد مین اللہ کی اُنست غالب ہو وہ مطیع اور فرمانبردار ہی نکلیگا اور جس فرد مین اللہ کا نسیان غالب ہو وہ ضرور عاصی سرکش ہی نکلیگا پھر واضح ہو گیا کہ ذات حق کی الوہیت اور الوہیت کا ثبوت اور وضوح اس تعین مین رہنے کے سبب سے اور افراد انسانین سے اپنی رب اور الہ کیساتھ

اُلنسیت رکھنے والے اور اُسکو بھول جانے والے ان دونو قسم کے افراد کے صور علمیہ کے اس مقام مین موجود رہنے کے سبب سے۔ اس مقام کو حقیقت انسانی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ دوسرے پیغمبران بھی چونکہ انہی افراد صورت نوعیہ حقیقت محمدیہ کے ضمن مین اپنے اسمای خاصہ کی جہت سے اسماے خاص کے ساتھ معروف و مشتہر ہین۔ اسی بنا بر اس مقام کو حقیقت سائر انبیاء کے بھی نام سے موسوم کیا اسکے ساتھ شہادت لفظی بھی موجود ہے کیونکہ لفظ انسان کے عدد جمل ۱۲۲ ہین اور لفظ انبیاء کے جمل ۶۴ اور اولو العزم کی عدد ۶ اور خاتم انبیا کا نام نامی محمد کے جمل ۹۲ ان اعداد کا مجموعہ بھی ۱۶۲ ہی ہوتا ہے پھر تو ثابت ہو گیا کہ حقیقت انسانی اور حقیقت سائر انبیا فی الواقع حقیقت واحدہ کا ہی نام ہے یہان پر یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ نوع انسان مین سے جو خاص افراد کامل کہ حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتیون مین سے ہین وہ آنحضرت علیہ الصلواۃ والسّلام کی اتباع کے ذریعہ سے آنحضرتؐ کے قدم بر قدم اس مقام حقیقت انسانی سے گذر کر مقام حقیقت محمدی تک بھی خدا کے فضل و کرم سے پہونچ جاتے ہین ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

دائرہ اُلوہیت کی صورت

قوس فوقانی ظاہر وجود مین حق تعالےٰ کے اسما اور صفات تفصیل کے ساتھ ممتاز ہین

ظاہر وجود

(قوس فوقانی)

اسمین حق تعالےٰ کے اسما و صفات تفصیل کے ساتھ ایکدوسرے سے ممتاز ہین

اسما و صفات حق تعالےٰ اَرْبَاب ہین

درمیانمین برزخ صغرےٰ ذات حق سُبحانہٗ وتعالےٰ قاب قوسین برزخ ثانی۔ برزخ صُغریٰ ذات حق تعالےٰ قاب کی تین صور

صور علمیۂ الٰہیہ۔ حقائق کونیہ۔ ان کے مربوب ہین

اسمین اسما و صفات حق کے اثر سے پیدا ہونے والے مخلوقات کی علمی صورتین مفصل ہین

(قوس تحتانی)

ظاہر علم

قوس تحتانی ظاہر علم مین حق سبحانہٗ کا علم تفصیلی صور علمیۂ الٰہیہ مفصل ہے

درمیان سے قاب کے اُٹھ جانے کی حالت کا نام حقیقت انسانی اور حقیقت جملہ انبیا ہے اسی دائرۂ اُلوہیت کو

وجہ اللہ کہتے ہین جب بندہ اپنے تینو منزل ناسوتی وملکوتی وجبروتی سے آگے عروج کرتا ہے
تو مراتب حقانی مین سے یہی مرتبہ اُسکو پہلا نظر آتا ہے اِس مقام مین یاد رکھنے کی بات ایک یہ ہے
کہ اس تعین ثانی حق سبحانہ کے علم تفصیلی کے مرتبہ کو مرتبۂ الوہیت یا دائرۂ الوہیّت کیون
نام رکھا گیا۔ پس جان لے کہ لفظ الوہیت کے معنے معبودیت کے ہین کیونکہ اِلٰہ کے معنے معبود
کے ہین اور تمام علما۔ حکما۔ عرفا۔ اور بزرگان دین بالاتفاق کہتے ہین اور عقل انسان بھی گواہی
دیتی ہے کہ عالم کی تمام چیزین خواہ کلّی ہون یاکہ جزئی۔ مرکب ہون یاکہ بسیط لطیف ہون یاکہ
کثیف۔ یہ سب کے سب قطعًا مخلوق اور مربوب ہین۔ اور خدائے پاک عزوجل ہی ان سب کا رب
اور خالق ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ربوبیت۔ مربوب پر اپنے رب کی اطاعت اور پرستش کو واجب
گردانتی ہے اور اس تعین ثانی کی قوس تحتانی علم تفصیلی مین مخلوقات مربوبات کے حقائق بھی
موجود ہین جو علمی صورتون مین ہین۔ اور ان کے پیدا کرنے والے پرورش کرنیوالے ارباب بھی
اُن کے مقابل قوس فوقانی مین اسماو صفات حق کی صورتون مین موجود ہی ہین۔ ہر ایک اسم
ربّانی دراصل رب ہے اور ہر ایک صورت علمی دراصل مربوب ہے اسکی مثلًا حق سبحانہ کا اسم پاک
بدیع رب ہے اور مخلوقات مین سے عقل کل کی صورت علمیہ اُسکی مربوب ہے پس جو ذات کہ اسم
بدیع سے موسوم ہے وہ اِلٰہ ٹھہری عقل کل کی۔ اور عقل کل اس کا مَالُوہ یعنے بندہ پرستش
کرنے والا اپنے اِلٰہ یعنے معبود کا۔ اِسی طرح قیاس کرلے۔ تمامی اسماے آلٰہیہ کا۔ اور تمامی صور علمیہ
آلٰہیہ کا۔ کیونکہ قوس تحتانی مین سب حقایق ہین بندون کے اور فوقانی مین سب حقائق اُنکے
ارباب کے یعنے ان کے معبود حقیقی کے اسمائے پاک ہین پس چونکہ اس تعین ثانی مین خدائے پاک کی
معبودیت کا اور مخلوقات کی عبودیت کا ثبوت اور ظہور پایا جاتا ہے اسلئے اس علم تفصیلی کے مرتبہ
کا نام دائرۂ الوہیت کرکے رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ہر مربوب پر اپنے رب کو اِلٰہ ماننا فرض لازمی ہے
پس واضح ہوگیا کہ خدائے پاک جلّ شانہ کی الوہیت۔ معبودیت کا ثبوت اس تعیّن ثانی دائرۂ الوہیت
مین ہی ظاہر ہوتا ہے نہ کہ اسکے پیشتر کے مراتب مین اسی رمز کے طرف اشارہ ہے جو حضرت بہلول دانا

علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے ۵ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال ❀ کہ من از خدا بیش بودم دو سال ❀
کیونکہ لفظ من فارسی مین۔ لفظ عربی أنا کا ترجمہ ہے اور اَنا یہ لفظ ذات حق سبحانہ کے کہنے کا لفظ ہے اسلئے
کہ اَنیّت یعنے مین پن سوائے ذات حق کے دوسرے کسی کو ہے ہی نہین اور لفظ خدا فارسی مین عربی
لفظ الٰہ کا ترجمہ ہے اور الٰہ اسم صفت ہے جسکا ثبوت اور ظہور مرتبۂ ذات کی نسبت کرنے تیسرے درجہ
یعنے تعین ثانی دائرۂ الوہیت مین ہوتا ہے کیونکہ مرتبہ ذات کے بعد اسکے علم اجمالی کا ایک مرتبہ ہے
اور اسکے بعد علم تفصیلی کا مرتبہ ہے۔ پھر تو حضرت بہلول کا مطلب یہ ہے کہ لفظ خدا کے ظاہر اور
ثابت ہونے کے دو مرتبون کے پیشتر ہی لفظ من مرتبۂ ذات مین پوشیدہ موجود تھا ہی۔ کیونکہ
اُلوہیت خدائی کا ثبوت اور ظہور علم تفصیلی دائرۂ الوہیت کے مرتبہ مین ہے۔ اور اَنیت یعنے
مین پن کا وجود مرتبۂ ذات کے اندر ہی موجود ہے پس دو سال سے مراد دو مرتبہ ہین۔ دانائے
موصوف نے اپنی علم اجمالی و تفصیلی کے دو مرتبون کی تعبیر لفظ دو سال سے کی ہے نہ کہ اور کچھ
الحاصل اس دائرۂ الوہیت کے قوس تحتانی ظاہر علم مین تمامی مخلوقات کے حقائق یعنے علمی صور مین
ہین جنکو صور علمیہ آلہیہ۔ اعیان ثابتہ بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ علم آلہی کی صورتین ہین۔ اور ثبوت کے
درجہ مین ہین۔ اعیان یہ لفظ جمع ہے۔ عین کی اور عین اصل چیز کو کہتے ہین۔ حکیمون کے یہان ثبوت
کے درجہ کو تقرر کا درجہ کہتے ہین اللہ تعالے شانہ کے علم ازلی مین ماسوی اللہ کے پیدا کئے جانے کے
پیشتر ماسوی اللہ کے چیزون کی جو صورتین کہ بنی ہوئی ہین انہی کو اَعیانِ ثابتہ اولاً اسلئے کہتے ہین
کہ وہ ہمیشہ سے۔ اور ہمیشہ تک ثابت ہی ہین ان کو ہرگز ہرگز فنا اور زوال ہی نہین۔ کیونکہ حق سبحانہ کا
علم اسکی ایک صفت قدیم اور ازلی ہے۔ اور ابدی بھی ہے جیسے کہ اسکی ذات قدیم اور ازلی اور ابدی
ہے اسلئے کہ یہ مسئلہ متفق علیہا ہے کہ حق تعالے شانہ کے صفات اسکی ذات کے جیسی ہی ہین۔ یعنے
جیسے کہ اسکی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اور کامل اور تمامی عیبون اور نقصانون سے پاک ہے اسیطرح پر
اسکی صفتان بھی قدیم ازلی ابدی ہین۔ اور کامل اور ہر طرح کے عیوب اور نقصانون سے پاک اور منزہ ہین
اور ثانیاً اسلئے کہ ثبوت کہتے ہین تقرر کے درجہ کو اور تقرر کرنے والا سوائے خدائے پاک کے جو عالم کا

خالق ہے دوسرا کوئی نہین تاکہ تقرر کی ہوئی بات مین کسی طرح کے تغیر و تبدل کی گنجایش نکل سکے اور عالم کے پیدا کئے جانے کے پیشتر عالم کے اشیا اور ان کے حالات اور مالہا اور ماعلیہا کے تقرر کرنے کے لئے پیدا کرنے والے کے علم ازلی کے سوائے دوسرا کوئی ظرف بھی ہے ہی نہین پس اس تقریر سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ممکنات کے حقائق اصلیہ (کہ تمامی ممکنات جنکے ظلال و عکوس مین) وہی صور علمیہ آلہیہ ہین۔ کہ عالم کے پیدا کرنے کے پیشتر حق سبحانہ تعالےٰ شانہ نے اپنے علم ازلی مین جنکا تقرر کرچکا تھا۔ پھر تو واضح ہوگیا کہ وجود ایک چیز اور ہے اور ثبوت ایک چیز دوسری ہے اور ان دونوین فرق یہ ہے کہ وجود مین بالفعل اثر موجود رہتا ہے۔ اور ثبوت مین بالفعل اثر نہین رہتا جیسے کہ خارج مین جو آگ موجود ہے اُسین بالفعل اثر موجود ہے کہ جو جسمانی چیز کہ اُسین ڈالدی جاے وہ آگ اسکو جلادیتی اور گرم کردیتی ہے مگر جو آگ کہ ہمارے علم اور خیال کے اندر تقرر یافتہ ہے وہ ہمارے سر مین کے بھیجے اور جھلیون کو نہین جلادیتی۔ اور نہین گرم کرتی ہے اور یہ محض اسی لئے کہ وہ آگ جو ہمارے علم مین ہے سو وہ صرف ایک علمی صورت ہے آگ کی نہ کہ ویسی آگ جو خارج مین موجود ہے تو پھر ثابت ہوگیا کہ اثر خارجی۔ وجود خارجی مین ہوتا ہے نہ کہ ثبوت علمی مین یہی بات ہے جو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلْاَعْیَانُ مَاشَمَّتْ رَائِحَۃَ الْوُجُوْدِ یعنے صور علمیہ آلہیہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہین اُنہون نے آجتک وجود خارجی کی بُو تک نہین سونگھی ہے۔ اور دراصل ہے بھی یہی بات۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ صورتین علم آلہی کے اندر کی ہین جسکو تقرری یا ثبوت کا درجہ کہتے ہین جو مراتب داخلی مین سے ہین پس وہ غیر مخلوق ہین اور عالم یعنے ماسوی اللہ ناسوت و ملکوت وجبروت ان تینون کے پیدا کئے جانے کے پیشتر حق تعالےٰ شانہ کے علم ازلی مین تقرر یافتہ ہین اور اسی بنا پر لسان شرع مین ان تقرر یافتہ صور علمیہ کو مقدرات۔ تقدیر اللہ۔ قضا و قدر کہتے ہین۔ اور فی الواقع یہ امر قطعی ہے کہ ان صور علمیۃ آلہیہ کو تاہنوز وجود خارجی کی بُو تک نہین لگی ہے باوجود اس ثبوت بین اور شہادت قطعی کے بے سمجھی سے کئی لوگون نے عبارت مذکورہ کے ظاہر الفاظ پر نظر کرکے شیخ مذکور پر طعن اور اعتراض کیا۔ اور جھوٹا الزام لگایا ہے کہ شیخ موجودات خارجی کا منکر ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ اعیان خارجی کے باب مین شیخ کا یہ کہنا ہرگز نہین ہے

بلکہ شیخ نے اعیان ثابتہ کے باب مین البتہ یہ کہاہے کہ یعنے صور علمیہ آلہیہ کے باب مین شیخ نے یہ کہاہے کہ اُن کو وجود کی بُو تک نہین لگی ہے اور ہر ایک اہل شعور بالیقین جانتاہے کہ صورت علمی جو علم کے احاطہ کے اندر ہوتی ہے وہ کبھی وجود خارجی کے ساتھ متصف ہو ہی نہین سکتی یہی وجہ ہے جو صور علمیہ آلہیتہ کو حضرات صوفیہ کرام عدم کہتے ہین کیونکہ وجود خارجی نے اُن چھوا تک نہین ہے اور جو موجودات کہ خارج مین وجود خارجی کے ساتھ متصف ہین سو وہ ان صور علمیہ الہیہ کے ظلال عکوس ہین ظاہر وجود کے آئینہ مین۔ یا کہ اسما وصفات الٰہیہ کے ظلال وعکوس ہین۔ ظاہر علم کے آئینہ مین۔ معترضین (اعتراض کرنیوالے) کی جسارت بے جا ہے۔ جو عبارت شیخ مین لفظ اعیان کو ایکدم اعیان خارجیہ پر محمول کرکے جھوٹا بہتان شیخ پر باندھاہے اور یہ محض اُن کی قلت تدبّر کا باعث ہے جو لفظ اعیان سے سر دست اعیان خارجی مقصود لے لیا۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ اعیان دو قسم کے ہین ایک ثابتہ دوسرے خارجیہ مسلمان کو چاہیئے کہ جب کسی کے قول کو اوّلاً اپنے سمجھ کے خلاف پائے اُسکے ہر محل پر خیال کرے جو صحیح محل نکلے سمجھے کہ قائل کا مقصود یہی ہے۔ اگر کوئی محل صحیح نہ ملے تو اُس قول کو اُسکے قائل پر چھوڑ دے۔ اگر اُس باب مین کچھ کہنا بھی چاہتاہے تو صرف یہ کہے کہ اس قول کا کوئی محل صحیح ہمارے خیال مین نہین آتا۔ لہذا ہم اس قول کے ساتھ تمسک نہین کرتے۔ فردائے قیامت یہ قول اور اُس کا قائل دونو حضرت عزّ وجلّ کے روبرو پیش ہونگے ہی آج ہمکو تعرّض کی ضرورت نہین۔ الغرض اس تعین ثانی دائرۂ الوہیت مین۔ قوس فوقانی مین ظہور وجود واحد کاہے صور اسما کے ساتھ اور اُسکے مقابل قوس تحتانی مین ظہور علم واحد کاہے۔ صور علمیہ اشیائے ممکنات کے ساتھ اُسی ترتیب خاص کے ساتھ جو اسمائے آلہیہ مین ہے چنانچہ ترتیب موصوف ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

سوال وہ اسمای الہٰیہ کون سے ہین جو رب ہین اشیائے عالم کے۔ اور صور علمیۂ الہیہ کون سے ہین جو مربوب ہین اُن اسماکے۔

جواب

بَدِیعُ رب ہے اسکے مربوب دو ہین۔ صورت علمی حرف ہمزہ کی۔ اور صورت علمی عقل کل کی۔ یعنے قلم اعلےٰ کی صورت علمی
بَاعِثُ ،، ،، ،، ہا کی۔ ،، نفس کل کی۔ یعنے لوح محفوظ ،، ،،

باطنؒ[3] رب ہے اسکے مربوب دو ہیں صورت علمی حرف عین[3] کی اور صورت علمی طبیعت کل[3] کی تمام عالم کی کلی طبیعت صورت علمی

آخرؒ[4] ،، ،، ،، ،، حا[4] کی ،، ،، جوہر ہباء[4] کی تمام عالم کا کلی صورت علمی

ظاہرؒ[5] ،، ،، ،، ،، غین کی ،، ،، جسم کل[5] کی تمام عالم کا کلی جسم ،،

حکیمؒ[6] ،، ،، ،، ،، خا[6] کی ،، ،، شکل کل کی تمام عالم کی کلی شکل صورت ،،

محیطؒ[7] ،، ،، ،، ،، قاف[7] کی ،، ،، عرش[7] کی عرش معلے ،،

شکورؒ[8] ،، ،، ،، ،، کاف[8] کی ،، ،، کرسی کی کرسی اعظم کی

غنیؒ[9] ،، ،، ،، ،، جیم[9] کی ،، ،، فلک اطلس[9] کی سادہ آسمان جسمیں ستارے نہیں

مقدرؒ[10] ،، ،، ،، ،، شین[10] کی ،، ،، فلک منازل[10] کی منزلوں اور برجوں والا آسمان

ربؒ[11] ،، ،، ،، ،، یاء[11] کی ،، ،، فلک زحل[11] کی زحل ستارہ والا آسمان

علیمؒ[12] ،، ،، ،، ،، ضاد[12] کی ،، ،، فلک مشتری[12] کی مشتری ستارہ کا آسمان

قاہرؒ[13] ،، ،، ،، ،، لام[13] کی ،، ،، فلک مریخ[13] کی مریخ ستارہ کا آسمان

نورؒ[14] ،، ،، ،، ،، نون[14] کی ،، ،، فلک شمس[14] کی سورج کا آسمان

مصورؒ[15] ،، ،، ،، ،، را[15] کی ،، ،، فلک زہرہ[15] کی زہرہ ستارہ کا آسمان

محصیؒ[16] ،، ،، ،، ،، طاء[16] کی ،، ،، فلک عطارد[16] کی عطارد ستارہ کا آسمان

مبینؒ[17] ،، ،، ،، ،، دال[17] کی ،، ،، فلک قمر[17] کی چاند کا آسمان

قابضؒ[18] ،، ،، ،، ،، ثاء[18] کی ،، ،، کرۂ نار[18] کی آگ کے کرہ کی اجسم گول چیز

حیؒ[19] ،، ،، ،، ،، زاء[19] کی ،، ،، کرۂ ہوا[19] کی ہوا کے کرہ کی ،،

محییؒ[20] ،، ،، ،، ،، سین[20] کی ،، ،، کرۂ ما[20] کی پانی کے کرہ کی ،،

ممیتؒ[21] ،، ،، ،، ،، صاد[21] کی ،، ،، کرۂ خاک[21] کی مٹی کے کرہ کی ،،

عزیزؒ[22] ،، ،، ،، ،، ظاء[22] کی ،، ،، جماد[22] کی پتھر وغیرہ کی ،،

رزاقؒ[23] ،، ،، ،، ،، تا[23] کی ،، ،، نبات[23] کی درخت بیل بوٹوں وغیرہ کی

مُذِلُّ[۲۴] رب ہے اسکے مربوب دو ہین صورت علمی حرف ذال[۲۴] کی اور صورت علمی حیوان[۲۴] کی جانورون جاندارون وغیرہ کی
قَوِیُّ[۲۵] " " " " فاء[۲۵] کی " " ملک[۲۵] کی فرشتے کام کرنیوالے روحانیات کی
لَطِیفٌ[۲۶] " " " " باء[۲۶] کی " " جن[۲۶] کی جن پری شیطان وغیرہ کی
جَامِعٌ[۲۷] " " " " میم[۲۷] کی " " انسان ناقص[۲۷] کی کمال کے درجہ کو نہ پہونچے ہوے
رَفِیعُ الدَّرَجَات[۲۸] " " " " واو[۲۸] کی " " انسان کامل کی جو اللہ کا خلیفہ بننے کے لائق ہو گیا[۲۸]

جاننا چاہیے کہ مربوبات مین یہ جو اٹھائیس[۲۸] چیزین بیان کی گئین ہین سو انہین کو اٹھائیس اکوان کہتے ہین۔ اکوان یہ لفظ جمع ہے کون کی۔ کون یہ لفظ اگرچہ مصدر ہے معنے اسکے ہونے کے ہین مگر ہونہار چیز کے معنے پر بھی برتا جاتا ہے عالم جسکو ماسوا اللہ کہتے ہین اس مین کل یہی اٹھائیس[۲۸] کلی چیزان ہین جزئیات اور انواع اور اقسام اُن کے اَن گنت اور بے انتہا ہین ان کے خالق عزوجل شانہ کے سوا ے۔ کوئی بھی ان کی گنتی نہین کرسکتا بدستور یعنے اسی طرح پر اسماے الٰہیہ بھی بہت سارے ہین جنکی گنتی دراصل سواے خداے پاک کے کوئی نہین کرسکتا بعضے احادیث مین ہزار کی گنتی اور بعضے حدیث مین سو کی گنتی۔ اور بعض مین نو دپر نو کی وارد ہے۔ مگر اکوان مذکورہٗ بالا کی تخلیق (پیدا کرنے) اور تکوین (بنانا) اور ایجاد (پیدا کرنا) کے ساتھ علاقہ رکھنے والے یہی اٹھائیس[۲۸] ہین اسماے الٰہیہ ہین جو مذکور صور علمیہ آلٰہیہ کے ظلال و عکوس کے رب ہین اور وہ ظلال و عکوس ان کے مربوب رب (پالنے سربراہ کرنے والا) مربوب (پالے جانے والی چیز) ان مراتب داخلی مین سے تعین اول اور تعین ثانی مین فرق یہ ہے وہ علم آلٰہی مجمل (گول مول جسمین تفصیل نہو) ہی یہ علم الٰہی مفصل جسمین پوری تفصیل ہے وہ مُظہر یعنے ظہور کرنے والا ہے اور یہ مَظہر یعنے اسکے ظہور کرنے کی جگہہ۔ اُسمین ذات مشہود ہے اسمین اسما و صفات مشہود ہین۔ اسمین کثرت اعتباری اور اجمالی ہے اسمین کثرت امتیازی اور تفصیلی ہے ہر ایک کی تمیز دوسرے سے ہوگئی ہے اور دائرۂ الوہیت کے قوس فوقانی اور قوس تحتانی مین فرق یہ ہے کہ وہ مقید بہ اسماے پاک آلٰہیہ ہے یعنے اُسمین اللہ جل شانہ کے اسماے پاک ہین جو عالم کے پیدا کرنے کے مقتضی (چاہنے والے) ہین تاکہ اپنی مین

جو کمال کہ چھپا ہوا ہے وہ عالم پر ظاہر ہووے۔ اور یہ مقید بہ حقائق ممکنات یعنے اسمین اسمائے الٰہیہ کے تقاضا کے مطابق عالم مین جو چیزین کہ پیدا ہونے والے ہین سو اُن کی علمی صورتین ہین اسما حقائق الٰہیہ ہین صور علمیہ حقائق کونیہ ہین وہ ارباب ہین یہ اُن کے مربوبات۔ وہ موثر ہین اثر دینے والے یہ متاثر اثر لینے والے وہ فاعل ہین کام کرنے والے یہ منفعل ان کے کام کے اثر کو اپنے مین قبول کرنیوالے وہ قاہر یعنے غالب ہین یہ منقہر اُن کے غلبہ کو قبول کرنیوالے۔ وہ عالی ہین اوپر کے درجے والے۔ اور یہ سافل نیچے کے درجہ والے۔ وہ واجب کے حقائق ہین موجود بالذات حقیقتین اور یہ ممکن کے حقائق پیدا کی جانے والی چیزون کی حقیقتین۔

یہان پر ضرور یاد رکھنے کی ایک بات یہ ہے کہ یہ **تینو مرتبے** جو اوپر بیان کئے گئے یعنے پہلا[۱] مرتبہ تعین ذاتی لاتعین علمی کا جو خالص ذات حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا ہے جسکو احدیت صرف غیب الغیب۔ ذات بحت وغیرہ بھی کہتے ہین دوسرا[۲] مرتبہ تعین اول علم اجمالی کا جسکو دائرۂ حدت بھی بولتے ہین تیسرا[۳] مرتبہ علم تفصیلی کا جسکو تعین ثانی۔ دائرۂ الوہیت بھی کہتے ہین۔ **مراتب داخلی** کہلاتے ہین۔ کیونکہ جس ذات پاک کو **اللّٰہ** یا **خدا** کہتے ہین اُسی ہین یہ تینو مراتب ہین ان تینون کو ملا کر ہی **لاہوت** کہتے ہین صرف طالب کو مرتبون کی حقیقت کے سمجھانیکے لئے ذات کے مرتبہ کو پہلا۔ اور علم اجمالی کے مرتبہ کو دوسرا اور علم تفصیلی کے مرتبہ کو تیسرا کہا گیا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہین ہے کہ ذات پہلے تھی اُسکے بعد علم اجمالی کا مرتبہ پیدا ہوا۔ اور اُسکے بعد علم تفصیلی کا مرتبہ پیدا ہوا۔ نہین ہرگز ہرگز ایسا نہین۔ بلکہ جب سے کہ ذات ہے تب سے ہی اُس کا علم اجمالی اور علم تفصیلی یہ دونون بھی اسکے ساتھ ہی اور اُسکے اندر ہی موجود ہین تقدم (پہلے ہونا) اور تاخر (بعد مین ہونا) یہان پر زمانہ کے اعتبار سے ہرگز نہین بلکہ مرتبہ اور درجہ کے اعتبار سے ہی طالب کی تفہیم یعنی سمجھائش کی غرض سے یہ سب کچھ بتلایا گیا ہے ورنہ خارج مین سوائے ذات واحدۂ حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کے اور کوئی دوسری چیز ہے ہی نہین۔ تو خود اپنے حال کو دیکھ لے تو آسانی کے ساتھ یہ بات تیری سمجھ مین آجاویگی تو خود اچھی طرح پر پختہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ خارج مین تو اکیلا یعنے ایک ہی چیز موجود ہے اور تجھ مین تیرا علم اجمالی بھی ہے۔ اور تیرا علم تفصیلی بھی۔ کیونکہ علم خواہ اجمالی ہو یا کہ تفصیلی وہ صفت ہی۔ اور صفت ذات سے

جُدا اور الگ ہو ہی نہین سکتی تیرا علم اجمالی یا کہ تفصیلی اگر تیری ذات کے سوا خارج مین خود بھی موجود رہتا تو البتہ غیرون کو محسوس بحواس ظاہر ہوتا ہی۔ اور جب تیرا علم ہرگز محسوس بحواس ظاہر دوسرونکو ہوتا ہی نہین تو پھر ثابت ہو گیا کہ خارج مین تیری اکیلی ذات ہی موجود ہے۔ پس اسی طرح سے جان لے کہ حق سُبحانہٗ وتعالے شانہ کا علم بھی ذات حق سبحانہ کے خارج مین کیونکر محسوس ہو سکتا ہے ہرگز خارج مین نہین پایا جاسکتا۔ پس ثابت ہو گیا کہ خارج مین صرف حق سبحانہ وتعالے شانہ کی اکیلی ذات مقدس ہی ہے اور یہ دونو مرتبے علم اجمالی اور علم تفصیلی کے اُسی کے ساتھ۔ اُسی کے اندر۔ اُسی مین ہین نہ کہ اُسکے ذات کے خارج مین یہی وجہ ہے جو ان تینوں مرتبون کو مَرَاتِب دَاخِلِی اور کَمَال ذَاتِی کے مَرَاتِب کہتے ہین۔

ای طالب تو جان لے کہ وجود کے **مراتب ستّہ** جو کہے جاتے ہین سو یہی چھے مرتبے ہین۔ تین ممکنات مین اور تین واجب مین یعنے مخلوق مین تین درجے ایک عَالَمِ نَاسُوت دوسرا عَالَمِ مَلَکُوت تیسرا عَالَمِ جَبَرُوت اور خالق مین تین درجے ہین ایک علم تفصیلی دائرۂ الوھیت دوسرا علم اجمالی دَائرۂ وَحدَت تیسرا ذَاتِ بَحت اَحدیت صرف ان مین سے مخلوق کے تینون مرتبے یا درجے موجود بالغیر ہین جو اپنے خالق پاک کے ہی وجود کے پرتو سے موجود بنتے اور موجود کہلاتے ہین اور خالق کے تینون مرتبے موجود بالذات ہین خالق کے وجود کے مراتب **وجوبی** ہین اور مخلوق کے وجود کے مراتب **امکانی** ہین خالق عزوجل کیطرف سے جبتک کہ ان کو وجود نہین دیا جاتا۔ تب تک یہ ہرگز موجود نہین ہو سکتے۔ اور موجود نہین کہلا سکتے۔ اور ان کے موجود کئے جانے کے بعد جو وجود کہ ان کو انکے خالق کے طرف سے دیا گیا تھا اگر وہ چھین لیا جائے تو پھر یہ پہلے کے جیسے ہی معدوم اور فانی ہو جاتے ہین۔ کیونکہ ان کا وجود کہ جس وجود سے یہ موجود ہوے اور موجود کہلاتے ہین سو ان کا ذاتی وجود ہرگز نہین ہے جیسے کہ عکس کا وجود اُسکی ذات سے نہین ہوتا بلکہ وہ شخص ہی کے وجود کے پرتو سے موجود ہوتا اور موجود کہلاتا ہے۔ پھر تو واضح ہو گیا کہ تمام عالم اپنے تمامی اجزا سمیت ظل اور عکس ہے اُس شخص واحد حق سبحانہ وتعالے شانہ کا عالم مین جو کچھ کہ ہے وہ سب ظہور ہی اُس احد برحق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کے اسما و صفات کے کمالات کا صور علمیہ الہیہ یعنی ظاہر علم کے آئینہ مین یا ظہور ہی صور علمیہ الہیہ کے احکام و آثار کا اسماے الہیہ یعنے ظاہر وجود کے آئینہ مین

یہی دو طریق ہین کہ جن سے عالم کو حق سبحانہ تعالےٰ کا ظل یا عکس کہا جاتا ہے سوائے ان دو طریق کے اور کوئی طریق ہے ہی نہین لہٰذا اسکو اچھی طرح سے غور صحیح کے ساتھ خیال مین رکھ اور خوب سمجھ لے اور یاد رکھ۔

تفصیل اس اجمال کی اس طرح پر ہے کہ مثلاً عالم یعنے ماسوای اللہ مین عقل کل ایک مخلوق ہے جو حدیث صحیحہ مین اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ کے موجب اول مخلوق کہلاتا ہے۔ لسان شرع مین جسکو قَلَمِ اَعْلیٰ بھی بولتے ہین کہ حدیث صحیحہ مین اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ بھی وارد ہو چکا ہے۔ پس دائرۂ الوہیت کی قوس تحتانی بحر العلم۔ ظاہر العلم مین اس مخلوق اول عقل کل کی جو حقیقت کہ یعنے صورت علمیۃ الٰہیّہ کہ تھی جسکو عقل کل کا عین ثانیہ کہتے ہین سو اُس عین ثانیہ عقل کل کے احکام اور آثار اُسی دائرۂ الوہیت کی قوس فوقانی بحر الوجود ظاہر وجود مین اُسی عین ثانیہ عقل کل کے مقابل اسم بدیع کے آئینہ مین منعکس اور مظلل ہو کر صورت مرئیہ مسمےٰ بہ عقل کل مخلوق اول ظاہر یا اسم بدیع الٰہی کا کمال عین ثابتہ عقل کل کے آئینہ مین منعکس و مظلل ہو کر صورت مرئیہ مسمےٰ بہ عقل کل مخلوق اول ظاہر ہوا ہے اور اسی طور پر نفس کل کے عین ثابتہ کے احکام و آثار اسم باعث کے آئینہ مین منعکس و مظلل ہو کر یا اسم باعث کے کمالات نفس کل کے عین ثابتہ کے آئینہ مین منعکس و مظلل ہو کر صورت مرئیہ مسمےٰ بہ نفس کل مخلوق ثانی ظاہر ہوا ہے بدستور یعنی اسی طرح یہ ارادہ اور مشیت ازلیۂ آلہیہ کے مطابق بحر العلم مین کے ایک ایک عین ثابتہ کے احکام اور آثار اسکے مقابل بحر الوجود کے ایک ایک اسم آلہی کے آئینہ کے اندر یا بحر الوجود کے ایک ایک اسم آلہی کے کمالات اسکے مقابل بحر العلم کے ایک ایک عین ثابتہ کے آئینہ کے اندر منعکس اور نمودار ہو کر وہ مخلوق ظاہر اور پیدا ہوا ہے پس تمام ماسوی اللہ یا تو احکام و آثار ہین صور علمیۂ الٰہیہ کے جو ظاہر وجود کے آئینہ مین جلوہ گر ہین یا تجلیات اسما و صفات الٰہیہ مین جو ظاہر علم کے آئینہ مین جلوہ افروز ہین اور ذات حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ اپنے اسما و صفات و معلومات کے ساتھ بجائے شخص واحد کے ہے اور تمام ماسوی اللہ یعنے عالم بجائے عکس کے اس تفہیم کو اچھی طرح سے یاد رکھ اور غور صحیح کے ساتھ

خیال مین لا۔ ای عزیز عالم مین اب تک جو کچھ کہ ہوچکا یا اب ہو رہا ہے۔ یا آیندہ ہوگا یہ سب کا سب اسی دائرۂ الوہیت سے متفرع یعنے اسی پر بنا کیا ہوا ہے یعنے اس دائرہ کی قوس تحتانی کی ہی تفصیل ہے تمامی عالم۔ بندہ جب اپنے مقام سے حق کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنے جسم اور دل اور جان ان تینون سے درگذرتا ہے تو بارگاہ الوہیت مین سے اسی مقام ظاہر علم کے صور علمیۂ الٰہیہ اس پر منکشف ہوتے ہین اسی وجہ سے اسکو وجہ اللہ کہتے ہین تمام عالم کے دائرہ کو دائرۃ الاکوان کہتے ہین پھر دائرۃ الاکوان گویا فرع یعنے ڈالی ہے اور دائرۂ الوہیت گویا اسکی اصل یعنے جڑ دائرۂ الوہیت مُوثر ہے دائرۃ الاکوان متاثر۔ موثر یعنے اثر دینے والا۔ متاثر یعنے اثر کو قبول کرنے اور لینے والا وہ فاعل ہے۔ یہ منفعل۔ وہ ظاہر ہے یہ منظہر۔ وہ اصل ہے اور یہ اُسکی فرع وہ شخص ہے۔ یہ اُس کا عکس۔ اس دائرۃ الاکوان کے قوس فوقانی مین عالم جبروت ہے اور قوس تحتانی مین عالم ناسوت ہے اور قاب اس دائرہ کا۔ دونون قوس کے حقائق کا جامع برزخ عالم مثال مطلق ہے اس دائرہ کے مراتب وجودی اُس دائرۂ الوہیت کے قوس تحتانی کے مراتب علمی کے مقابل ہین۔ وہ مراتب داخلی ہین۔ یہ مراتب خارجی وہ اعیان ثابتہ ہین۔ یہ اعیان خارجیۂ وجودیہ۔ وہ مراتب علمی ہین۔ یہ مراتب کونیہ۔ وہ معلومات الٰہیہ ہین۔ یہ مصنوعات و مخلوقات الٰہیہ۔ وجود خارجی کے پہلے علم مین اعیان ثابتہ کے ثبوت کا مَبدَا ذات آلہی کا اقتضا یعنے چاہنا ہے۔ عالم کو جس کا اشارہ لفظ فَاَحبَبتُ سے ظاہر کیا گیا ہے اعیان خارجیۂ وجودیہ کے۔ وجود خارجی کا مَبدَا وجود منبسط ہے جو تمام موجودات کی صورتون پر پھیلا ہوا ہے جسکو صادر اول نفس رحمانی وجود عام وجود فیاض بھی بولتے ہین جس کا اشارہ لفظ فخلقت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ وہان امتیاز علمی ہے یہان امتیاز عینی۔ وہان تعدد علمی ہے یہان تعدد عینی وجودی۔ وہ باطن وجود ہے۔ یہ ظاہر وجود خارجی۔ وہ عدیم الآثار ہین۔ یہ متصف بالآثار یعنے اُن اعیان ثابتۂ علمیہ مین اثر خارجی وجود کا نہین ہے جیسے کہ علم مین جو آگ کی صورت کہ رہتی ہے اُسمین جلانے کی صفت نہین رہتی۔ اور اِن اعیان وجودیۂ خارجیہ مین اثر خارجی موجود ہے جیسے کہ خارج مین جو آگ کہ ہوتی ہے وہ خارج کی جسمانی چیز کو جلاتی

گرم کرتی ہے وہ قدیم ہین۔ یہ حادث تو پیدا مسبوق بالعدم یعنے پہلے سے نہین تھے۔ بعد مین پیدا کئے گئے وہ مقدم ہین (پہلے سے تھے) اور یہ موخر (بعد مین ہوے) وہ کلمات معنوی ہین یہ کلمات خارجی۔ اس لئے کہ جس طرح پر کہ نفس انسانی (آدمی کی سانس) کے اٹھائیس ۲۸ مخرجون پر (حرفون کے نکلنے کی جگہ) گذرنے کے سبب سے اسی سانس مین۔ اسی سانس سے انسان کے کلمات لفظیہ۔ (بولے جانیوالے کلمے یا لفظان) پیدا ہوتے ہین۔ اسی طرح پر اٹھائیس ۲۸ تعینات کونیہ پر وجود عام نفس رحمانی کے پھیلنے سے یہ اعیان خارجیہ پیدا ہوتے ہین۔ یہی سبب ہے جو عالم کی تمام چیزون کو کلمات اللہ بولتے ہین۔ یہی کلمات الٰہیہ ہین جن کی شان مین کریمۂ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ نازل ہے ورنہ ظاہر ہی کہ کتب آسمانی وصحائف آسمانی جو پیغمبرون پر نازل شدہ ہین وہ تو سیاہی سے لکھے گئے ہین اور سیاہی باقی ہے ہی۔ اور یہی وجہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلمۃ اللہ اور کلمۃ فرمایا ہے۔ اور حضرت مریم سے کہا گیا اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ ای مریم تجھکو اللہ کے طرف سے ایک کلمہ کے دیئے جانے کی خوشخبری تجھکو اللہ دیتا ہے اور بھی دوسرے مقام پر وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ یعنے عیسے اللہ کا ایک کلمہ ہی جسکو خدا نے مریم کے طرف ڈالدیا۔ پس معلوم اور ظاہر ہوگیا کہ عالم کی تمام چیزین کلمات الٰہیہ ہین کیونکہ اٹھائیس اکوان پر نفس رحمانی کے پھیلنے سے پیدا اور ظاہر ہوے ہین

دائرۃ الاکوان کی صورت

قوس فوقانی مین عالم ارواح جو مادۂ جسمانی سے مجرد بسیط بے صورت ہین

عالم جبروت

(قوس فوقانی)

اسمین۔ عالم جبروت۔ عالم ارواح۔ مجرد۔ اور بسیط بے صورت ہین

قاب مین برزخ جامع مین روح کے جیسا

برزخ جامع مثال مطلق قاب قوسین۔ ملکوت مطلق۔ ملکوت منفصل

مثال مطلق ہی جو بے مادگی اور صورت مین جسم کے جیسا ہے

اسمین عالم اجسام عرش سے لیکر انسان تک علوی اور سفلی دونو

(قوس تحتانی)

عالم ناسوت

قوس تحتانی مین عالم خلق۔ عالم ناسوت ہی جو مادہ اور تدبیر سے بنا ہوا ہے

اس دائرہ کے مفصل حقائق اور احوال سب ابتدائے رسالہ مین بیان کردئے گئے ہین لہذا یہان پر مکرر ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔

ای عزیز۔ یا تمیز اللہ پاک تجھکو دونو جہان مین نیک بخت گردانے۔ جان لے کہ مقصود اس رسالے کے لکھنے سے صرف یہی تھا کہ اسکے پڑھنے اور دیکھنے اور سیکھنے سے طالب کو **خودشناسی** حاصل ہو جاوے جو **خداشناسی** کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ کیونکہ یہ ثابت قطعی ہے کہ بغیر خودشناسی کے خداشناسی ہرگز نہین حاصل ہو سکتی توریت مین ہے اِعرِفْ نَفْسَكَ تَعْرِفْ رَبَّكَ اور حدیث صحیح مین آیا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ان دونو کے معانی پہلے بیان کردئے گئے ہین۔ چونکہ خودشناسی کے بغیر۔ خداشناسی۔ ممکن ہی نہین تھی۔ اس لئے۔ اس رسالہ مین پہلے ماسوی اللہ کا ہی بیان کیا گیا۔ کیونکہ انسان ماسوی اللہ مین داخل اور تمام سوی اللہ کے حقائق کا جامع ہے عالم تمام گویا درخت ہے توانسان اُس کا پھل ہے اور ظاہر تر ہے کہ پھل درخت کے تمام اجزأ کے حقائق کا جامع ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو اس کا تخم بو دیا جاوے تو تمام درخت مع اجزا اس مین سے پھر کر نمود ہوتا ہے اس تفریع سے یہ ثابت ہو گیا کہ انسان عالم کے تمام چیزون کی حقیقتون کا جامع ہے اسی وجہ سے اسمین خدا کے خلیفہ بننے کی لیاقت چھپی ہوئی موجود ہے جیسے کہ نص قرآنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اس پر گواہ صادق ہے (ترجمہ) پروردگار نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانا۔ پیدا کرنا چاہتا ہون۔ یا۔ بنانے والا ہون) کیونکہ حامل بار امانت الٰہی تمام عالم بھر مین یہی ایک انسان ہی تو ہے۔ جس پر کہ کریمۂ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ شاہد مبین ہے

حافظ شیرازی ۵ آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بہ نام من دیوانہ زدند +

یہی لفظ دیوانہ ہے جو حافظ علیہ الرحمہ نے لفظ **ظلوم وجہول** کے سر مخفی کی تعبیر جس سے فرمائی ہے کیون نہو کہ اسکی وجہ خاص یہ ہے۔ کہ حقیقت انسان تمامی حقائق اکوان کی جامع ہے۔ چنانچہ تفصیل اس نکتہ کی یہ ہے کہ انسان اس کے عدد جمل کبیر ۱۶۲ ہین اور وسیط ۱۸ ہین۔ اور صغیر ۹ ہین ان تینون کا مجموعہ ۱۸۹ ہوئے۔ اسکو اچھی طرح سے خیال مین رکھ باقی کے ۲۶ اکوان یہ ہین۔

عقل[1] کبیر ۲۰۰۔ وسیط ۲۰ صغیر ۲۔ نفس[2] کبیر ۱۹۰۔ وسیط ۱۹ صغیر ۱۔ طبیعت[3] کبیر ۹۶ وسیط ۱۵ صغیر ۶ جوہر ھبائی[4] کبیر ۲۳۲ وسیط ۲۵ صغیر ۷ جسم[5] کبیر ۱۰۳ وسیط ۱۳ صغیر ۴ شکل[6] کبیر ۳۵۰ وسیط ۳۵ صغیر ۸ عرش[7] کبیر ۵۷۰ وسیط ۵۷ صغیر ۱۲۔ کرسی[8] کبیر ۲۹۰۔ وسیط ۲۹ صغیر ۱۱ اطلس[9] کبیر ۱۰۰۔ وسیط ۱۰ صغیر ۱ منازل[10] کبیر ۱۲۸ وسط ۲۰ صغیر ۲ زحل[11] ۵۴ کبیر۔ وسیط (۹) کیونکہ اسکے لئے صغیر نہین ہے مشتری[12] کبیر ۹۵۰۔ وسیط ۹۵ صغیر ۱۴۔ مریخ[13] کبیر ۸۵۰ وسیط ۸۵ صغیر ۱۳ شمس[14] کبیر ۴۰۰ وسیط ۴۰ صغیر ۴۔ زہرہ[15] کبیر ۲۱۷ وسیط ۲۸ صغیر ۱ عطارد[16] کبیر ۲۸۴۔ وسیط ۳۲ صغیر ۵ قمر[17] کبیر ۲۴۰ وسیط ۲۴ صغیر ۷ نار[18] کبیر ۲۵۱۔ وسیط ۲۶ صغیر ۸ ہوائی[19] کبیر ۲۲۔ وسیط (۴) کیونکہ اسکا صغیر نہین ہے مائی[20] کبیر ۱۵ وسیط (۶) کیونکہ صغیر نہین ہے ارض[21] کبیر ۱۰۰۱ وسیط ۱۰۱ صغیر ۱۱ حماد[22] کبیر ۴۸ وسیط ۱۲ صغیر ۳ نبات[23] کبیر ۴۵۳ وسیط ۸۴ صغیر ۱۲ حیوان[24] کبیر ۵۷ وسیط ۱۲ صغیر ۳ ملک[25] کبیر ۹۰ وسیط (۹) کیونکہ اسکا صغیر نہین ہے۔ جن[26] کبیر ۵۳ وسیط ۸ کیونکہ اسکا صغیر نہین ہے۔ پس انمین سے جنکے لئے صغیر نہین ہین۔ اُن کے وسیط اور باقی کے صغیر کا مجموعہ ۱۸۹ ہوتا ہے۔ اور پہلے بتلا دیا گیا ہے کہ انسان کے کبیر و وسیط و صغیر کا مجموعہ ۱۸۹ ہے اور جبکہ انسان جامع ہے تمامی حقایق اکوان کا۔ پس اگر انسان ہی خلیفۃ اللہ نمانا جاوے تو پھر کونسی چیز تمام عالم بھر مین مستحق خلافت آلہیہ نکل آسکتی ہے۔ سوائے انسان کے دوسری کوئی چیز ہرگز منصب خلافت آلہی کے شایان ہے ہی نہین یہ وہ اسرار نہانی ہین۔ جو فقیر کے مرشد روحانی حضرت شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے حاصل ہوے ہین۔ پس ھم اپنے اصل مقصد کے طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جب مجھکو یہ معلوم ہوگیا کہ مین اور عالم کی تمام اشیا درحقیقت تعینات اور اشکال یعنے پیمانجات ہین۔ اعدام اضافیہ کے جو میرے اور تمام عالم کے رب جل جلالہ کے پرتو وجو سے موجود بنے ہین اور موجود کہلاتے ہین۔ پھر تو تجھکو صاف طور پر یقیناً معلوم ہوگیا کہ تو کون ہے اور تیرا رب کون ہے۔ تیرا روح جبروتی جو بے چون بے چگونہ بے ہیئت بے نمونہ ہے تیرے رب کریم کی ذات اقدس کا ظل اور عکس ہے جس طرح کہ اُس مین سب کچھ ہے لیکن ظہور نہین اُسی طرح پر تیرے روح جبروتی مین بھی سب کچھ ہے مگر ظہور نہین

اور جسطرح کہ اُسکے ظہور کے دو محل ہین ایک علم اجمالی دوسرا علم تفصیلی اُسی بدستور تیری روح جبروتی
کے ظہور کے بھی دو ہی محل ہین ایک تیرا ملکوت دوسرا تیرا ناسوت۔ پس تو تیرے تینو مراتب خارجی
ناسوت اور ملکوت اور جبروت کے ساتھ ظل اور عکس ہے۔ تیرے رب کے تینو مراتب داخلی علم تفصیلی
اور علم اجمالی۔ اور مرتبہ ذات کا۔ تیرے ناسوت مین جو کچھ ظہور کہ ہے وہ تیرے ملکوت کے فیضان سے
ہے اور تیرے ملکوت مین جو کچھ ظہور ہے وہ سب تیرے جبروت کے فیضان سے ہے۔ اور تیرے جبروت
مین جو کچھ کہ ہے وہ تیرے رب کے علم تفصیلی کے فیض سے ہے۔ اور اُسکے علم تفصیلی مین جو کچھ کہ ہے اُسکے
علم اجمالی کے فیض سے ہے۔ اور اسکے علم اجمالی مین جو کچھ کہ ہے۔ اُسکی ذات اقدس کے فیض سے
ہے تیرے تینون مراتب خارجی جو ہین وہ تحت المشیت کہلاتے ہین۔ اور تیرے رب کے تینو مراتب
داخلی جو ہین وہ فوق المشیت کہلاتے ہین۔ ذات حق سبحانہ کے جس فیض سے کہ مراتب داخلی کا
ظہور ہے اسکو **فیض اقدس** کہتے ہین اور حق سبحانہ وتعالے شانہ کے جس فیض سے کہ تیرے تینو مراتب
خارجی کا ظہور ہے اُسکو **فیض مقدس** کہتے ہین۔ حق سُبحانہ تعالےٰ کے جس فیض سے کہ مراتب داخلی
کا ظہور ہے اسکو فیض اقدس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہان غیر وغیریت کے وجود کا ہرگز ہرگز شائبہ تک
نہین ہے۔ کیونکہ وہ مراتب صرف ذات حق مین ہی تفہیم طالب کے لئے الگ الگ فرض کئے گئے
ہین نہ کہ فی الواقع خارج مین وہ مراتب ہرگز موجود نہین ہین۔ ورنہ اُن مین تقدم وتاخر زمانی پایا جاتا
اور جب کہ تصریح اس امر کی اجماع حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ سے آچکی ہے کہ ان مراتب مین شہود
ذات حق کا ہے اپنے مین آپ۔ اپنے سے آپ۔ غیر وغیریت کے اعتبار کو تاکہ ہرگز اسمین کوئی دخل
ہی نہین لہذا تفضیل کے صیغہ کے ساتھ جو مزید تقدس پر دال ہے۔ اس فیض حق کو فیض اقدس کہا گیا
ہے۔ اور جس فیض حق سے کہ ان مراتب خارجیہ کا ظہور ہے اُس کو فیض مقدس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ
اس سے چونکہ اشیائے حادثہ کا ظہور خارج مین ہوتا ہے۔ لہذا گمان ہوتا تھا کہ شاید یہ فیضان بھی
حدوث کے لوث سے (پلیدی) ملوث ہوگا۔ اور اُس سے ظاہر ہونے والے حوادث ناقصہ کے نقص
وعیب کی سرایت نے اُس مین اثر کیا ہوگا۔ اس وہم وگمان باطل کے دفع کرنے کی اصل حقیقت کے جتانے کی

غرض سے اس فیض کا نام فیض مقدس رکھا گیا ہے تاکہ طالب جان لیوے کہ اس فیض سے ظاہر ہونے والے اشیای حادثہ کے نقصانات وعیوب اُن کے تعینات عدمیۂ اضافیہ کے طرف ہی راجع ہین نہ کہ اس فیض مقدس کے طرف باوجودیکہ وہ تعینات عدمیہ جو اضافی کہلاتے ہین اپنے احکام وآثار کے ساتھ اسی فیض مقدس کے سبب سے بلکہ اسی فیض سے موجود اور ظاہر ہوے ہین مگر یہ فیض باآن ہمہ اپنی حالت مقدس پر ہی ہے اسلئے کہ یہ فیض وجودی ہے اور وہ نقائص وعیوب عدمی ہین اور ظاہر ہے کہ عدم سے جو چیز کہ متفرع ہوگی اسکی نسبت وجود کے طرف ہرگز ہرگز نہین کیجا سکتی ہان جو چیز کہ وجود سے متفرع ہوگی اُسکی نسبت البتہ وجود کے طرف کی جائیگی کیونکہ وجود صفت کمالیہ ہے اور عدم صفت نقص وعیب ہے۔ تو پھر اسکو اچھی طرح سے یاد رکھ کہ اعدام اضافیہ کے جو نقصانات وعیوب کہ ہین ان کی نسبت ہرگز وجود کے طرف جو حق سبحانہ وتعالے شانہ کی صفت کمالیہ ہے نہین کیجا سکتی۔ یہان پر ایک بات ضروری یاد رکھنے کی یہ ہے کہ تعین اوّل دائرۂ وحدت حقیقتِ محمدیؐ کو جو پہلا تعین ہے۔ تعینات علیہ الٰہیہ مین سے حقیقت محمدیؐ کے نام سے اس مقام کے موسوم رہنے کے سبب سے بہت سے صوفیان خام۔ ایسا خیال کرتے ہین کہ حدیث صحیحہ مین اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (پہلی چیز جو اللہ نے پیدا کی سو وہ میرا نور ہے) وارد ہوا ہے سو مراد اس سے یہی مقام تعین اوّل۔ دائرہ وحدت ہے۔ کیونکہ تمام بزرگان طریق کے نزدیک یہی مسلم ہے کہ پہلا تعین جو ظاہر ہوا سو یہی تعین ہے اور اسی وجہ سے یعنے یہ تعین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نور۔ رہنے کے سبب سے ہی اس تعین کا نام حقیقت محمدیؐ کرکے رکھا گیا ہے چنانچہ کئی بیانون مین بھی یہ لکھا ہے اور تحفۃ المرسلہ کی بعض فارسی شرحون مین اس تعین کو مخلوق اوّل۔ اور تعین ثانی دائرۂ الوہیت کو مخلوق ثانی کرکے بالتصریح لکھدیا ہی ہے۔ ای عزیز تو جان لے اور یقین کے ساتھ یاد رکھلے۔ یہ بہت ہی بڑی اور نہایت ہی کھلی ہوئی غلطی ہے اور ایسی فاحش خطا ہے کہ عقل سلیم کسی خداپرست کی ہرگز اسکو تسلیم نہین کرسکتی۔ کیونکہ اوپر کی لکھی ہوئی تصریح جو گذر چکی ہے سو نادی یہ اعلیٰ صوت ہے کہ یہ مقام تعین اوّل۔ اور تعین ثانی دونون کے دونو مراتب داخلی مین سے ہین خارج مین

ذات حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ کے سوائے کوئی چیز ہے ہی نہین۔ صرف تفہیم طالب کیلئے علم اجمالی وعلم تفصیلی حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ کا الگ الگ سمجھایا گیا ہے اور ہر شخص اہل شعور خوب جانتا ہے کہ علم ایک صفت ہے ذات حق کی اور ظاہر ہے کہ صفت ذات حق کی ذات حق سے کسی طرح پر منفک (جُدا) نہین ہو سکتی۔ ذات حق کے باب مین۔ تمامی علما اور عرفا اور حضرات صوفیہ کبریٰ بالاتفاق جس طرح معتقد ہین کہ وہ قدیم اور ازلی اور ابدی ہے اُسی طرح پر سب کے سب بالاتفاق کہتے ہین کہ ذات حق کی ہر ایک صفت بھی قدیم اور ازلی اور ابدی ہے ہی تو پھر ذات حق سبحانہ کے علم اجمالی کے مرتبہ پر کیونکر۔ اطلاق لفظ مخلوق اول کا اور اسکے علم تفصیلی کے مرتبہ پر کیونکر اطلاق مخلوق ثانی کا کیا جا سکتا ہے ہرگز ہرگز کسی طرح سے بھی یہ اطلاق نہین کیا جا سکتا ای طالب تو اوپر پڑھ چکا ہے کہ تعیّن اول اور تعیّن ثانی یہ دونو مرتبے **فوق المشیّت** ہین اور تمامی مخلوقات تحت المشیّت ہین۔ پھر تو ظاہر ہو گیا کہ جو مراتب کہ فوق المشیّت ہین وہ ہرگز ہرگز مخلوق نہین کہے جا سکتے ان کو مخلوق کہنا بالکل الحاد ہے کیونکہ الحاد اور زندقہ۔ مراتب وجود کے نگاہ نہ رکھنے کا ہی نام ہے جیسے کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ✤ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی ✤ اور حدیث صحیحہ مین لفظ صریح خَلَق کا موجود ہے جسکے ذریعہ سے وہ حدیث شاہد واثق ہے۔ اس امر پر کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک مخلوق ہے نہ کہ غیر مخلوق۔ اور مرتبۂ تعین اوّل قطعاً غیر مخلوق ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ تعین اوّل کو وہ نور محمدی جس کا ذکر۔ حدیث مذکور مین ہے خیال کرنا۔ بالکل لغو اور خالص الحاد اور زندقہ ہے حاش للہ یہ بہت ہی بڑی غلطی ہے۔ اور کھلی ہوئی گمراہی۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان اور خاص کر طالبان طریق کو اس مہلک ایمان غلطی فاحش سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ العزیز جان لے کہ اس امر مین بہت بڑی بحث اور بڑا اختلاف ہے کہ اول مخلوق کون سی چیز ہے آدمی کی عقل تو اس باب مین اپنے جانب سے کوئی حکم لگا ہی نہین سکتی کہ اوّل مخلوق فلان چیز ہے کیونکہ آدمی کے نوع کا فرد اوّل تو تمام اجزاے عالم کے اخیر مین پیدا ہوا ہے تمام حکما و فلاسفر بھی اس امر کے قائل ہین کہ انواع مخلوقات

ہین سے نوع انسان ہی مخلوق اخیر ہے اسکے بعد پھر کوئی نوع نئی نہین پیدا ہوئی پس آدمی کی عقل کہ جس کا علم اسکے حواس خمسۂ ظاہری سے ماخوذ ہے کیونکر جان سکتی ہے کہ اول مخلوق کونسی چیز ہے۔ ہرگز نہین جان سکتی۔ پھر تو قطعاً تسلیم ہی کرنا پڑا کہ تعلیم ازدی کے بغیر انسان کو ہرگز نہین معلوم ہو سکتا کہ اول مخلوق کونسی چیز ہے۔ اور تعلیم ازدی جل شانہ جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے واسطے سے آئی ہے سو اُسکے روایات مختلف ہین چنانچہ الفاظ مرویہ حدیث یہ ہین۔ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلُ اور اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ اور اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الرُّوْحُ یہ تینو روایات بالاطلاق وارد ہین۔ اور دوسرے روایات یہ ہین جن مین تخصیص کا ذکر موجود ہے اول مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِيْ اور اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ رُوْحِيْ اور اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ رُوْحُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ کہا جاتا ہے کہ اہل تحقیق اس اختلاف کے دفع کرنے کے لئے وجہ جمع یہ بیان کرتے ہین کہ ان الفاظ مختلفہ سے مقصود دراصل ایک ہی چیز ہے وہ شے جونکہ خود بھی ظاہر ہے اور دوسرون کو بھی ظاہر کرنے والی ہے۔ لہٰذا اُسکو نور کہا گیا ہے۔ اور چونکہ وہ شئی خود کو بھی اور اپنے پیدا کرنے والے کو بھی جانتی ہے لہٰذا اسکو عقل کہا گیا ہے اور چونکہ اسمین جو علوم کہ ہین ان کو لوح محفوظ پر بالتفصیل لکھنے والی در ثبت کرنے والی ہے لہٰذا اُسکو قلم کہا گیا ہے اور جونکہ وہ شئی خود بھی زندہ ہے اور دوسرون کو بھی زندہ کرنے والی ہے لہٰذا اسکو روح کہا گیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ تاویل جمع و تطبیق کی ان حدیثون مین چل سکتی ہے جو اطلاق کے ساتھ وارد ہوئے ہین جنمین اَلْعَقْلُ اور اَلْقَلَمُ اور اَلرُّوْحُ کے الفاظ مذکور ہین مگر وہ احادیث جن مین تخصیص کے الفاظ نوری۔ روحی۔ روح نبیک کے وارد ہین۔ اس تاویل سے آبی ہین۔ کیونکہ ان احادیث مین لفظ نور اور لفظ روح کی اضافت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے طرف بالتصریح وارد ہے۔ اگر یہ توجیہ کیجاے کہ ذات مقدس نبوی پر کمالات کا فیضان اسی نور اور اُسی روح کی وساطت سے نازل ہوتا ہے لہٰذا آنحضرتؐ نے اُسکو اپنے طرف منسوب کرکے نوری اور روحی فرمایا۔ لیکن پھر بھی یہ اشتباہ باقی ہی رہتا ہے کہ عالم خلق کے تمام افراد بھی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اُسی نور اور اُسی روح سے مستفید و مستفیض ہین ہی۔ پھر آپ ہی کے ساتھ اسکی تخصیص کیون کر مسلم ہوگی حالانکہ یای متکلم قطعاً دال ہے کہ

مصداق اُس لفظ کا بالتخصیص وہ موجود خارجی ہے کہ جس پر نبوت و رسالت ختم کی گئی ہے نہ کہ
غیر اُس کا۔ چنانچہ بالتصریح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شہادت اسکی دے رہی ہے۔
کیونکہ اس حدیث مین لفظ روح نبیک بالتصریح مروی ہے تو پھر تسلیم ہی کرنا پڑا کہ حدیث اوّل
مَاخَلَقَ اللّٰهُ الرُّوْحُ سے مراد روح حضرت خاتم الانبیا ہی ہے۔ اور حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ
اور حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ رُوْحَ نَبِیِّکَ۔ یہ دونو اُس کے مفسر ہین پس لفظ نوری۔ و روحی
و روح نبیک مین اضافت حال کی ہے طرف محل کے۔ نہ کہ اضافت فاعل کی طرف مفعول کے۔ اور
یہ بھی تسلیم ہی کرنا پڑا کہ لفظ نوری و روحی مین یای متکلم سے وہی جہت جامعہ مراد ہے کہ جس جہت سے
آنحضرت خاتم الانبیا گردانے گئے ہین۔ کیونکہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین لفظ نبیک کے ساتھ تصریح
وارد ہو چکی ہے اور جب یہ بات طے ہو چکی کہ لفظ نوری و روحی و روح نبیک۔ و الروح سے حضرت
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور اور آپ ہی کی روح مراد ہے۔ اُسی جہت جامعہ سے کہ
جس جہت سے آپ خاتم الانبیا گردانے گئے ہین تو پھر بعد اسکے یہ توجیہ تسلیم کیجا سکتی ہے کہ
چونکہ وہ اپنی بھی اور دوسرون کی بھی منظہر بالضم تھی۔ اسلئے اُسکو نور کہا گیا۔ اور چونکہ وہ اپنی اور اپنے
رب کی اور تمام حقائق ممکنات کی جاننے والی تھی اسلئے اُسکو عقل کہا گیا اور چونکہ وہ خود زندہ اور دوسرونکو زندہ کرنے
والی تھی اسلئے اُسکو روح کہا گیا اور چونکہ وہ جو علوم کہ اُسمین ہین ان کو لوح محفوظ پر لکھنے والی تھی
اسلئے اُسکو قلم کہا گیا۔ اور ہر اہل علم پر ظاہر ہے کہ عقل اور روح یہ دونو الفاظ مرادف ہین۔ پس تو واضح
ہو گیا کہ عقل اور قلم در اصل یہ دو نور روح اقدس و اعظم محمدیؐ کے ہی نام ہین۔ نہ کہ اشیاے متباین و
دمتغایر۔ انیعزیز تو پہلے ہی واقف ہو چکا ہے کہ قلم اعلے عبارت ہے عقل کل سے اور معنے اس لفظ
کے یہ ہین سب کی روح فی الواقع اگر ہی روح محمدیؐ نہوتی تو اس کا نام سب کی روح کرکے کیونکر
کہا جاتا۔ کیونکہ وہ روح سب کی روح کہا سکتی ہے کہ جسکے بغیر عالم کی کوئی چیز موجود اور زندہ نہین
ہو سکتی اور حدیث صحیح لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِیَّتِیْ سے اور حضرت حبر الامہ ابن عباسؓ
سے حدیث قدسی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ مین لفظ الخلق

ای محمدؐ کے لفظ سے تفسیر کیا گیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ثبوت کو پہونچ گیا ہے۔ کہ دراصل روح محمدیؐ ہی وہ روح ہے کہ جسکو سب کی روح کہا جا سکتا ہے۔ نہ کہ کوئی دوسری چیز پس یقیناً جان لے کہ دراصل روح محمدی ہی عقل کل کے نام سے موسوم ہے اور سوائے روح محمدیؐ کے دوسری کوئی چیز اس نام سے موسوم ہی نہیں ہو سکتی پس سمجھ لے کہ مراتب داخلی مین حقیقۃ محمدی کو جس طرح تعین اول کہا گیا ہے اُسی طرح مراتب خارجی مین مخلوق اول روح محمدی کو عقل کل ابوالارواح قلم اعلیٰ کہا گیا ہے یہی ہے نور محمدیؐ جسکی خبر آنحضرتؐ نے دی کہ اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کیونکہ حقیقت نورانی خود بھی ظاہر ہے اور دوسری تمام مخلوقات کی بھی ظاہر کرنے والی ہے یہی ہے قلم اعلیٰ جسکی شان مین آپ نے فرمایا اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ کیونکہ اس حقیقت محمدیہ نے اپنے تمام علوم کو لوح محفوظ پر مرتسم کیا ہے یہی ہے عقل کل یا عقل اول جسکے باب مین ارشاد ہوا۔ اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ چنانچہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوحات مین باب بدأ الخلق فرمایا ہے۔ اوّل موجود فیہ الحقیقۃ المحمدیۃ الرّحمانیۃ الموصوفۃ بالاستواء علی العرش الرّحمانی وھی العرش الالٰھی اور بھی اُسی باب مین کان اللّٰہ ولاشیئ معہ کے وصل مین فرمایا ہے کہ اس حقیقۃ محمدیہ کا ہی نام عقل ہے ثمّ انّہ سبحانہ تجلّی بنورہ فلم یکن اقرب الیہ قبولاً الاحقیقۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم المسماۃ بالعقل فکان مبتدء العالم بأسرہ واوّل ظاھر فی الوجود اور اسی حقیقۃ محمدیہ کو روح بھی کہتے ہین کیونکہ شیخ موصوف نے اسی وصل مین عالم اعلیٰ کے بیان مین حقیقۃ محمدیہ ہی کو پہلی چیز قرار دیکر فرمایا ہے کہ اس حقیقت کا فلک۔ فلک حیات ہے پھر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ مخلوق اول فی الواقع نور محمدیؐ یا روح محمدیؐ ہی ہے۔ اور اُسی کا نام عقل کل یا عقل اول۔ یا قلم اعلیٰ یا روح اعظم ہے اور اس پر سے واضح ہو گیا کہ مراتب داخلی مین جو تعین اول کہ علم اجمالی باری تعالیٰ شانہ ہے جسکو حقیقۃ محمدی بھی کہتے ہین۔ سو وہ قطعاً غیر مخلوق ہے۔ کیونکہ وہ مراتب داخلی مین سے ہے۔ اور ان احادیث وارد کا مصداق جو نور محمدی۔ روح محمدی جو مخلوق اول واقعی ہے سو وہ حقیقۃ محمدیؐ ہی جسکو

عقل کل ۔ یا عقل اول ۔ یا قلم اعلیٰ ۔ یا روح اعظم کہتے ہین یہ حقیقۃ محمدی مراتب خارجیہ مین سے ہے وہ حقیقۃ محمدی مراتب داخلیہ مین سے ہے۔ یہ حقیقۃ محمدی شئی موجود فی الخارج ہے ۔ وہ حقیقۃ محمدی حق سبحانہ کا علم اجمالی ہے ۔ پھر تو واضح ہوگیا کہ اس تعین اول حقیقت محمدی کو جو علم اجمالی ہے حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا مخلوق اول ماننا اور کہنا بہت ہی بڑی غلطی فاحش ہے ۔ فافہم وتدبر ولاتکن من الغافلین العزیز ۔ جب تجھکو اس بات کی پہچانت آگئی کہ مین ایک ممکن چیز ہون ۔ میری حقیقت اصلیہ صرف ایک تعین عدمی ہے مگر ایسا عدم جو فیضان کو وجود واجب کے قبول کرسکتا ہے نہ کہ وہ عدم مطلق جو کبھی وجود سے متصف ہوہی نہین سکتا تو پھر تجھکو قطعاً اس بات کی بھی پہچانت ضرور آہی گئی کہ مجھ مین وجود کی صفت جو پائی جاتی ہے جس سے مین موجود ہوا ہون اور موجود کہلاتا ہون سو وہ میرے رب کا وجود ہے نہ کہ میرا ۔ کیونکہ اگر وہ وجود میرا ذاتی ہوتا تو مین مسبوق بالعدم اور محدود ہرگز نہ ہوتا اور جبکہ تجربہ اور مشاہدہ اور معاینہ کی مضبوط گواہی سے ۔ میرا مسبوق بالعدم ہونا اور محدود ہونا ثابت قطعی ہے ۔ تو پھر خود بخود ثابت ہوہی گیا کہ مین جس وجود سے کہ موجود ہوا ہون سو وہ وجود قطعاً اور یقیناً میرے رب کا ہی وجود ہے کیونکہ مابہ الموجودیۃ سوائے میرے رب کے دوسری کوئی چیز ہے ہی نہین ۔ پس یقیناً وہی میرا خالق ہے اور مین اُس کا مخلوق ۔ وہی میرا رب ہے مین اس کا مربوب ۔ وہی میرا معبود ہے مین اس کا بندۂ عابد ۔ وہی میرا مالک اور آقا ہے مین اس کا مملوک اور ادنیٰ غلام اُسی کا وجود ہے جو میرے تعین عدمی کے پیمانے سے اس تعین کے احکام وآثار کے ساتھ ظہور کیا ہے اسلئے کہ یہ بات اچھی طرح سے ثبوت کو پہونچگئی ہے کہ بذات خود وجود مستقل رکھنے والی دو چیزون کا یا اُس سے زیادہ چیزون کا پایا جانا محال قطعی ہے ۔ مولانا محمود بحری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب من لگن مین فرماتے ہین ؎ بن حق نہ کسے وجود ہے رہے ✤ بن حق نہ کسی کو بود ہے رہے اس وقت مین بظاہر یہ اعتراض پیش ہوسکتا ہے کہ جس وجود سے کہ ممکنات موجود بنے ہین اور موجود کہلاتے ہین ۔ وہ وجود اگر حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کا ہی وجود ہے تو ممکنات مین جو عیوب ونقصانات کہ پائے جاتے ہین وجود حق کا ان عیوب نقصانات سے متصف ہونا لازم آئیگا ۔ حالانکہ حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ ہر طرح کے عیوب نقصانات سے پاک اور منزہ ہے ۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وجود حق باتفاق علمائے سلف

وخلف صالحین صفت حق ہے اور حق تعالے کے تمامی صفات تنزیہ و تقدیس مین بالاتفاق ذات حق کا ہی حکم رکھتے ہین یعنے ذات حق جسطرح سے کہ تمامی نقصان وعیوب سے منزہ ہے اُسی طرح پر حق تعالے کے تمامی صفات ہر طرح نقص وعیب سے منزہ ہی مانی گئی ہین۔ اور حق تعالے اپنی ذات کی تعریف مین فرماتا ہے لیس کمثلہ شیئ یعنے حق تعالے ایسی شئی ہے کہ جسکے ایسی دوسری کوئی شئی نہین۔ تو پھر لامحالہ صفات حق کو بھی ویسے ہی ماننا پڑا کہ اسکی ہر صفت ایسی ہے کہ جسکے ایسی کسی دوسرے کی کوئی صفت نہین پس خلاصہ یہ نکل آیا کہ جسطرح پر کہ حق سُبحانہ کی ذات ممکنات کو پیدا کرنے کے پیشتر اور ظاہر کرنے کے پیشتر ہر طرح کے کمال کے صفتون کے ساتھ متصف اور ہر طرح کے عیب و نقص سے منزہ اور پاک تھی۔ اور بعد عالم کو پیدا کرنے اور ظاہر کرنے کے بھی اُسی طرح پر تمامی صفات کمالیہ سے متصف اور ہر طرح کے نقص و عیب سے منزہ ہے ہی۔ بدستور حق سبحانہ کی تمام صفات بھی عالم کے پیدا اور ظاہر کئے جانے کے پیشتر جسطرح پر کہ ہر طرح سے کامل اور منزہ تھین۔ اُسی طرح پر عالم کے پیدا اور ظاہر کئے جانے کے بعد بھی کامل اور منزہ ہین ہی اس عالم کے پیدا اور ظاہر کئے جانے کے سبب سے نہ تو اسکی ذات مین کسی نقص وعیب کے ساتھ اتصاف پیدا ہوا اور نہ اسکی کسی صفت مین جب ذات اسکی تبدل و تغیر سے محفوظ اور مقدس آج بھی مانی جاتی ہے تو پھر اُسکی صفت وجود بھی آج کیونکر تبدل و تغیر سے محفوظ ومقدس نہ مانی جائیگی۔ بالضرور اسکو بھی تبدل و تغیر سے محفوظ ماننا ہی لازم آئیگا۔ اور حقیقت حال بھی ایسی ہی ہے کہ جس طرح پر الآن علیٰ ما علیہ کان جسطرح یہ کہ ذات حق سُبحانہ کی وصف مین ہے اُسی طرح پر حق سبحانہ کی ہر ایک صفت کی وصف بھی الآن علیٰ ما علیہ کان قطعاً ہے ہی۔ پس ثابت ہوگیا کہ تعینات عدمیہ پر وجود حق کے انبساط سے وجود حق کی ماہیت مین اور اس کی لطافت و کمال مین اور اسکی تنزیہ و تقدیس مین کسی طرح کا کوئی فرق نہین پیدا ہوا۔ بلکہ اُس مین پیدا ہونا فرق کا محال قطعی ہے غایۃ مافی الباب فرق یہی نکل آئیگا کہ جو کمال کہ اس مین پوشیدہ تھا سو وہ اس انبساط کے سبب سے ظاہر ہوا۔ اور ہر عقل سلیم پر ظاہر تر ہے۔ کہ یہ امر از جملہ کمالات عالیہ ہے نہ کہ محسوب از نقص وعیب اور علاوہ برآن یہ امر پر ظاہر ہے کہ وجود صفت کمالیہ ہے حق سبحانہ وتعالےٰ شانہ کی اور حقیقت ممکن کی صرف تعین عدمی ہے

ان تعینات عدمیہ پر وجود کے افاضہ سے ممکنات خارجیہ کا ظہور و حدوث ہوتا ہے تو پھر ممکن کی ذات مرکب ٹھیری احکام و آثار تعین عدمیہ سے اور پرتو وجود حق سے تو اس صورت مین جو نقص و عیوب کہ ممکن مین پائے جائینگے سو ان کا رجوع وجود حق کے طرف ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ یہ نقصان و عیوب متفرع ہین اس تعین عدمیہ سے پس ان کا رجوع ہر حال مین اُسی کے طرف ہوگا۔ کہ جس سے یہ متفرع ہوے ہین وجہ خاص اسکی یہ ہے کہ عدم سرچشمہ ہے تمامی عیوب و نقصانات کا جیسے کہ وجود سرچشمہ ہے تمامی کمالات کا۔ کیا تو نہین دیکھتا کہ ہر عاقل کے نزدیک اندھا پن ایک عیب کی صفت ہے تو خود ہی خیال کرکے دیکھ کہ حقیقت اندھے پن کی کیا ہے۔ جب تو اس امر مین غور کریگا تو تجھ کو آسانی کے ساتھ معلوم ہو جائیگا۔ اندھا پن دراصل دیکھنے پن کے نہونے ہی کا نام ہے۔ نہ کہ دوسری کسی صفت وجودی کا۔ اسی طرح پر بہرا پن نام ہے۔ سننے پن کے نہونے کا ہی نہ کہ اور کسی صفت وجودی کا۔ عجز قدرت کے نہونے کا ہی نام ہے گونگا پن بولنے پن کے نہونے کا ہی نام ہے جہل علم کے نہونے ہی کا نام۔ تمام صفات عدمیہ کو اسی طرح پر خیال کرلے۔ پھر تو واضح ہوگیا کہ نقص و عیوب جو کچھ ہین وہ سب متفرع ہین تعین عدمی سے کیونکہ وہ صفات عدمیہ ہین تو پھر ان کا رجوع وجود کے طرف جو حق تعالےٰ کی صفت کمالیہ ہے۔ کیونکر ہوسکتا ہے ہرگز صفات عدمیہ کا رجوع صفت وجود کے طرف ہو ہی نہین سکتا ہر فرع کی نسبت اُس کے اصل کے ہی طرف کی جاتی ہے۔ نہ کہ دوسرے کے طرف۔ پس تعینات عدمیہ پھر وجود حق کے انبساط یا اسکے افاضہ کے سبب سے عیوب و نقصانات تعین عدمی کے ساتھ وجود حق کا اتصاف ہرگز نہین لازم آسکتا۔ اسلئے کہ عیوب و نقصانات قطعاً صفات عدمیہ کے نام ہین پس ان کا رجوع وجود کے طرف جہل صریح اور مکابرہ ہے ایعزیز کیا تو نہین دیکھتا کہ دن کے وقت آفتاب کی روشنی تیرے مکان کے باہر جو گرتی ہے سو وہ نہایت لطیف اور کامل رہتی ہے مگر اسکا پرتو جو تیرے مکان کے دالان مین گرتا ہے اُس مین باہر کی روشنی کی نسبت کرتے کم روشنی اور کچھ مکدر سی پائی جاتی ہے پھر اُس دالان کی روشنی کا پرتو جو تیرے مکان کی کوٹھری مین کھڑکی کے ذریعہ سے آتا ہے اُسمین دالان کی روشنی کی نسبت کرتے بہت ہی کم اور زیادہ مکدر پائی جاتی ہے۔ جب تو کچھ بھی

غور کریگا تو تجھ کو بالیقین آسانی کے ساتھ معلوم ہو جائے گا کہ وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ تیرے مکان کے حجرے کے اندر جو روشنی کہ ہے اُس مین اندھیری کا حصہ زیادہ ہے۔ اور دالان کے اندر جو روشنی کہ ہے اس مین اندھیری کا حصہ کم ملا ہوا ہے اور مکان کے باہر کی روشنی مین اندھیری کا حصہ بالکل نہین ہے۔ پھر اب تو ہی بول کہ مکان کے حجرہ کے اندر یا مکان کے دالان مین اندھیری کا جو حصہ کہ ہے کیا اُس اندھیری کی نسبت آفتاب کی روشنی کے طرف۔ یا اس کے پر تو کے طرف کبھی کی بھی جا سکتی ہے۔ ہرگز نہین کی جا سکتی کیونکر نہین کی جا سکتی محض اسلئے کہ اندھیری صفت عدمی ہے اور آفتاب کی روشنی صفت وجودی ہے ہان جو چیز کہ آفتاب کے طرف سے آئی ہوگی البتہ اُس کی نسبت آفتاب کے طرف کیجائیگی اور ظاہر ہے کہ آفتاب کے طرف سے آئی ہوئی چیز روشنی ہے نہ کہ اندھیری۔ باوجود اسکے اگر کوئی اس اندھیری کی نسبت آفتاب کے طرف یا اُس کی روشنی کے طرف کرے تو سوائے اسکے جہل صریح اور مکابرہ کے۔ اور کوئی بات ہے ہی نہین۔ اور سوائے اسکے اور بھی ایک نکتہ اس مقام پر قابل غور یہ ہے کہ اندھیری روشنی کے اندر کسی طرح کی کوئی سرایت رکھتی ہی نہین اسلئے کہ وہ صفت عدمی ہے۔ اور سرایت دوسرے مین کرنا یہ خاصہ صفت وجودی کا ہے نہ کہ صفت عدمی کا۔ اور جب ثابت ہو گیا کہ صفت عدمی کسی طرح سے کسی وقت مین صفت وجودی کے اندر سرایت کر ہی سکتی نہین تو پھر صفات عدمیہ کے سبب سے جو عیوب و نقصانات کہ ممکن مین پائے جائین۔ صفت وجود کا اتصاف اُن کے ساتھ کیونکر ممکن ہو سکتا ہرگز نہین ہو سکتا بلکہ وہ محال عقلی قطعی ہے۔ پس ثابت قطعی ہو ہی گیا کہ وجود واجب سے ہی ممکنات کے پیدا کئے جانے اور ظاہر کئے جانے کے باوجود وجود واجب کے تقدس و تنزہ مین کسی طرح کا کوئی نقص ہرگز نہین پایا گیا۔ وہ اپنی ذات سے پہلے جیسا کہ واجب تھا اب بھی بذات خود واجب ہم ویسا ہی۔ اور پہلے جیسا صفت کمال تھا اب بھی وہ صفت کمال ہی ہے۔ ہان اہل شعور ممکنات کی نظر مین اسی وجود کو (جو بذات خود واجب ہے) ممکنات کے بین العدمین موجود رہنے کے سبب سے ان ممکنات حادثہ کے ساتھ بھی اور ایک نسبت نئی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس نسبت کی بنا زمین کا وجود آسمان کا وجود درخت کا وجود

پتھر کا وجود۔ آدمی کا وجود وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ فلان شخص فلان روز پیدا ہوا۔ اور اسقدر زمانہ تک زندہ رہا۔ اور فلان روز مرگیا۔ سو اس نئی نسبت کے اعتبار سے یہ وجود مقید البتہ حادث اور فانی اور ناقص اور باعیب کہلا سکتا ہے۔ اور فی الواقع ہے بھی نہ کہ وہ وجود واجبی حقیقی اپنی ذات و ماہیت مطلقہ و صفات مطلقہ کے اعتبار سے۔ ایک مثال سے ہم اس مطلب کی توضیح کرتے ہین اچھی طرح سے اس کو خیال مین محفوظ رکھنا چاہیئے مثلاً کہا گیا کہ زید آج مرگیا دوسرے لفظون مین اس جملہ کا مطلب یہ نکل آیا کہ (اس روز کے پیشتر تک دنیا مین زید کا وجود تھا مگر آج کے روز زید کا وجود فنا ہوگیا) ہر ایک صاحب عقل سلیم پر۔ پُر ظاہر ہے کہ ان دونون جملون کا حاصل مطلب ایک ہی ہے۔ ہان بیشک ایک ہی ہے۔ مگر اس وقت مین سوال یہ ہے کہ اس جملہ مین یعنے جملۂ ثانیہ مین زید کا وجود یہ لفظ جو مذکور ہے اس سے کیا مقصود ہے۔ اگر اس لفظ سے یہ مقصود لیا جاتا ہے وہ وجود جو زید کے تعین شخصی کے اندر محدود تھا۔ تو بے شک یہ وجود حادث اور فانی اور باعیب ہی ہی۔ جیسے کہ پہلے نہین تھا بعد مین پیدا ہوا۔ پھر ایک مدت معہودہ کے بعد معدوم ہوگیا۔ اور اگر یہ مقصود لیا جاتا ہے کہ وہ وجود کہ جس کے افاضہ سے زید اور اُسکے امثال کا ہر ایک تعین شخصیۂ عدمیہ موجود بنتا ہے اور بنا ہے اور بنے گا بھی تو بیشک یہ وجود واجب اور قدیم اور باقی اور کامل ہے ہی۔ کیونکہ زید کے نہ موجود رہنے کے وقت مین بھی یہ وجود موجود تھا ہی اسلئے کہ زید کے امثال اُسوقت مین اس وجود کے افاضہ سے موجود تھے ہی اور بدستور زیدگی کی موجودگی کے وقت مین بھی قطع نظر وجود زید کے۔ اِسکے اور امثال بھی موجود ہین ہی۔ اور اسی طرح پر زید کے فنا ہو جانیکے بعد بھی موجود رہینگے ہی۔ بلکہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس وجود سے وہ وجود مقصود ہے کہ جسکے افاضہ سے تعینات عدمیہ موجود بنتے ہین تو پھر ناچار تسلیم ہی کرنا ہوگا کہ یہ وجود موجودات خارجیہ کے ابتدائے دور کے پیشتر سے بھی۔ اور اختتام دور کے بعد بھی موجود ہے ہی اور ہر ایک عقل سلیم پر ظاہر ہے کہ یہ وصف سوائے وجود واجب الوجود کے کسی دوسرے مین ہے ہی نہین۔ اور یہ بھی ہر ایک عقل سلیم کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے کہ حضرت واجب الوجود کے سوائے دوسری کوئی چیز وجود مستقل رکھنے والی بھی ہے ہی نہین

پھر تو یہ وضاحت تمام واضح ہو گیا کہ سوائے وجود واجب کے دوسرا کوئی وجود مستقل الذات ہی نہیں اور اسی وجود واجب سے ہی تمام ممکنات کا ظہور ہے اور وجود ہے یعنے تعینات حدمیہ پر اسی وجود واجب سے افاضہ کے واقع ہونے کے سبب سے موجودات خارجیہ موجود بنے ہین۔ اور موجود کہلاتے ہین۔ اور باین ہمہ اس وجود کی لطافت و کمال و تنزیہ و تقدیس بالکل اپنی اصلی حالت پر قائم ہی ہے کسی طرح کا کوئی تبدل یا تغیر اسکی ذات مین یا اسکی صفات کمالیہ مین نہین پیدا ہوا یعنی جس طرح کہ تعینات حدمیہ پر اپنے افاضہ کے جاری کرنے کے پیشتر وہ قدیم اور باقی اور کامل اور مقدس تھا اسی طرح ان پر افاضہ کے جاری کرنے کے بعد بھی وہ قدیم اور باقی اور کامل اور مقدس ہے ہی وہ ایسا منزہ ہے کہ ہر طرح کی قید بلکہ اطلاق کی قید سے بھی پاک تر ہے اور اس طرح کا عام ہے کہ ہر طرح کے عموم کے لحاظ سے بھی مقدس تر ہے یہان نہ حلول کا اطلاق کیا جاسکتا ہے نہ اتحاد کہا جاسکتا کیونکہ حلول و اتحاد کے پائے جانے کے لئے۔ اور صادق آنے کے لئے دو موجود مستقل چیزون کا ہونا لازم ہے اور یہان کان اللہ ولم یکن معہ غیرہ صحیح بخاری کی حدیث صحیح سے ثابت شدہ ہے پھر حلول کہا جاے تو کیونکر۔ اور اتحاد پایا جاے تو کس طرح پر۔

ای عزیز جب تو اس رمز پنہان نکتۂ عرفان سے واقف ہو گیا تو پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جان لے کہ تو خود فقط اپنی اکیلی ہی ذات سے ایک عالم صغیر یعنے عالم بھر کی تمام چیزون کے حصون کا ایک مجموعہ ہے مختصر اس لئے کہ تو حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ کا ایک فرد ہے اور حقیقت محمدیہ عالم کے تمامی چیزون کی حقیقتون کی جامع ہے کیونکہ عالم کے پیدا کرنے سے مقصود حقیقت محمدیہ کا ظاہر کرنا ہی ہے چنانچہ حدیث صحیحہ قدسی لولاک لما اظہرت ربوبیتی مین آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف خطاب وارد ہوا ہے کہ ای محمدؐ اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے منظور نہوتا تو مین اپنی ربوبیت کے اس کارخانہ کو ظاہر ہی نہ کرتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نبوت اللہ تعالی شانہ کی خلافت کا منصب ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ گردانے جانے کے لائق وہی شخص ہو سکتا ہے۔ کہ ... والے کے تمامی کمالات کا وہ جامع ہو۔ اور بالاتفاق یہ بھی مسلم ہے کہ اللہ پاک کے نیز ... کا

آنحضرت محمد علیہ الصلواۃ والسلام ہی ہین تو پھر اللہ پاک کے تمامی اسمات وصفات کاملہ کے مظہر اُتم و اکمل ہونا آنحضرت کا مسلم ہی ہوگیا۔ اور تو جب کہ اُسی حقیقۃ محمدیہ کی صورت نوعیہ کا ایک فرد ہے پھر تو تجھ مین تمامی اسماو صفات الٰہیہ کے مظہر ہونیکی قابلیت کا رہنا لازمی ہی ٹھیرا اور ظاہر ہے کہ عالم تمام اللہ پاک کے اسماو صفات کے کمالات کا مظہر ہی ہے۔ پس تو اپنی ذات سے اکیلا ہی تمام اشیائے عالم کا ہم پلہ ٹھیرا جو کچھ کہ عالم مین ہے تجھ مین اُن سب کے حقائق موجود ہین یہی وجہ ہے جو محققین صوفیہ فرماتے ہین عرش سے لیکر انسان ناقص تک سب ملکر ایک انسان کبیر ہے۔ اور انسان بذات خود ایک عالم صغیر ہے۔ یہی دو کتابین ہین ظہور قدرت کی تمام عالم کتاب الٰہی کبیر ہے تو بذات خود کتاب الٰہی صغیر ہے۔

مطابقت انسان بعالم

عقل کل[1]	یعنی روح محمدی کے مقابل مین	تیری روح یعنی تیری عقل	نفس کل[2]	نفس محمدی کے مقابل مین	تیرا ملکوت یعنی نفس
طبیعت کل[3]	طبیعۃ محمدی کے ،،	تیری طبیعۃ	جوھر ھیا[4]	ھباء محمدی ،،	تیرا ھبا یعنے مادہ
جسم کل[5]	جسم جامع محمدی کے ،،	تیرا جسم	شکل کل[6]	شکل جامع ،،	تیری شکل
عرش[7]	کے مقابل مین ،،	تیرا لطیفۂ قلبی	کرسی[8]	کے مقابل مین	تیری انیۃ
اطلس[9]	کے ،، ،،	تیری رائے	منازل[10]	کے ،، ،،	تیرا اندازہ
زحل[11]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ علم اور نفس	مشتری[12]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ حافظ اور موخر دماغ
مریخ[13]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ عاقلہ اور تالو	شمس[14]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ مفکرہ اور وسط دماغ
زھرہ[15]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ واہمہ روح حیوانی	عطارد[16]	اور اُسکا آسمان ،،	قوۃ خیال اور مقدم دماغ
قمر[17]	اور اُسکا آسمان ،،	حواس ظاہر اور انکی اعضاء	کرۂ نار[18]	،، ،،	حرارت اور صفرا ہاضمہ
کرۂ ھوا[19]	،، ،،	رطوبت خون جاذبہ	کرۂ آب[20]	،، ،،	برودت۔ بلغم۔ دافعہ
کرۂ خاک[21]	،، ،،	پوست سودا ماسکہ	جماد[22]	،، ،،	دانت ہڈیان

نبات[23]	کے مقابل مین	بال ناخن جسم	حیوان[24]	کے مقابل مین	قوی شہوانیہ
ملک[25]	"	خواطر نیک	جن شیاطین[26]	"	خواطر بد وساوس
دریای محیط	"	لہو اور رگون اور پوست کے اندر جو مادہ کہ ہے	چھوٹے چھوٹے دریا	"	تھوک رینٹ پسینہ میل کان کا۔ آنسو پیشاب
سات طبق زمین کے	"	پوست چربی۔ گوشت نسان۔ پٹھے۔ رگان ہڈیان	جوہر	"	ہُوِیَّت
عرض	"	وصف یا کیف	بیت المعمور مجاوران		دل۔ اُسمین آنیوالے خطرات
درندگان	"	دوسرون کے نقصان مین اپنا فائدہ ڈھونڈھنا	سانپ بچھو وغیرہ		بغیر اپنی فائدے کے دوسرونکو نقصان پہونچانا۔

الحاصل۔ تو اگرچہ اپنی ذات سے اکیلا نظر آتا ہے۔ مگر عالم کی تمام چیزون کے حقائق کا جامع ہے اسی لیئے تجھکو عالم صغیر کہتے ہین۔ تیرے پیدا کرنے کی غرض سے ہی خداوند کریم نے عالم کو پیدا کیا۔ پس تیری روح عالم ارواح مین فرد آخری ہے۔ تیرا ملکوت عالم ملکوت مین فرد آخری ہے جیسا کہ تیرا جسم ناسوتی عالم اجسام مین فرد آخری ہے۔ عالم کبیر گویا ایک درخت ہے جسکے بیحساب اجزا ہین مگر پھل اسکا اگرچیکہ اُسی درخت کا ایک جزو ہے لیکن سب سے آخر کا جزو رہنے کے سبب سے سارے درخت کے تمامی اجزا کی حقیقتون کا جامع ہے۔ اور علت غائی درخت کے لگانے کا ہے۔ کیونکہ پھل کی غرض سے ہی درخت لگایا جاتا ہے تو پھل ہے اُس درخت اکوان کا۔ وہ سارا درخت تجھ مین ہے اور تو سارے درخت مین ہے اسلیئے کہ تو اجمال ہے شجر کا۔ اور شجر تیری تفصیل ابتدا عالم ارواح کی ابو الارواح روح اعظم محمدی عقل کل قلم اعلیٰ سے تھی۔ اور ابتدا عالم ملکوت کی۔ ام النفوس ملکوت اعظم محمدی نفس کل۔ لوح محفوظ سے تھی۔ اور ابتدا عالم اجسام کی ابو الاجسام۔ جسم جامع محمدی جسم کل سے تھی جسکا مظہر عرش برین ہے۔ بدستور تیری روح اس خاتم الارواح کے مظاہر مین سے فرد اخیر ہے۔ اور تیرا دل خاتم النفوس کے مظاہر مین سے فرد اخیر ہے اور تیرا جسم ناسوتی اُس خاتم انواع اجسام ناسوتی کے مظاہر مین سے فرد اخیر

انھی کے مبارک نام نامی اسم گرامی پر پیدا شدہ ہے پھر جب کہ آئیہ کریمہ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ
اٰدَمَ کی صفت سے سرفراز اور وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہو کر خود اپنے میں تو
غور کریگا تو تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ تو خود ایک کتاب الٰہی ہے۔ جو تمام اسما و صفات الٰہیہ اور تمامی
حقائق کونیہ کی جامع ہے اور اپنے کمال کے وجہ کو پہونچنے کی صورتیں کریمہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا
بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ کے مطابق دریائے وجوب و دریائے امکان کے درمیان برزخ جامع ہے یہی
وہ مرتبہ جو کمالات حضرت انسان کی ابتدا گو کہ حقیقت محمدیہ کی صورت نوعیہ کے فرد اول حضرت ابوالبشر
آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی۔ مگر فضائل وجدانی کی افضلیت درجات
خلافت و رسالت کی اکملیت اس ذات مقدس صفات باعث ایجاد کائنات موجب تخلیق
کون و مکان برگزیدہ ترین رب الرحمان مقصود ازل الآزال۔ مراد حضرت ذوالجلال خاتم الانبیاء
سید المرسلین۔ شفیع المذنبین حضرت سردار دوجہان محمد مصطفیٰ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب
بن ہاشم بن عبد مناف علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہی پر ختم کی گئی۔ اگرچہ کہ اس
افضلیت و اکملیت کا مقام وہ مقام ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا خود انبیائے
سابقین میں سے بھی کسی کو اس مقام میں رسائی نہیں ہوئی۔ مگر پیروان حضرت خاتم المرسلین
متابعان آنحضرت مقدس ترین۔ کریمہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے وعدہ صادقہ کے
[illegible] کے مطابق ادعو الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی کے عہدہ جلیلہ سے سرفراز
[illegible] فانی و لذات وصلت و خلافت یزدانی سے معزز و ممتاز ہوتے بھی ہیں۔ اور ہوئے
[illegible]۔ اور ہوتے رہینگے بھی جیسے کہ حضرات خلفائے راشدین۔ اور ائمہ اہل بیت طاہرین۔ اور حضرت
سید الطائفہ جنید بغدادیؒ۔ خواجہ فضیل بن عیاضؒ۔ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ اور
محبوب سبحانی غوث ربانی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین
حسن سنجریؒ وغیرہ بہت سے بزرگان دین پیشوایان طریق مبین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین گذر چکے ہیں
اور قیام قیامت تک برابر یہ سلسلہ جاری ہی رہیگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم وانفع علینا من برکاتھم آمین ثم آمین

ای مرید صادق وای طالب واثق۔ اگر تو معرفت صحیحۂ مذکورہ کے ساتھ اس طریق۔ فریق غریق دریاے بے کنار توحید وحید حضرت واحد برحق قہار عزاسمہ مین ثابت قدم آتشین دم حدید البصر فولاد نظر مقطوع اللسان شمشیر بران ہے۔ تو تیرے واسطے اس سلطان السلاطین محب العاشقین جل جلالہ وعم نوالہ نے فاذکرونی اذکرکم اور انا عند ظن عبدی بی اور انا معہ اذا ذکرنی کے خطاب سے سرفرازی کی امید اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے وعدۂ صادق الوفا کی نوید دے ہی دی ہے۔ پس ای شائق سلوک وای مشتاق بقاے مالک الملوک۔ اب تجھکو جو مسلک کہ محبوب حقیقی شہنشاہ تحقیقی کے حضور مین پہونچانے والا ہے سو وہ صراط مستقیم قرب نوافل (یعنے اپنے افعال وصفات کو خدا کے افعال وصفات مین فنا کرنا) اور قرب فرائض (یعنے اپنی ذات کو خدا کی ذات مین فنا کرنا کے سوا دوسرا کوئی ہے ہی نہین یہی راہ ہے کہ تمام اولیا اللہ نے جس سے قرب حق حاصل کیا ہے اور اسی قرب کے حاصل کروانیکے لئے ہی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی گئی ہے کہ جس سے ماسوی اللہ کی نفی کلی کا اور حق سبحانہ عز وجل کے اثبات مطلق کا نتیجہ ہمدست ہوتا ہے تفصیل اس راستۂ سلوک کی انشاء اللہ تعالیٰ رسالۂ سلوک الی مالک الملوک مین لکھی جائیگی واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وعلینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

قطعۂ تاریخ تصنیف جواہر العرفان از مصنف	
مژدہ ای طالبان با ایمان	شایقان معارف وایقان
بست ویک بر ہزار وسہ صد بود	شد رقم این جواہر العرفان

ضمیمہ در مسائل خمسۂ مشہورہ

طالبان طریق کا ان مسائل خمسۂ مشہورہ سے واقف ہونا ان کے اہم فرائضات سے ہے کیونکہ ان مسائل سے آگاہ نہ ہونیکے سبب سے سالک صراط مستقیم وصول الی اللہ عزوجل سے دور پڑ جاتا۔ افراط و تفریط زندقہ و الحاد مین مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ علم باطن کی سیدھی راہ وہی ہے جو عقائد حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نہو اسلیئے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ ہی فرقہ ناجیہ ہے۔ وہ مسائل خمسۂ مشہورہ یہ ہین۔ **وَحدۃُ الوُجُود** **قُرب و مَعِیَّت و اِحَاطَہ** **تَجَدُّدِ اِمثَال** **اِندِرَاجُ الکُلِّ فِی الکُلّ** **جَبر و اِختِیَار**

وَحدَۃُ الوُجُود۔ جواہر العرفان مین اقوال اربعہ۔ دو ذات دو وجود۔ ایک ذات ایک وجود۔ ایک ذات دو وجود۔ دو ذات ایک وجود کا جو بیان کیا گیا ہے اسمین وجود کے ایک ہی ہونے کا ثبوت اچھی طرح سے دیا گیا ہے۔ حدیث بخاری کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ دو وجود مستقل کو رد کرتی ہے اسلیئے کہ اثنینیت (دوئی) ہر ایک کے تقید اور محدودیت کو ثابت کرتی ہے اور محدودیت قطعاً استقلال وجود کی منافی ہے۔ کیونکہ تقید اور محدودیت کو وہی چیز قبول کر سکتی ہے جسمین اس قید سے تجاوز کرنے کی قدرت نہو۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو چیز کہ خود ہی ما بہ الموجودیہ ہوگی وہ کبھی تقید اور محدودیت کو قبول ہی نہین کر سکتی تو پھر دو وجود مستقل کا پایا جانا محال ہی ٹھیرا۔ نص قرآنی لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا بھی اس مضمون کی مظہر ہے۔ یہان سوال یہ ہوگا کہ جب وجود کی اثنینیت محال ہے تو ذات کی اثنینیت بھی محال ہی ٹھیرتی ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ ذات دو معنون مین مستعمل ہے۔ ایک ذات الشئی ما یبتنی علیہ الشئی۔ چیز کی ذات وہی جس سے یا جسپر چیز کا ٹکاؤ یا قیام یا بنا ہو۔ دوسرا الذات ما تستند الیہ الصفات۔ ذات وہ ہے جسکے طرف صفتون کی نسبت کیجاتی ہے۔ موجودات مین دو طرح کے صفات پائیجاتے ہین۔ وجودی حیات علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام وجود۔ وغیرہ عدمی۔ مردگی۔ انجان پن۔ ان چاہت بے سکتی۔ بہرا پن۔ اندھا پن۔ گونگا پن انیٹپن وغیرہ صفات عدمیہ کی نسبت جسکی طرف کیجائے۔ معنی ثانی کے لحاظ سے اسکو بھی ذات کہنا لازم ہوگا۔ اسی بنا پر عبد کی ذات کا اقرار لازم آتا ہے۔ کیونکہ صفات عدمیہ کی نسبت حقتعالیٰ شانہ کیطرف ہو ہی نہین سکتی اسلیئے کہ وہ خود ہی ما بہ الموجودیت ہی اور حقکی ذات کا اقرار معنی اول کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اور معنی ثانی بھی اسپر صادق ہین ہی۔ کہ وہ صفات وجودیہ کے ساتھ بالذات متصف ہی ہی۔ پس عبد کی ذات عدمی ہے نہ کہ وجودی۔ اور رب کی ذات وجودی ہے نہ کہ عدمی اور اثنینیت دو ذات وجودیہ کی محال اور باطل ہے ذوات عدمیہ گو بیحساب ہون مگر ذات وجودی باری کے نہ وہ ضد کہلا سکتے ہین اور نہ ند اور نہ شریک اور غیر انہی تین مین منحصر ہے۔ پس نصوص شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ وجود مستقل ایک ہی ہے جو حقتعالیٰ شانہ کا ہے ذوات اعدام اضافیہ پر اسکے افاضہ کے جاری ہونے سے ذوات عدمیہ اپنے احکام و آثار خاصہ کے ساتھ موجود فی الخارج ہو جاتے ہین ان اعیان خارجیہ کا مسبوق بالعدم اور ان کے وجود کا ما بین العدمین ہونا ہی شاہد واثق ہے کہ سوائے وجود واجب تعالیٰ شانہ کے اور کوئی وجود مستقل ہے ہی نہین۔ تعینات عدمیہ کے احکام

و آثار چونکہ تعینات کے طرف ہی منسوب ہین نہ کہ نفس وجود کے طرف لہٰذا نفس وجود اُنکے نقص و عیب سے ہرگز ملوث نہین ہوسکتا۔ پھر باوجود عینیت کے وجود واجب کی تنزیہ و تقدیس مین کوئی فرق ہی نہین آسکتا۔ کیونکہ تعین کے سبب سے غیریت کی جہت بھی قائم ہے ہی۔ ہان ایک ہی ذات ایک ہی وجود ہوتا تو تنزیہ و تقدیس ہرگز قائم نہ رہسکتی۔ مگر یہان تو ذات دو ہین۔ ایک وجودی جو رب کی ہے۔ دوسری عدمی جو عبد کی ہے پھر تنزیہ و تقدیس وجود واجب تعالےٰ مین خلل کے پیدا ہونے کی کوئی صورت ہی نہین۔ اصل اصول مسئلہ وحدۃ الوجود کا مختصرًا یہی ہے۔

قرب و معیّت و احاطہ۔ جب یہ مسلّم بالاتفاق ہے کہ ذات حق سُبحانہ خود ہی مابہ الموجودیۃ ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ وجود مستقل بھی ایک ہی ہے جو واجب تعالےٰ کا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ اُسی وجود واجب کے فیضان سے ہی تمامی ممکنات موجود ہین تو پھر ذات حق سبحانہ کے قرب و معیت و احاطہ کے اقرار کے بغیر چارہ ہی نہین رہا۔ علم و قدرت کے قرب و معیت و احاطہ کا اقرار خود ہی ذات حق کے قرب و معیت و احاطہ کا اقرار ہے کیونکہ وصفات حق ہین اور صفات حق کا انفکاک ذات حق سے محال قطعی ہے۔ اور تعینات کی جہت کے موجود رہنے کے سبب سے ذات حق کی تنزیہ و تقدیس مین کسی خلل کے پیدا ہونے کی گنجایش ہی نہین۔ اور ظاہر اور مسلّم ہے کہ وہ لیس کمثلہ شیئ ہے ہی۔

تجدّد امثال۔ جب یہ مسلّم بالاتفاق ہے کہ وجود واجب تعالےٰ کے فیض مقدس سے ہی ممکنات موجود ہین اور ممکنات کے حالات کا تبدل و تغیر بھی بالمشاہدہ قطعًا ثابت ہے ہی۔ تو تسلیم ہی کرنا پڑا کہ ہر لحظہ وجود واجب تعالےٰ کے طرف سے ممکنات کو نیا نیا فیضان پہونچتا ہے جیسے کہ چراغ کے شعلہ کو تیل پاگیا سے ہر لحظہ نیا نیا فیضان پہونچتا ہے۔ کیونکہ درمیان مین جب کوئی روک ہوتی ہی تو وہ شعلہ چراغ کا گل ہوجاتا ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ وہ شعلہ چراغ کا ہر لحظہ نیا نیا ہی ہے۔ بدستور ممکنات کا حال ہی کہ ہر لحظہ انکو وجود واجب تعالےٰ کیطرف سے نیا نیا فیضان پہونچتا ہے۔ مگر چونکہ پیمانہ تعین کا قائم ہے ہی۔ لہٰذا احکام تعینات مین بھی کوئی خلل نہین پیدا ہوسکتا۔

اندراج الکل فی الکل۔ جب یہ مسلّم ہوچکا کہ وہ وجود کہ جسکے فیضان سے ممکنات موجود ہوتے ہین ایک ہی ہی تو تسلیم ہی کرنا پڑا کہ ہر ممکن مین تمامی ممکنات کی قابلیت پوشیدہ موجود ہے۔ کیونکہ سب کی حقیقت امکانی ایک ہی ہے۔ جیسے کہ دریا کے پانی کی اصل حقیقت اُسکے ہر ایک قطرہ مین موجود ہے ہی۔ کسی درخت کی ایک شاخ لگادین تو بالمشاہدہ ثابت ہی کہ وہ پورا درخت اس سے موجود اور ظاہر ہوجاتا ہے۔ پس بدستور ہر ممکن مین تمامی ممکنات کے حقائق بالقوۃ پوشیدہ ہین ہی۔ پتھر سے اونٹنی کا۔ درخت سے ندای انی انا اللہ رب العالمین کا کل آنا اسیر گواہ صادق ہے ہی۔ مگر یہ ظہور ارادہ واجب تعالیٰ پر ہی موقوف ہے۔

جبر و اختیار۔ یہ مسئلہ گو بہت ہی مشکل اور تفصیل طلب ہے مگر اسکا اصل اُصول مختصر یہ ہی کہ لفظ اختیار کے معنے پسند کرنے کے ہین اور مختار کے معنے۔ اگر فاعل مانین تو پسند کرنیوالے کے۔ اور مفعول مانین تو پسند کرنیکی صفت دیئے گئے ہوے کے ہوتے ہین۔ ہر انسان کی فطرت شاہد ہی کہ انسان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو اوّلا دل مین پسند کرتا ہے۔ اور کرنا یا نہ کرنا۔ ان دونون مین سے ایک کو پسند کرنے کی صفت انسان مین پیدا کی گئی ہے۔ جسکا انکار عقل ہرگز نہین کرسکتی اسی بنا پر انسان کو مختار اور کاسب کہا جاتا ہے۔ وہ ذات کا جب اقرار مسلم ہے تو انسان کو کاسب اور مختار ماننے کے سوائے چارہ ہی نہین۔ ثواب و عقاب کی بنا اسی پسند کرنے پر ہے۔ اب رہگئی یہ بات کہ انسان جو کچھ پسند کرتا ہے وہ ہو بھی جاتا ہے یا کہ نہین چونکہ بسا اوقات اس کا چاہا ہوا نہین بھی ہوتا اسی بنا پر انسان کو مجبور بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تخلیق ایزدی کے بغیر کوئی چیز خارج مین موجود نہین ہوسکتی

پس انسان من وجہ مختار ہے۔ اور من وجہ مجبور۔ یہی آسان خلاصہ اس مسئلہ کا ہے۔ اس سے آگے پڑھنا گویا ایسی دریا مین گرنا ہے کہ جس سے پار اُترنا ہر کس و ناکس کی مجال نہین۔ سیدھی سمجھ والون کو اسقدر مجان لینا ان مسائل کا۔ کافی ہے فقط

شاہ محمد ولی اللہ قادری عفی عنہ

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ عطیہ قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین پیر حق آگاہ حضرت مولانا حاجی حسن شاہ میان صاحب قادری احمد نگری مد ظلہ العالی

حمد ہے اُس جمیل کو شایان | جسکا جلوہ ہے نور بخش جہان
خالق کائنات جن و بشر | مالک بحر و بر زمین و زمان

بحر عالم مین فضل سے اُسکے | ہاتھ آتے ہین گوہر عرفان
اُسکے محبوب سید لولاک | مالکِ خلد صاحبِ قرآن

نام نامی محمدِ عربی | دافعِ رنج شافعِ عصیان
اُن پہ بیحد درود اور سلام | شان اقدس پہ جان و دل قربان

آل و اصحاب پر بھی اُنکے مدام | ہو درود و سلام بے پایان
بعد حمد اور نعت احمد کے | طالبان الٰہ ہون شادان

چھپ کے شایع ہوا بصد خوبی | بیش قیمت جواہر العرفان
ہے یہ تصنیف شاہ ولی اللہ | جو کہ ہین فیض بخش فیض رسان

جانیے معرفت کی جان اُن کو | ملنے کاشف رموز نہان
باکرامت رہین سلامت وہ | جو ہین اِسکے مصنف اے یزدان

بہر تاریخ اے حسن کہدو | مہر تابان جواہر العرفان ۱۳۴۴ھ

قطعہ تاریخ طبع از فیض بنیاد شریعت دستگاہ حقیقت آگاہ جناب حاجی محمود شاہ صاحب قادری احمد نگری

ہین جو دیجا وشہ ولی اللہ | سالکِ راہ معرفت ذیشان
خود شناسی و حق شناسی کا | ہے یہ اک گنج بہر اہل جہان

بارک اللہ آپ نے لکھا | یہ رسالہ پسند پیر و جوان
یہ خزانہ ہے قابل توصیف | جتنی تعریف کیجے ہے شایان

مصرع سال طبع ہے محمود | حیرت انگیز جواہر العرفان ۱۳۴۶ھ

قطعہ تاریخ از کلک گہر سلک شاعر نامی جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل چشتی قادری

رسالہ خوش مقالہ شہ ولی اللہ کا | اہل ایمان کا ہی ہمدم اہل عرفان کا انیس
خامۂ گنج حقایق کیون نہو مقبول عام | ہین مضامین اُدق لیکن عبارت ہے سلیس

اے تجمل مصرع تاریخ ہجری تم کہو | ہاتھ آیا ہے گوہر عرفان مولا ہے نفیس ۱۳۴۴

ولہ عیسوی

کہتے ہین اہل جوہر مضمون کو اسکے پڑھکر | پُر نور بے بہا یہ موتی ہین معرفت کے
کہدے تجمل اس کا سن مسیحی | مشہور بے بہا ہین موتی یہ معرفت کے ۱۹۲۶

تقریظ و تاریخ عطیہ قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین پیر حق آگاہ حضرت مولانا حاجی حسن شاہ صاحب میاں نقشبندی قادری مجددی مدظلہ العالی

مژدہ اے طالبان عرفانی ؎ رمز جویان قرب حقانی
اے معارف کے شائقین سن لو ؎ خود شناسی کے پھول ہیں چن لو

خدائے پاک خالق زمین و افلاک جل جلالہ و عم نوالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بزرگان ہدایت و صاحبان تحقیق کے سینوں میں عرفان الٰہی کے جو اسرار سربستہ پوشیدہ چلے آتے تھے وہ آج بفضلہ تعالیٰ نور افزائے چشم طالبان ہیں یعنے رسالہ معرفت نشان المسمّٰی بہ **جواہر العرفان** تصنیف لطیف معرفت آگاہ حقیقت دستگاہ مولانا مولوی حاجی حضرت **شاہ محمد ولی اللہ صاحب** دام فیوضہ ہدیۂ ناظرین باتمکین ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ فی الحقیقت معارف حقانی و حقائق ربانی کے بیش بہا جواہر بے بہا کی ایک عجیب و غریب کی کان ہے اور طالبان اومولے تعالیٰ شانہ کی سچی رہبری کی گویا جان ایمان. بہت سی کتابیں علم باطن و تصوف کی اور بہت سے رسالے خود شناسی و خدا شناسی کے حقائق اور معارف و دقایق کے نئے پرانے چھوٹے بڑے منظوم و منثور لکھے گئے ہیں مگر اس طرح کی علی العموم ہر مبتدی و منتہی کو یکساں فیض پہنچانے والی کوئی کتاب عجوبہ نظر سے نہیں گذری۔ وہ وہ عقدہائے مشکلہ بفضلہ اس رسالہ میں حل کئے گئے ہیں جو مالا عین رأت کے مصداق تحقیق ہیں اور وہ وہ نکات لطیفہ اس میں بیان ہوئے ہیں جو کہ اذن سمعت کے مطابق تحقیق ہیں۔ فقیر کا یہ خیال ہے کہ یہ رسالہ نافعہ ؎

رہبر رہروان حق ہے یہ ؎ عارفوں کے لئے سبق ہے یہ
شرک و الحاد سے بچاتا ہے ؎ راہِ توحید پر چلاتا ہے
ہر بیاں میں ہے اس کے لطف ایسا ؎ ایک دیا ہے جو جزن گویا
گویا عالم ہے اک کبیر انساں ؎ اور انساں ہے اک صغیر جہاں
عکس ہے کون اور شخص ہے کیا ؎ ہے دوئی کیسی یکپنا کیسا
اس طرح ہے بیان اُن سب کا ؎ آئینہ رکھدیا ہے مطالب کا

مرشدانِ زماں کا ہے مرشد ؎ من عرفہ کے بیان کا ہے مجموعہ
تھے جو پنہاں رموز در سینہ ؎ یہ رسالہ ہے اون کا گنجینہ
رہبر راہِ عالم ملکوت ؎ کاشف ستر عالم جبروت
ہے بیاں و حقیقت آدم ؎ جامع کل حقائق عالم
کل مراتب وجود کے ہیں بیاں ؎ لاتعین سے لیکے تا انساں
اصل میں ایک یا کہ دو ہیں شے ؎ اور وہ دو ہیں وجود یا اک ہے
ہر پہیلی کا گر بتایا ہے ؎ اصل مقصود کو بتایا ہے

علاوہ براں یہ رسالہ جامع ہے شریعت و طریقت کا اسلئے کہ ہر صوفی کو جب تک اوسکا ہوش قائم ہے احکام ظاہری کی اطاعت اور ادائے عبادت سے چارہ نہیں ہے تمامی بزرگان فیض نشان کا اتفاق اس امر پر ہے کہ ؎

مپندار سعدی کہ راہ صفا ؎ تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

رسالہ ہذا میں ذات و صفات باری تعالےٰ کے وہ مشکل سے مشکل مسائل آسانی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ علم عقائد کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی اون کا حل نہیں ملتا اور صاف بتادیا ہے کہ معارف صحیحہ کی جانچ پڑتال کی کسوٹی ہے تو علم عقائد ہی ہے۔ عالمِ اجسام کی تفصیل اور عالم ملکوت کے حقائق کی تکمیل کو ہی دیکھئے کہ کیا کیا عجیب و غریب نکات اوس میں ادا کئے گئے ہیں۔ عالم جبروت کے احوال و راز کے طبقات اور اوصاف و کمال پر نظر ڈالئے کہ کیسے کیسے لطائف نازک دل و دماغ عارف کو روشن کئے دیتے ہیں۔ ہمارے سید ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائک ہونے کے بیان کو بچشم غور دیکھئے کہ کیسا پر لطف و نازک بیان ہے۔ حضرت ختمیت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے نام نامی طٰہٰ کے اسرار خفی اور حضرت آدم کے اسم گرامی کا اوس سے وجود جلی کیا یہ کوئی آسان باتیں ہیں۔ حقیقت محمدی کے وجہ تسمیہ کی تشریح نہایت محققانہ ہے یہ مضامین جب نظر سے گذرتے ہیں تو آنکھوں میں نور اور سینہ میں سرور کا دریا جوش زن ہو جاتا ہے۔ میں تہ دل سے بارگاہ عالم پناہ میں ملتجی ہوں کہ مصنف مکرم کی عمر میں خداوند کریم برکت عنایت فرمائے اور اون کی ذات و تصنیفات سے تمام مسلمانوں کو خاصکر اہل طریق اور مریدان کو ہمیشہ مستفیض و مستفید گردانے آمین ثم آمین۔ بالآخر اس مضمون کو ختم کر کے ذیل میں قطعۂ تاریخ پیش کرتا ہوں ؎

ہیں جو ذیجاہ شہ ولی اللہ

سالک راہ معرفت ذیشاں ؎ ہے یہ اک گنج بہر اہل جہاں
بارک اللہ آپ نے لکھا ؎ یہ خزانہ ہے قابل توصیف
یہ رسالہ پسند پیر و جواں ؎ جتنی تعریف کیجے ہے شایاں
خود شناسی و حق شناسی کا ؎ مصرع سال طبع ہے مجموعہ

حیرت آگیں جواہر العرفان

۱۳۴۶ھ

جواہر العرفان

کوئی صاحب بغیر اجازت مصنّف کتاب ہٰذا کے
چھاپنے یا ترجمہ کرنے کا قصد نہ کریں۔ ورنہ تمام
تمام نقصانات کے وہ ذمّہ دار ہوں گے

جن حضرات کو
یہ کتاب مطلوب ہو وہ جناب مصنّف مومی الیہ
یا
مشہور کتب فروشوں سے منگا سکتے ہیں۔

شاہ محمد ولی اللہ قادری

محلّہ مالا پیٹھ۔ مقام دھارواڑ بی پی۔ ایم۔ ایس۔ ایم۔ ریلوے